31

اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

شمائم امدادیہ

اُردو ترجمہ

نفحات مکیہ من مآثر امدادیہ

یعنی

حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی حنفی چشتی قادری نقشبندی سہروردی
کے حالات مبارکہ، ملفوظات اور تصوف سے سرشار مضامین کا مجموعہ

ناشران

کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ "مغربی پاکستان"

قیمت :- ۲ روپے

تاجران کتب

Marfat.com

٢٩٧٠٤٢
ش ٤٨٢١
١٢٣٠٦

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ
أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

"اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرمائیے، بلاشبہ آپ سننے والے جاننے والے ہیں"!

Marfat.com

عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	پیش لفظ	۴
۲	حصہ اول۔ یعنی حالات زندگی حضرت ایشان	۵
۳	نفحہ اول۔ ولادت و تحصیل علوم ظاہرہ	۵
۴	نفحہ دوم۔ حصول کمال سے مسند ارشاد تک	۷
۵	نفحہ سوم۔ مسند ارشاد پر جلوہ فروز ہونا اور سفر حج	۱۵
۶	نفحہ چہارم۔ ہجرت بجانب مکہ مکرمہ	۱۸
۷	نفحہ پنجم۔ عادات و اخلاق حسنہ	۲۰
۸	نفحہ ششم۔ خرق عادات و کرامات	۲۴
۹	نفحہ ہفتم۔ آپ کے بعض ملفوظات اور مکتوبات کا ذکر	۲۶
۱۰	مسئلہ وحدۃ الوجود اور اس کی تحقیق	۳۱
۱۱	حصہ دوم	۴۱
۱۲	بعض ملفوظ نوشتہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح	۴۲
۱۴	حصہ سوم	۷۸
۱۵	متفرقات	۷۸
۱۶	خاتمۃ الکتاب	۱۰۹
۱۷	شجرہ و قصیدہ	۱۱۰

ختم شد فہرست مضامین
شمائم امدادیہ

Marfat.com

پیش لفظ

محترم قارئین کرام !

ہم حسب وعدہ ایک نادر تالیف آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جس میں قطب عالم حضرت حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مد اللہ فیوضہ، کے حالات زندگی آپ کے ملفوظات اور مکاتیب شامل ہیں۔

آج سے ساٹھ، ستر برس قبل جناب حکیم محمد مرتضیٰ خاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اس کتاب کو "شمائم امدادیہ" کے نام سے شائع کیا تھا جو شائع ہوتے ہی ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی۔

اسکے بعد کسی صاحب نے اس کی اشاعت پر توجہ نہ دی۔ اس طرح یہ ایک گراں گوہر بھول چوک کی نظر ہو گیا۔

عرصہ سے ہمیں متعدد احباب اس کی اشاعت پر زور دے رہے ہیں لیکن ایک ملتد ادارہ کے لئے اتنی بڑی کتاب کا شائع کرنا سخت متصور تھا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کام کی ابتداء کی کیونکہ اُن کے ہاں کوئی مشکل مشکل نہیں ؎

تو مگو ما را بداں شہ بار نیست　　با کریماں کارہا دشوار نیست

اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس کی توفیق سے ہم یہ کتاب آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ آمین

نیاز مند

احقر العبید محمد حسین ارشید عفا اللہ عنہ

حصہ اوّل

یعنی حالات زندگی حضرت ایشاں

نفحہ اوّل

ولادت و تحصیل علوم ظاہرہ

ارباب بصیرت و اصحاب خبرت پر ظاہر ہو کہ ولادت باسعادت حضرت ایشاں بتاریخ بست و دوم ۲۲ ماہ صفر المظفر روز دوشنبہ ۱۲۳۳ھ ایک ہزار دو سو تینتیس ہجریہ مقدسہ بمقام نانوتہ ضلع سہارنپور ہوئی۔ قصبہ مذکور وطن اجداد مادری حضرت کا ہے۔ اسم مبارک والد ماجد نے امداد حسین اور تاریخی نام ظفر احمد رکھا۔ اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی نواسۂ حضرت مسند الوقت جناب حافظ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہما نے بلقب امداد اللہ ملقب فرمایا آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت حافظ محمد امین بن حضرت حافظ شیخ بڈھا بن حضرت حافظ شیخ بلاقی بن حضرت شیخ عبداللہ بن حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ عبدالکریم بن شیخ عبدالرحیم بن حضرت شیخ سراج دین بن حضرت قاضی چندن بن حضرت قاضی محمد موسیٰ بن حضرت قاضی محمد نصر اللہ خاں بن حضرت قاضی محمد یعقوب خاں بن حضرت شیخ نظام الدین بن حضرت شیخ شہاب الدین معروف بفرخ شاہ کابلی بن محمد شاہ کابلی بن حضرت نصیر الدین شاہ بن حضرت محمود شاہ بن حضرت سلیمان شاہ بن حضرت مسعود شاہ بن حضرت شاہ عبداللہ واعظ اصغر بن حضرت شاہ عبداللہ واعظ اکبر بن حضرت شاہ ابوالفتح بن حضرت شاہ محمد اسحاق بن حضرت کامل عارف شاہ سلطان محمود قدس سرہ (کہ مکہ معظمہ میں قریب دروازۂ شہر آسودہ ہیں) بن قدوۃ الاولیا

زبدۃ الاصفیا سند العارفین شیخ الکاملین تارک الدنیا والحکومۃ سلطان الدین والملۃ فانی فی اللہ الکریم باقی باللہ العلی العظیم جناب حضرت سلطان ابراہیم قدس سرہ الفخیم بن حضرت ادہم قلندر بن حضرت سلیمان ہیں اور اجداد حضرت ایشان مارقلبی وروحی فداہ) موضع تھانہ بھون ضلع مظفر نگر میں مسکن گزین تھے اب اس موقعہ پہ جاننا چاہیئے کہ نسب حضرت سلطان العاشقین ملک الواصلین حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اختلاف واقع ہوا ہے اکثر شیخ فاروقی کہتے ہیں اور بعضے سید زیدی حسینی چشتی کہتے ہیں صاحب تحقیقات معانی بالفاظ شریفہ پیر و مرشد حضرت مولانا مظفر بلخی ادہمی یعنی نخبۃ الکاملین زبدۃ العارفین شمس المحققین جناب حضرت مولانا مخدوم شیخ شرف الحق والملۃ والدین احمد بن یحیٰی بن منیری ندرگا بہاری اقامۃ ودفعا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید زیدی حسینی کہتے ہیں۔ اس طور پہ حضرت سلطان سید ابراہیم بن سید ادہم قلندر بن سید سلیمان بن سید ناصر الدین بن سید محمد بن سید یعقوب بن سید احمد بن سید اسحٰق بن سید امام زید بن الشہید رضی اللہ عنہ بن سید امام قاسم رضی اللہ عنہ بن امام الائمہ علی الاوسط حضرت سید امام زین العابدین بن حضرت امام الائمہ سید الشہداء حضرت سیدنا ابی عبد اللہ امام حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن امیر المومنین امام المسلمین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وابن سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا بنت سید المرسلین فخر الاولین والآخرین شافع روز جزا جناب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وازواجہ وسلم اجمعین۔ اور وجہ شہرت بفاروقیت حضرت سلطان العارفین یہ ہے کہ نام جد مادری جناب کا بھی ابراہیم ہے اور وہ فاروقی تھے اور بلخ میں سلطنت کرتے تھے۔ حضرت سلطان العارفین نے ان کی خدمت میں تربیت پائی۔ اور ان کے بعد ان کے تخت پر بیٹھے پس بوجہ کثرت قیام اس مقام کے اور نیز بوجہ مشارکت اسمی جد فاسد وجانشینی جناب سلطان العارفین بہ نسبت جد فاسد خود مشہور ہوئے واللہ سبحانہٗ اعلم وعلمہٗ اتم۔ اور حضرت مدظلہٗ روحی وقلبی فداہٗ کے دو برادر کلاں و ایک برادر و ہمشیر خورد بھی تھیں بڑے بھائی ذوالفقار علی و منجھلے فدا حسین نام تھے اور تیسرے خود حضرت ایشان اور چھوٹے بھائی بہادر علی و ہمشیرہ بی بی وزیر النساء نام تھیں ابھی زمانہ سن حضرت ایشان کا

Marfat.com

صرف سات سال کا تھا کہ حضور کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی حسینی بنت حضرت شیخ علی محمد صدیقی نانوتوی نے انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور وقت وفات انہوں نے حضرت کے لئے ان الفاظ میں وصیت فرمائی کہ بعد میری وفات کے میرے اس تیسرے بچے کو کسی وقت کیا بروقت تعلیم و یا کسی وقت و کسی وجہ سے کبھی کوئی شخص ہاتھ نہ لگائے اور زجر و ضرب نہ کرے چنانچہ بعد انتقال والدہ ماجدہ حضرت ایشاں ان کی اس وصیت کی تعمیل میں یہاں تک مبالغہ کیا گیا کہ کسی کو آپ کی تعلیم کی طرف کچھ توجہ و التفات نہ ہوئی۔ لیکن چونکہ تائید ربانی ابتدائے خلقت سے مربی حضرت ایشاں کی تھی اس زمانہ صغر سنی میں بھی باوجود عدم توجہی و مطلق العنانی کبھی لہو و لعب نامشروع میں مشغول نہ ہوتے تھے اور اپنے باطنی شوق سے قرآن مجید حفظ کرنا شروع فرمایا۔ اور اپنے شوق سے اکثر حفاظ کو استاد بنایا مگر تقدیرات سے کچھ ایسے موانع پیش آتے گئے کہ نوبت تکمیل حفظ کی نہ پہنچی یہاں تک کہ بتوفیق الٰہی ۱۲۵۸ھ بارہ سو اٹھاون ہجری میں چند دن میں یہاں اس کی تکمیل ہو گئی اور سولہ[16] سال کے سن میں وطن شریف سے بہمراہی حضرت مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ دہلی کے سفر کا اتفاق ہوا اسی زمانہ میں چند مختصرات فارسی تحصیل فرمائے اور کچھ صرف و نحو اساتذۂ عصر کی خدمت میں حاصل کی اور مولانا رحمت علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ سے تکمیل الایمان شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ کی قرأت اخذ فرمائی۔

نفحہ[2] دوم

حصول کمال سے مسند ارشاد تک

ہنوز تکمیل علوم ظاہرہ میسر نہ ہوئی تھی کہ ولولۂ خدا طلبی دل اخلاص منزل حضرت ایشاں میں جوش زن ہوا اور بعمر ہیزدہ سالگی دست حق پرست حضرت مولانا نصیر الدین حنفی نقشبندی مجددی غازی دہلوی نور اللہ مرقدہٗ کہ خلیفہ و مرید حضرت مولانا شاہ محمد آفاق قدس سرہ الاقدس و شاگرد و داماد حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلوی مہاجر و نیز شاگرد حضرت مستند الوقت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی انار اللہ برہانہ تھے۔

Marfat.com

طریقہ انیقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی اور اذکار طریقہ نقشبندیہ مجددیہ اخذ فرمائے۔ اور چند دن تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر رہ کر اجازت و خرقت سے مشرف ہوئے، بعد ازاں بالہام غیبی و بجذبہ لذت کلام نبوی مشکوٰۃ شریف کا ایک ربع قرأۃً عاشق زار رسول انور حضرت مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی پر گذرانا اور حصن حصین و فقہ اکبر امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم ابی حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ قرأۃً حضرت مولانا عبدالرحیم مرحوم نانوتویؒ سے اخذ کیا اور یہ ہر دو بزرگوار ارشد تلامذہ عارف مستغرق حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھوی کے تھے اور حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ خاتم دفتر ششم مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ و شاگرد حکیم امت محمدیہ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے تھے اور مثنوی معنوی حضرت محی الدین مخدومی مولانا شیخ جلال الدین رومیؒ قدس اللہ روحہٗ کو جس میں معانی کتاب و سنت کو زبان فارسی میں لاکر بطرز حمید و عنوان جدید ادا فرمایا ہے اور اس شعر میں ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

خود اس نکتہ عجیب کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور اس کے طرز بیان میں شور عشقی بحسن اسلوب زیادہ کیا ہے اور اس ادائے خاص میں امام العاشقین تھے اور گویا کہ جذبات الٰہیہ و اسرار صمدیہ ان کے لئے ودیعت رکھے گئے تھے اور اصول اصول دینیہ اور اسرار اسرار معارف ربانیہ کو انواع انواع طریقوں سے ظاہر و ہویدا فرمایا ہے بالجملہ تعریف مثنوی جو کچھ کہ کی جاوے ایک منجملہ سو کے بھی نہ ہو سکے گی ناگزیر خاموشی کی آبروریزی نہ کر کے اس قلیل فقرات پر کہ دال کثیر یہ ہیں بس کیا،، مولانا شاہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے قرأۃً اخذ کیا اور نمک خمیر اپنے ولولہ دل کا بنایا۔ اللہ بخشے مولانا شیخ عبدالرزاق نے مثنوی معنوی کو جناب حضرت مولانا شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ سے قرأۃً کیا تھا اور شیخ ابوالحسن نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھوی مذکور خاتم دفتر ششم سے سماعۃً و قرأۃً حاصل کیا اور حضرت مولانا مفتی رحمۃ اللہ نے عالم رویا میں مصنف قدس سرہ سے پڑھا تھا اور واسطے ختم دفتر ششم کے

مامور ہوئے تھے الحاصل چونکہ حضرت ایشاں نے مطالعہ مثنوی کو بطور ورد کے معمول فرمالیا تھا خاطر اقدس کو ایک حرکت بلیغ پیدا ہوتی تھی اور جوش و خروش باطنی آئینہ چہرہ انور سے ظاہر ہوتا تھا اور داعیہ تکمیل سلوک ساحت سینہ صفت گنجینہ میں جلوہ اضطرار ڈالتا تھا یہاں تک کہ اسی درمیان میں ایک دن آپ نے خواب دیکھا کہ مجلس اعلیٰ واقدس حضرت سرور عالم مرشد اتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ وسلم میں حاضر ہوں۔ غایت رعب سے قدم آگے نہیں پڑتا ہے کہ ناگاہ میرے جدامجد حضرت حافظ بلاقی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور حضرت نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں پہونچا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ لے کر حوالہ حضرت میانجیو صاحب چشتی قدس سرہ کے کر دیا اور اس وقت بعالم ظاہر حضرت میانجیو صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کسی قسم کا تعارف نہ تھا۔ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا عجیب انتشار و حیرت میں مبتلا ہوا کہ یارب یہ کون بزرگوار ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا اور خود مجھ کو ان کے سپرد فرمایا اسی طرح کئی سال گذر گئے کہ ایک دن حضرت استاذی مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے میرے اضطرار کو دیکھ کر بکمال شفقت و عنایت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔ موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے وہاں جاؤ اور حضرت میانجیو صاحب سے ملاقات کرو شاید مقصد دلی کو پہنچو اور اس حیث و بحث سے نجات پاؤ جناب ایشاں بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت مولانا سے میں نے یہ سنا متفکر ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا کروں آخر بلا لحاظ سواری وغیرہ میں نے فوراً راہ لوہاری کی لی اور شدت سفر سے حیران و پریشان چلا جاتا تھا یہاں تک کہ پیروں میں آبلے پڑ گئے بارے بہ کشش وکوشش آستانہ شریف پر حاضر ہوا اور جیسے ہی دور سے جمال باکمال جناب شاں ملاحظہ کیا صورت انور کو کہ خواب میں دیکھا تھا خوبی پہچانا اور محو خود رفتگی ہو گیا اور آپے سے گذر گیا اور افتاں وخیزاں ان کے حضور میں پہونچکر قدموں پر گر پڑا۔ حضرت میانجیو صاحب قدس اللہ اسرارہ نے میرے سر کو اٹھایا اور اپنے سینہ نور گنجینہ سے لگالیا اور بکمال رحمت وعنایت فرمایا کہ تم کو اپنے خواب پر کامل وثوق ویقین ہے۔ یہ پہلی کرامت منجملہ کرامات

حضرت میانجیو صاحب کی ظاہر ہوئی اور دل کو کمال استحکام مائل بخدا ہوا۔
الحاصل ایک مدت خدمت بابرکت جناب موصوف میں حلقہ نشین رہے اور تکمیل سلوک طُرق اربعہ عموماً و طریق چشتیہ صابریہ خصوصاً کیا اور خرقہ خلافت تامہ و اجازت خاصہ و عامہ سے مشرف ہوئے، بعد عطائے خلافت حضرت میانجیو صاحب نے فرمایا کہ کیا چاہتے ہو۔ تسخیر یا کیمیا جس کی رغبت ہو وہ تم کو بخشوں۔ آپ یہ سُن کر رونے لگے اور عرض کیا کہ دنیا کے واسطے آپ کا دامن نہیں پکڑا ہے خدا کو چاہتا ہوں وہی مجھ کو بس ہے حضرت میانجیو صاحب قدس سرہ یہ جواب نمکین سُن کر بہت مسرور و خوش مزہ ہوئے۔ اور آپ کو بغل گیر فرما کر علو ہمت پر آفرین کی اور دعا ہائے جزیلہ و جمیلہ دیں اور خود حضرت میانجیو صاحب انار اللہ ضریحہ نے ۱۲۵۹ھ ایک ہزار دو سو انسٹھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بعد ازاں گونہ قلب مبارک میں جذبۂ الٰہیہ پیدا ہوا اور آپ آبادی سے ویرانے کو چلے گئے مخلوق سے نفرت فرماتے تھے اور جنگل پنجاب وغیرہ میں بسر فرماتے تھے اور اکثر دولت فاقہ سے کہ سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مشرف ہوتے تھے یہاں تک کہ آٹھ آٹھ روز اور کبھی زیادہ گذر جاتے اور ذرا سی چیز حلق مبارک میں نہ جاتی اور حالت شدّت بھوک اسرار و عجائب فاقہ مکشوف ہوتے تھے۔ بیان فرماتے تھے کہ ایک دن بہت بھوک کی تکلیف میں ایک دوست سے کہ نہایت خلوص دلی رکھتا تھا چند روپے میں نے بطور قرض مانگے باوجود موجود ہونے کے انکار صاف کر دیا۔ اس کی اس ناالتفاتی سے تکدر و ملال دل میں پیدا ہوا۔ چند منٹ کے بعد تجلی توحید افعالی نے استعلا فرمایا اور معلوم ہوا کہ یہ فعل فاعل حقیقی سے منقول ہوا ہے اس وقت سے خلوص اس دوست کا زائد ہوا اور وہ تکدر مبدّل بہ لطف ہو گیا اس واقعہ کو چند ماہ گذرے تھے کہ میں مراقبہ میں تھا سیدنا جبرئیل و سیدنا میکائیل علیہما السّلام کو بغایت جلال ملکاتی و بنہایت جمال نورانی سنبل کاکل سیاہ کندھوں پر ڈالے ہوئے اور سبزہ نہ اگا ہوا دیکھا محو خود رفتہ ہو گیا جو لذت کہ حاصل ہوئی احاطۂ بیان میں نہیں آسکتی اور وہ دونوں تبسم کناں دز دیدہ نگاہ سے دیکھتے ہوئے اسی طرح چلے گئے اور کچھ نہ کہا

Marfat.com

راقم (مؤلف) ہیچکارہ نے بخدمت حضرت الیشاں قلبی وروحی فداہ عرض کیا کہ تعبیر دیکھنے ان فرشتگان اولوالعزم کی کیا تھی ارشاد فرمایا کہ مرتبہ نزدیکی کا مجھ پر ظاہر ہوا کیونکہ دیکھنا جبرئیل کا بشارت اس امر کی ہے کہ بفضلہ سبحانہ حصہ وافر علم و تعلیم وارشاد و ہدایت سے مجھ کو مرحمت ہوگا کہ یہ خدمت ان کو تفویض ہے اور دیکھنا میکائیل کا اشارہ ہے اس طرف کہ ما یحتاج بہ فی الدنیا بے تکلف میسر آئے کہ قسمت و تقسیم رزق کی حضرت میکائیل سے متعلق ہے راقم ہیچمیرز (مؤلف) عرض کرتا ہے کہ فی الواقع ایسا ہی ہوا سائل چند منٹ میں ایک ادنی اشارہ حضرت الیشاں سے صاحب حال ہوتا ہے، ایک شخص نے راس الاذکیا مولوی محمد قاسم نانوتوی سے پوچھا کہ حضرت مخدوم عالم حاجی امداد اللہ صاحب عالم بھی ہیں اس کے جواب میں فرمایا کہ عالم ہونا کیا معنی اللہ نے ان کی ذات پاک کو عالم گر فرمایا ہے۔ اور نیز رسالہ آبحیات میں لکھتے ہیں ہیں جس وقت کہ مکہ معظمہ میں زیارت حضرت الیشاں سے شرف اندوز ہوا بوجہ تہیدستی دین و دنیا کچھ پیش کش نہ کرسکا بجز اس کے کہ ان ہی اوراق سیاہ مسودہ کو پیش کش کرکے رسم پیش کش بجالایا شکر یہ عنایت گرامی کس زبان سے ادا کروں کہ اس ہدیہ مختصرہ کو قبول فرمایا اور اس کے صلے میں دعاہائے جزیلہ فرمائیں اور تصحیح وجدانی و تحسین لسانی زیادہ کیا اور میری تسکین فرمائی کہ بسبب اپنی کم مائگی و ہیچمدانی کے اس تحریر کی صحت میں جو تردد مجھ کو تھا رفع ہو گیا اب پھر اگر کوئی یہ سمجھے ضرور تھوڑا متعجب ہو کہ کجا تحقیق و تنقیح قاسم ناداں اور کجا یہ صحت و تصحیح یہ تمام نورافشانی بدولت اس شمس العارفین کے ہے اور اس جگہ میں بھی مثل زبان و دست و قلم واسطہ ظہور مضامین مکنونہ دل عرش منزل حضرت الیشاں ہوا ہوں ورنہ اپنی ہیچمدانی اس بے سروسامانی و پریشانی پر دو شاہد عادل ہیں جن سے انکار نہیں کرسکتا۔ انتہی بترجمہ۔ و راقم مسکین (مؤلف) نے اکثر زبان حق ترجمان حضرت الیشاں قلبی وروحی فداہ سے سنا ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ مولوی محمد قاسم مرحوم کو میری زبان بنا یا تھا جیسے مولانا روم کو زبان حضرت شمس تبریز قدس سرہٗ کی بنایا تھا اور نیز حضرت مدظلہ العالی نے بیان فرمایا کہ اسی زمانے میں مراقبہ میں میں نے حضرت شیخ الشیوخ خواجہ معین الدین چشتی کو دیکھا قدسنا اللہ باسرارہ کہ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے ہاتھ پر زر خطیر صرف کیا یہ سنکر میں رونے لگا اور عرض کیا کہ میں نے اس لئے قدم شریف نہیں پکڑے ہیں اور

Marfat.com

میں قوت تحمل اس خدمت کی بھی نہیں رکھتا ہوں ہاں ایک قطرہ بحار سینہ باسکینہ انوار گنجینہ حضرت والا سے چاہتا ہوں کہ سوائے معارف حضرت حق کے نہیں ہے حضرت خواجہ روح اللہ روحہٗ نے تسکین فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت سے کوئی حاجت ضروریہ دنیویہ تمہاری بند نہ رہے گی جس قدر ضرورت ہوگی بوجہ نیک رفع ہو جاوے گی فالحمد للہ کہ اس وقت سے ایسا ظہور میں آیا جیسا کہ حضرت خواجہ نور اللہ ضریحہٗ نے ارشاد فرمایا اور نیز اسی دن خدمت اشہر شفقرائے زمان صاحب تمکین و عرفان مولانا سید قطب علی صاحب جلال آبادی قادری رحمۃ اللہ علیہ میں بتقریب فاتحہ والدہ ماجدہ حضرت ممدوح گیا تھا۔ حضرت سید صاحب موصوف بکمال عنایت و اخلاق پیش آئے اور فرمایا کہ میں خود آپ کے پاس ارادہ حاضری رکھتا تھا تاکہ تم کو بشارت پہنچاؤں اور مبارک باد دوں نسبت اس واقعہ کے کہ جو میں نے دیکھا ہے یعنی میں نے عالم واقعہ میں تمام اولیاء کو عموماً حضرات خواجگان چشت کو خصوصاً دیکھا ذکر تمہارا سنا ایک صاحب نے ان میں سے تمہاری نسبت فرمایا کہ مصارف ان کے بہت ہیں اور آمدنی اقل قلیل اس کے جواب میں بزرگان چشت نے فرمایا (قدس سرہم) کہ ہاں ایسا ہی تھا لیکن فی الحال واسطے رفع مایحتاج یہ ان کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا گیا ہے اب جس قدر کہ حاجت ہوگی عنایت ہوا کریگا فالحمد للہ علی نوالہ کہ تب سے رفع ضروریات لاحقہ بلا تردد و تفکر غیب سے ہوتا ہے۔ راقم عاجز نے بچشم خود دیکھا ہے کہ مصارف کثیرہ بے سبب ظاہری بہ احسن وجوہ انجام پاتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ استغنائے تام پرستاران حضرت ایشاں سے ہے کبھی اغنیاء و امراء کے یہاں قدم رنجہ نہیں فرماتے بلکہ ان کی طرف اس قدر التفات بھی نہیں کرتے جتنا کہ فقراء و مساکین پر نظر ہوتی ہے الا جو کوئی کہ خادم خاص ہے اور حسبۃً للہ بخدمت عظامی حاضر ہوتا ہے کہ وہ بھی درویشی کے رنگ میں ہوتا ہے اور قصہ حاجی نواب فیض علی خاں مرحوم برادر نواب محمود علی خاں رئیس چھتاری مشہور و معروف ہے اور یہ حالت جذب و صحرا نوردی تقریباً چھ ماہ تک رہی۔ راقم مسکین نور اللہ قلبہٗ بنور العرفان عرض رسا ہے کہ میں نے ثقات سے سنا ہے کہ اس زمانے میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ آپ کے سامنے سے گذر کرتا اور متاثر نہ ہوتا اور اس پر رعب نہ ہوتا پھر

Marfat.com

توجہ والتفات کی حالت کا کیا ذکر اور اسی حالت ذوق وشوق میں ۱۲۶۰ھ ایک ہزار دو سو ساٹھ ہجری قدسی میں سید کائنات اشرف مخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تم ہمارے پاس آؤ یہ خواب دیکھ کر خواہش زیارت مدینہ منورہ دل عشق منزل میں متمکن ہوئی یہاں تک کہ بلا فکر زاد وراحلہ کے آپ نے عزم مدینہ منورہ کر دیا اور چل کھڑے ہوئے جب ایک گاؤں میں پہونچے آپ کے بھائیوں نے کچھ زاد وراحلہ روانہ کیا حضور نے اس کو بخوشی خاطر قبول کیا اور روانہ ہوتے یہاں تک کہ پنجم ذیحجہ ۱۲۶۱ھ بارہ سو اکسٹھ ہجری کو بمقام بندر لیس کہ متصل بندر جدے کے ہے جہاز سے اترے اور براہ راست عرفات کو تشریف لیگئے اور جملہ ارکان حج بجالائے اور مکہ معظمہ میں حضرت مشہور فی الآفاق مولانا محمد اسحٰق محدث حنفی دہلوی ثم المکی قدس سرہٗ وحضرت عارف باللہ سید قدرت اللہ حنفی بنارسی ثم المکی سے کہ کرامات وخرق عادات میں مشہور تھے فیض وفوائد حاصل کئے اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ تعالیٰ نے چند وصایا فرمائے انجملہ یہ کہ اپنے کو کمترین مخلوقات سمجھنا چاہئے اور یہ کہ تا امکان خود قوت حرام ومشتبہ سے پرہیز واجب جانے کیونکہ لقمہ مشتبہ وحرام سے برابر نقصان ہے اور مراقبہ۔ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی تعلیم فرمایا تاکہ ملاحظہ معنی صورت رویت حق تعالیٰ خود کو ملاحظہ کرے اور اس پر مواظبت رکھے تاکہ وجدان صورت ملکیہ کا ہوئے اور دوسری باتیں تعلیم فرمائیں اور اپنے خاندان کے معمولات کی اجازت دی اور فرمایا کہ فی الحال بعد زیارت مدینہ طیبہ تمہارا ہند کو جانا قرین مصلحت ہے پھر تو انشاء اللہ تمام تعلقات منقطع کرکے اور بہ ہمت تمام یہاں آؤگے البتہ چندے صبر ضروری ہے اس وقت مدینہ منورہ کا راستہ مامون تھا اور کوئی شورش بدویوں وغیرہ کی نہ تھی اور آپ کے دل شوق منزل کو سخت اضطراب وقلق مدینہ طیبہ کی حاضری کا تھا کہ علت غائی اس سفر کی یہی تھی خیال تھا کہ اگر وہاں جانا نہ ہوا تو گویا تمام محنت مفت رائیگاں ہوئی بالآخر آپ نے یہ انتشار بحضور جناب سید قدرت اللہ (سابق الذکر) عرض کیا۔ حضرت سید صاحب نے تسکین فرمائی اور چند بدوی مریدان خود کو آپکے سپرد کیا اور حکم دیا کہ بحفاظت تمام ان کو مدینہ طیبہ لے جاؤ اور پھر یہاں لے آؤ اور ان کی خدمت کو

Marfat.com

سعادت جانو اور ان کے قلب کو کوئی رنج نہ پہونچنے پاوے کیونکہ ان کے ملال سے تمہاری عاقبت کی خرابی منصور ہے مولانا فرماتے ہیں ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد
تا دل صاحب دلے نآمد بدرد

بالجملہ آپ مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے اور دل میں خیال آیا کہ اگر کوئی عامل کامل و عارف واصل بلا میری طلب کے اجازت پڑھنے درود تنجینا کی دیتا تو بہت اچھا ہوتا۔ بارے بفضلہ تعالیٰ اس جوار پاک شاہ لولاک میں پہنچے اور شرف جواب صلوٰۃ وسلام حضرت خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوئے اور عارف خدا حضرت شاہ غلام مرتضےٰ جھنجھانوی ثم المدنی سے ملاقات فرمائی اور اپنے شوق دلی کا نسبت قیام مدینہ منورہ کے اظہار فرمایا حضرت شاہ صاحب ممدوح نے فرمایا کہ ابھی جاؤ چندے صبر کرو پھر ان شاء اللہ یہاں بہت جلد آؤ گے اور صاحب جذب واحسان حضرت مولانا مولوی شاہ گل محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ متوطن قدیم رامپور تھے اور عرصہ تیس[۳۰] سال سے مجاور روضہ شریف تھے ملاقات کی اور ان کی خدمت سے بہت فوائد حاصل کئے اور خود حضرت خاں صاحب موصوف نے بلا ذکر و طلب اجازت درود تنجینا کی دی کہ ہر روز اگر ممکن ہو ایک ہزار[۱۰۰۰] بار ورنہ تین سو ساٹھ[۳۶۰] بار پڑھا کرو اور اگر اس قدر میں دقت ہو تو اکتالیس[۴۱] بار تو ضرور پڑھا کرو اور ہرگز ناغہ نہ ہونے پاوے کہ اس میں بہت فوائد ہیں راقم (مؤلف) کہتا ہے کہ حضرت نے کمال خادم نوازی سے مجھ کو اس درود شریف و دیگر فوائد کی اجازت عطا فرمائی اور فقیر نے اس کو اپنا معمول کر لیا ہے اور بہت کچھ فوائد پاتا ہے اور درمیان روضہ شریفہ و منبر کہ لیہ کہ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اس کی شان ہے مراقبہ فرمایا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مقدس خود سے بصورت حضرت میانجیو صاحب قدس سرہ نکلے اور عمامہ لپیٹا ہوا اپنے دست مبارک میں لیے ہوئے تھے میرے سر پر غائت شفقت سے رکھ دیا اور کچھ نہ فرمایا اور واپس تشریف لے گئے راقم مسکین کہتا ہے کہ یہ عبارت اجازت مطلقہ آنجناب رسالت مآب صلی اللہ

علیہ وسلم سے اور پیچیدہ وتر ہونا عمامہ کا اشارہ ہے طرف سلوک بعد جذب و تمکین بعد تلوین و بقا بعد فنا کے و نیز یہ مجموعہ اشارہ اجازت واپسی وطن کا ہے پس جبکہ یہ اشارہ ہو چکا تو آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور بفضلہ تعالیٰ بعافیت تمام مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً میں داخل ہوئے اور چند دن مکہ معظمہ میں رہ کر وطن کو روانہ ہوئے اور چند دن میں اللہ کی مدد سے وطن میں آپہونچے اور دیدۂ منتظران کو تر و تازگی بخشی مد اللہ ظلال جلالہ۔

نفحہ سوم

مسند ارشاد پر جلوہ فروز ہونا اور سفر حج

بعد از آنکہ بفضلہ تعالےٰ سفر حج سے بعافیت تمام ۱۲۶۲ھ بارہ سو باسٹھ ہجری میں وطن کو معاودت فرمائی لوگوں نے اصرار و کوشش واسطے بیعت لینے کے کرنا شروع کیا اولاً جناب ایشاں نے انکار فرمادیا اور چندے اس پر اقدام نہ فرمایا کیونکہ انتظار حکم و اجازت غیبی کا تھا یہاں تک کہ ایک بار تھانہ بھون میں خواب دیکھا کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مع خلفائے راشدین و دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے ہیں اور حضور موصوف کی عنایت و شفقت بے انتہا اپنے حال پر مبذول تھی و نیز دیکھا کہ زوجہ شیخ فدا حسین والدۂ حافظ احمد حسین مہاجر و ابن حجاج مقیم مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و کرامۃ برائے حضرت ایشاں اپنے مکان میں کھانا پکا رہی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مرحومہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تو اٹھ تاکہ میں مہمانان امداد اللہ کے واسطے کھانا پکاؤں کہ ان کے مہمان علما رہیں۔ یہ خواب بشارت تھی اجازت لینے بیعت کے اور اسی جگہ سے ثابت ہوا کہ اس دن سے ہجوم علماء و طلبا ء زیادہ سے زیادہ ہوا پھر دوبارہ اشارت غیبی اس بشارت غیبی کی تائید میں ہوئی اور فہمائش ارباب معارف عموماً و حضرت عرفان بھائی جناب حافظ محمد ضامن صاحب نور اللہ مرقدہٗ خصوصاً اس پر مؤکد ہوئی چار و ناچار بیعت لینا شروع فرمایا۔ اولاً چند آدمیوں نے عوام سے بیعت کی بعد ازاں اوّل جس شخص نے علماء سے بیعت کی جامع فضل و کمال حمکنہ افراد انسانی حضرت

ابی الحکیم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تھے اور تمام خلفائے حضرت ایشاں سے کمالات باطنیہ میں گوئے سبقت لے گئے بعد ازاں وارث علوم دینی مستفیض بفیضان ہوئے مرحومی حضرت الحاج مولانا محمد قاسم نانوتوی رح کہ کشف اسرار و دقائق علوم الٰہیہ میں ایک آیت آیات الٰہی سے تھے منتظم سلسلہ بیعت ہوئے نور اللہ ضریحہٗ بعد ان کے علامہ عصر حضرت مولانا مولوی عبدالرحمٰن کاندہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ و حضرت مولوی محمد حسن پانی پتی رحمہ اللہ و جامع علوم الٰہیہ و عالیہ الحاج مولانا محمد یعقوب نانوتوی مدرس اول مدرسہ دیوبند نور اللہ مضجعہٗ و حضرت مولوی حافظ محمد یوسف تھانوی ابن حضرت عارف کامل حافظ محمد ضامن نور اللہ مرقدہٗ و حضرت الحاج المولوی حکیم ضیاء الدین رامپوری السہارن پوری و جناب ادیب اریب فقیہ لبیب محدث اجل مفسر اجل فاضل افضل حضرت استاذی الحافظ الحاج مولانا فیض الحسن السہارنپوری ادامہ اللہ سبحانہٗ بافاداتہٖ و افاضاتہٖ و عالیجناب نواب حضرت الحاج المولوی محی الدین خاں مرادآبادی و صاحب تالیفات کثیرہ حضرت الحاج المولوی محی الدین خاں خاطر میسوری و مدرس بے نظیر ذکی و خوش تقریر حضرت الحافظ الحاج المولانا احمد حسن الڈسکوی الپٹانوی مدرس اول مدرسہ دارالعلوم کانپور سلمہ اللہ والبقاہ۔ و حضرت الحاج مولانا نور محمد مرحوم و مغفور و حضرت الحاج المولوی محمد شفیع صاحب نورنگ آبادی بلندشہری اور حضرت الحاج المولوی عنایت اللہ المالوی و حضرت جامع فضل و کمال الحاج مولانا صفات احمد غازی پوری و حضرت فاضل متورع تقی الحاج مولانا محمد افضل ولائتی و حضرت ذکی رضی فاضل نقی الحاج مولانا سید محمد فدا حسین الرضوی محی الدین نگری سلمہ اللہ تعالیٰ والبقاہ۔ وغیرہم رزقہم اللہ سبحانہٗ حلاوۃ الایمان و ختم اللہ لہم علی الایمان والعرفان داخل طریقہ حضرت ایشاں ہوئے اور سلسلہ مسترشدین میں آئے اور اکثر مجمع طائفہ علماء سے تھے اور روز بروز ان کی جماعت زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ حد احصار سے متجاوز ہو گئی اور اسی زمانے میں بوجہ ہجوم و اژدہام خلائق طبع گرامی بوجہ کشش غیبی کبھی کبھی سفر کو پسند فرماتے تھے لیکن اپنے نفس نفیس سے تعین کسی مقام کا نہ فرماتے تھے بلکہ

Marfat.com

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

آپ کا مصداق حال تھا اور اکثر انتہائے سفر بسمت پیران کلیر و دہلی بغرض زیارت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدسنا اللہ باسرارہ و دیگر بزرگان کے کہ ان مقامات میں آسودہ ہیں ہوتا تھا اور بمقام پانی پت واسطے زیارت حضرت شیخ شمس الدین پانی پتی و حضرت شیخ کبیر الاولیا جلال الدین پانی پتی کے جاتے تھے اور کبھی کبھی دوسرے مقامات میں بطریق ندرت اتفاق ہوتا تھا اور اکابر علما و اولیاء سے اس نواح سے رسم محبت غالب تھی علی الخصوص اشہر علماء و اکبر اولیاء قطب فرید فرد وحید شیخ یشخی جناب حضرت الحافظ الحاج المہاجر مولانا الشاہ احمد سعید حنفی المجددی الدہلوی المدنی اور اعلم علمائے اجل محدث اجل التقی النقی حضرت استاذی الحافظ الحاج المہاجر المولانا الشاہ عبد الغنی الحنفی المجددی الدہلوی المدنی برادر اصغر حضرت مولانا شاہ احمد سعید مذکور رحمہما اللہ تعالیٰ برحمۃ الواسعہ سے رابطہ خلوص و اتحاد بہت زیادہ تھا اور تا زمانہ وفات ان حضرات کے بے حد نہایت گرم مجلس رہتے اور حضرت شاہ حسن عسکری نظامی دہلوی نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ و حضرت مولوی محمد حیات نظامی دہلوی نور اللہ ضریحہٗ وغیرہما سے بھی محبت و خلوص بغایت اختصاص تھا اور اس زمانہ میں شراب عشق الٰہی صہبائے خمیر آنجناب میں بکمال غلیان تھی اور میں نے ثقات سے سنا ہے کہ مستقل مزاجوں کو حلقہ توجہ حضرت ایشاں میں ضبط آہ و نالہ و گریہ و بکا کرنا امکان میں نہ تھا تو ناقصوں کا کیا ذکر مجلس شریف ہر دم ہر آن گرم رہتی تھی اور جو کوئی شخص دو چار منٹ کو بغرض ضرورت دنیاوی یا دینی حاضر خدمت بابرکت ہوتا تھا کچھ نہ کچھ حاصل کرتا تھا و لنعم ما قیل ؎

وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٗ

اور اس درمیان میں غایت شوق دلی سے خیال ہجرت دل عرش منزل میں جمنے لگا اور حلقہ نشیناں کو ایک کیفیت معلوم ہونے لگی لیکن حکم غیبی سے چارہ نہ تھا

Marfat.com

اور وہ ارادہ قوت سے فعل میں نہ آتا تھا یہاں تک کہ زمانہ غدر ہندوستان میں مشیت حق سبحانہ تعالیٰ اس پر متوجہ ہوئی اور یہ آرزوئے دیرینہ کہ مدت دراز سے کانون سینہ میں شعلہ زن تھی ۱۲۷۶ھ بارہ سو چھہتر ہجری قدسی میں ظاہر ہوئی اور تمام مدت قیام حضرت ایشاں کے ہندوستان بطریق تعلیم وارشاد چودہ سال ہوئے بعد ازاں وہ آفتاب ہدایت وارشاد مکہ معظمہ میں طالع ہوا مد اللہ ظلال جلالہ؛

نفحہ چہارم

ہجرت بجانب مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً

ایام غدر ہندوستان میں بوجہ بے نظمی دین وتغلب معاندان دین قیام ہند گراں خاطر ہوا اور ارادۂ سابقہ ہجرت واشتیاق بالغہ زیارت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جوش وخروش میں آیا اور ۱۲۷۶ھ بارہ سو چھہتر ہجری میں براہ پنجاب روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں پاک پٹن وحیدر آباد سندھ وغیرہ مواضع میں زیارات بزرگان مقامات مذکورسے مشرف اور فیوض وبرکات سے مالامال ہوتے ہوئے کراچی بندر پہونچے وہاں سے جہاز پہ سوار ہوئے اور انوار وبرکاتِ ہجرت ابتدائے سفر سے مشاہدہ فرمانے لگے اور بعد طے منازل خیر البلاد مکہ معظمہ میں آکر پہونچے اور انوار وبرکات اس مقام متبرک سے فیضیاب ہوئے اور اس مقام مقدس کو مسکن وماویٰ اپنا بنایا۔ اولاً چند سال تک جبل صفا پر اسماعیل سیٹھ کے رباط کے ایک حجرہ میں معتکف رہے اور مشغولی حضرت حق جل وعلا مہلت نہ دیتی تھی کہ جو دوسرے سے مخاطب ہوں ناچار مخلوق سے کم ملتے تھے لیکن مشاہیر علماء وشیوخ کے ساتھ مثل شیخ یحیٰ پاشا داغستانی حنفی نقشبندی مجددی مہاجر وحضرت شیخ فانیسی شاذلی وحضرت شیخ ابراہیم رشیدی شاذلی وحضرت شیخ احمد دہان مکی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی خلوت وجلوت میں اکٹھا ہوتے تھے اور کلمات رموز واسرار ولطف واخلاق درمیان میں آتے تھے اور باہم رسم دوستی مستحکم رکھتے تھے اور یہ حضرات کمال تعظیم واحترام حضرت ایشاں کی فرماتے تھے اور توجہ وہمت

حضرت ایشاں اس بلدہ طیبہ میں طرف تعلیم ناقصاں کے کچھ کم تھی غالباً بہ نسبت ہندوستان کے ایک و ہزار کا فرق تھا البتہ جو لوگ موسم حج میں ہندوستان سے آتے تھے اور رسم ارادت سابقہ رکھتے تھے بتقاضائے اخلاق کریمہ خود ان لوگوں سے بعنایت پیش آتے تھے اور انکی خاطر سے مجلس عام میں جلوہ فرماتے تھے اور میل خاطر عاطر بطرف مثنوی معنوی حضرت مخدومی مرحومی مولانا رومی قدس اللہ سرہٗ بہت زیاد تھا جو کوئی عالم ہندوستان کا سال دو سال تک خدمت بابرکت حضرت ایشاں میں حاضر ہوتا ہے ضرور درس اس کتاب شریف کا رنگ ذکر و شغل و مراقبے میں حاصل کرتا ہے اور دامن دل کو گلہائے معارف گوناگون سے مملو فرماتا ہے راقم کمترین (مولف) نے بھی اس سعادت سے حصہ پایا ہے اور حظ حاصل کیا ہے اور پچاس اور کئی سال حضرت ایشاں نے تجرد میں بسر کئے اور مشغولی حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ میں مصروف رہے بعدازاں اشارت غیبی پہونچی کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنتوں میں ایک نور خاص و فیض خاص ہے عارف کو نہ چاہیئے کہ کوئی ایک سنت نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا سے دوری اختیار کرے کہ اس میں نقصان ہوگا اور منجملہ سنن سنیہ موکدہ کے نکاح ہے اس کو بجالاؤ اور انوار برکات اس سنت کے حاصل کرو جب یہ اشارت غیبی صادر ہوئی ارباب اخلاص و ارادت نے بھی الحاح و خواہش کی اور مبالغہ حد سے زیادہ کیا یہاں تک مرحومہ مہاجرہ بی بی نورن صاحبہ کلکتویہ زوجہ سید حیدر علی مہاجر بنارسی مرحوم نے کہ مسترشدہ خاص حضرت ایشاں تھی باصرار تمام ۱۲۸۲ھ بارہ سو بیاسی ہجری میں اکیسویں رمضان کو اپنی نواسی حضرت بی بی خدیجہ صاحبہ بنت مرحومی حاجی شفاعت خاں رامپوری کو کہ بے مادر و پدر تھیں اور انہیں نانی نے پرورش کیا تھا حبالہ نکاح حضرت ایشاں میں بعوض مہر ساٹھ ریال فرانسیسی کہ مبلغ ایک سو چوبیس روپیہ کچھ زیادہ سکہ ہندی سے ہوتے ہیں دیا ہنوز کوئی اولاد متولد نہیں ہوئی۔ حق سبحانہ کہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ۔ وخیر الوارثین ہے فرزند صالح عطا فرمائے اور وراثت باطنیہ حضرت ایشاں اس کو سپرد کرے پھر ۱۲۹۴ھ بارہ سو چورانوے ہجری میں محلہ حارۃ الباب میں بعض یاران طریقت حضرت ایشاں نے ایک مکان خریدا اور بطور خود اس کی

Marfat.com

تعمیر کی اور حضرت ایشاں کے نظر کیا اور آرزوئے قیام فرمائی حضرت ایشاں کی اس مکان میں کی اور بہت کچھ الحاح فرمایا مجبوراً ان کی تمنا پوری کرنی پڑی اور اس مکان میں قیام فرمایا اور الی الآن اس مکان میں مسند افاضت و افادت پر متمکن ہیں اور انوار برکات حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ طالبان کو پہونچاتے ہیں اور وقت قیام مکہ معظمہ سے نسبت حضرت ایشاں کی غائت درجہ لطیف ہوئی اور رنگ بیرنگی کا ہو گیا یہاں تک کہ نظر ادراک اکثر ارباب تمکین اس نواح کی نیرگی کرنے لگی اور تاب مشاہدہ نہ لائی تو اصحاب تلوین کا کیا ذکر۔ نفعنا اللہ والمسلمین بمعارفہ العلیۃ واسرارہ الجلیلۃ وادام اللہ سبحانہٗ ظلالہٗ علی رؤسنا آمین یارب العالمین۔

نفحہ پنجم

عادات واخلاق حسنہ

سر مقدس کلاں و بزرگ ہے اور پیشانی نورانی کشادہ و بلند ہے اور انوار حقانی پیشانی مبارک سے واضح و لائح ہیں ابرو وسیع و محکم دار چشمان مبارک کلاں ہیں اور ہمیشہ خمار ذوقیہ ربانیہ میں سرشار رہتی ہیں رنگ شریف گندم گون ہے نحیف الجسم معتدل القامت گو مائل بطوالت لیکن نہ اتنا کہ طویل کہنے کے قابل بلکہ جیسا کہ قامت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آیا ہے۔ خفیف العارضین طویل اصابع الیدین گویا حجازی ہیں فصیح البیان عذب الکلام کثیر المروت عظیم الاخلاق۔ جب کسی سے بات کرتے ہیں بکمال بشاشت و خوشی تبسم فرماتے ہیں اور افضل ترین اخلاق حضرت ایشاں تخلق باخلاق قرآن ہے کما ورد عن عائشہ رضی اللہ عنہا فی وصف خلقہ صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق حسنہ کہ قرآن شریف میں ان کی مدح ہے ذات مبارک میں جمع ہیں اور جتنے اخلاق رذیلہ کہ قرآن شریف میں ان کی برائی ہے بالطبع ان سے متنفر ہیں اتباع سنت سنیہ اور اجتناب بدعات قبیحہ عادات جبلیہ سے ہے اور استقامت بر شریعت غرا و طریقت بیضا اخلاق لازمہ رضیہ سے ہے کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ والکرامۃ

Marfat.com

تحصل بعد الاستقامہ خمیر شریف آپ کا ہے۔ ذات پاک صاحب اشارات علمیہ و حقائق قدسیہ جامع انوار محمدیہ و منازل عرشیہ ہے۔ دال علی اللہ السبحان و علی سبیل الجنان و داعی الی العلم والعرفان اور حامل لوائے عارفاں اور ضیاء القلوب ناقصاں ز مین اسرار و کاشف و مظہر عوارف و معارف مربی علم و حال صاحب ہمت و مقال ہے۔ طریقہ شریفہ آپ کا متضمن جذب و مجاہدہ و عنایت سے ترقی کو پہنچتا ہے۔ حقائق توحید سامی باشریعت و مسائل ہیں و اسرار مجاہدات گرامی معرفت سے ہمراز اولیائے عصر آپ کی ولایت پر اجماع رکھتے ہیں اور علمائے زماں آپ کے علو منزل کا اعتراف کرتے ہیں۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے علوم اسماء و صفات سے آپ کو مخصوص فرمایا ہے اور معارف خاص اور خصوصیات علوم اعلیٰ سے مقامات مرحمت فرمائے ہیں اور مقام اکبر اور مدد اکثر و عطائے انفع و نوال اوسع پر ممتاز فرمایا ہے۔ قطب غوث فرد جامع ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک قسم ارباب معارف سے نقباء ہیں کہ امور پوشیدہ نفوس کو استخراج فرماتے ہیں اور دس اعمال میں دوسروں سے ممتاز ہیں منجملہ ان کے چار ظاہرہ ہیں اور چھ باطنہ چار ظاہری یہ ہے اول کثرت عبادت دوم تحقیق بکمال ورع و زہد سوم تجرد از ارادۂ خود۔ چہارم قوت مجاہدہ۔ چھ باطنی یہ ہیں۔ اول صدق توبہ دوم انابت سوم محاسبت اعمال خود چہارم تفکر پنجم اعتصام بکتاب و سنت ششم کثرت ریاضت اور یہ گروہ ہمیشہ تین سو رہتے ہیں اور ایک قسم ارباب معارف سے نجباء ہیں اور وہ ہمیشہ حمل اثقال خلق میں مشغول رہتے ہیں وہ آٹھ اعمال میں دوسروں سے امتیاز رکھتے ہیں ان میں سے چار ظاہرہ اور چار باطنہ ہیں۔ چار ظاہرہ یہ ہے۔ اول فتوت دوم تواضع سوم ادب چہارم کثرت عبادت۔ اور چار باطنہ یہ ہیں۔ اول صبر دوم رضا سوم شکر چہارم حیاء اور یہ گروہ صاحب مکارم اخلاق ہیں اور یہ چالیس آدمی ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ستر آدمی ہوتے ہیں اور ایک قسم ارباب معارف کے ابدال ہیں اور وہ اہل کمال و استقامت و اعتدال ہیں وہم و خیال سے پاک اور حق تعالیٰ میں واصل ہیں یہ گروہ بھی آٹھ صفتوں میں دوسروں سے امتیاز رکھتے ہیں۔ چار ظاہر اور چار باطن۔ ظاہر یہ ہیں اول سکوت

Marfat.com

دوم بیداری سوم گرسنگی چہارم عزلت وخلوت اور چار ظاہر کے لئے ظہر وبطن ہے ظہر سکوت ترک اس کلام کا ہے کہ خالی ذکر خدا سے ہو اور بطن سکوت صحبت قلب ہے۔ جمع اخبار سے اور ظہر بیداری عدم خواب ہے اور بطن بیداری انقطاع غفلت ہے حق تعالے سے اور ظاہر گرسنگی عدم خواہش ماکولات ومشروبات ہے اور بطن گرسنگی۔ نہ دینا نغمۂ مرضیات نفس بہ نفس اور یہ بھی دو طرح پر ہے گرسنگی ابرار برائے تکمیل سلوک و گرسنگی مقربین برائے فوائد انس اور ظہر عزلت ترک مخالطت ہے مخلوق کے ساتھ اور بطن عزلت ترک انس با جمیع مخلوقات ہے حتی کہ اہل وعیال اور اپنے نفس سے بھی اور چار صفات باطنہ اس گروہ کی یہ ہیں۔ اول تجرید۔ دوم تفرید سوم جمع۔ چہارم توحید اور اس گروہ کا خاصہ ہے کہ جس وقت کسی قوم یا مقام سے سفر کرتے ہیں اپنے جسد کو اپنی صورت پر بجائے خود چھوڑ آتے ہیں کہ انکا جسد انکا بدل ہے نہ کہ ان کے سوا ان کا کوئی بدل ہے اور ان کے لئے ایک امام مقدم رہتا ہے کہ برکات اس سے لیتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ اقتدا کرتے ہیں ان کا وہ امام قطب ہوتا ہے اور یہ گروہ ابدال قلب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر ہوتے ہیں اور یہ سات تن ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس ہوتے ہیں اور سات تن اخیار ہیں اور وہی امام مقدم کہ قطب ابدال ہے قطب اخیار بھی ہے۔
ایک اور قسم ارباب معارف کے اوتاد ہیں کہ چار تن ہوتے ہیں اور ہر ایک گوشے میں اطراف عالم کے مقام رکھتا ہے یعنی ایک گوشہ مغرب میں اور دوسرا مشرق میں تیسرا شمال اور چوتھا جنوب میں اور ان کے لئے آٹھ اعمال مخصوص ہیں چار ظاہرہ اور چار باطنہ، ظاہرہ یہ ہیں اول کثرت صیام دوم کثرت قیام درحالیکہ لوگ سوتے ہوں سوم کثرت ایثار پوشیدہ۔ چہارم کثرت استغفار بالاسحار۔ اور چار باطنہ یہ ہیں۔ اول توکل دوم تفویض سوم ثقہ باللہ چہارم تسلیم اور ان کے لئے بھی ان کے گروہ کا ایک قطب ہوتا ہے اور ایک قسم ارباب معارف سے امامان ہیں اور وہ دو شخص ہیں ایک داہنی طرف قطب کے رہتا ہے اور دوسرا الٹی طرف کے اور اہل یمین اہل شمال سے افضل ہے کیونکہ نظر اہل یمین کی ملکوت پر ہے اور خلیفہ قطب کا ہوتا ہے اور نظر اہل شمال کی ملک پر

Marfat.com

اور خلیفہ اہل یمین کا ہوتا ہے اور ان کے لئے بھی آٹھ اعمال مخصوص ہیں چار ظاہرہ اور چار باطنہ۔ ظاہرہ یہ ہیں۔ اول زہد۔ دوم ورع۔ سوم امر بالمعروف۔ چہارم نہی عن المنکر اور چار باطنہ یہ ہیں اول صدق دوم اخلاص سوم حیا۔ چہارم مراقبہ اور ایک قسم ارباب معارف سے غوث ہیں یہ مرتبہ عظیم رکھتا ہے اور سید کریم ہوتا ہے آدمی حالت اضطرار میں اسی کے محتاج ہوتے ہیں اور اظہار علوم مبہم اور اسرار مکنونہ اس سے چاہتے ہیں۔ اور طلب دعا اس سے کرتے ہیں اور وہ مستجاب الدعوات ہے اور وہ اس قسم کا آدمی ہے کہ حدیث صحیح لو اقسم علی اللہ لابرّ قسمہ مصداق حال اس کا ہے۔ یعنی اگر کسی بات پر قسم کھالے تو اللہ اس کی بات پوری کردے جیسا کہ زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تھے اور ایک قسم ارباب معارف سے قطب فرد جامع ہیں اور کوئی شخص قطب فرد جامع نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اس میں تمام صفات امامان و غوث و اوتاد و ابدال و نجباء و نقباء و امناء وغیرہم بجز افراد زیر فرمان اس قطب کے ہوتے ہیں اور اس جگہ غور کرنا چاہئے کہ افراد نظر قطب سے بھی خارج ہیں اور اولیائی تحت قبائی لایعرفہم غیری ان کا ہے اور یہ ہمیشہ مسند راحت و انبساط و وصل و نشاط پہ آرام فرماتے ہیں لیکن ان میں سے بہت صاحب ارشاد و ہدایت ہوتے ہیں اور جاننا چاہئے کہ امناء ملامتیہ ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے حالات باطنہ سے کوئی اثر ظاہر پہ ظہور پذیر نہیں ہوتا ہے بلکہ ظاہر ان کا اکثر نظر ارباب ظاہر میں خلاف شریعت معلوم ہوتا ہے اور حاشا کہ کوئی امر خلاف شرع شریف کرے کیونکہ مدار ترقی باطن و قرب الٰہی وابستہ اتباع سنت سنیہ پہ ہے اور جو کوئی کہ شرع کے خلاف ہو کیونکر اس کو قرب خدا حاصل ہوگا ؎

خلاف پیمبر کسے را گزید کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

اور جو کہ نظر ارباب ظاہر میں معلوم ہوتا ہے قصور ادراک انکا ہے نہ نقصان بندگاں ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

Marfat.com

نفس الامر میں فی الواقع مخالف شرع ہونا امر دیگر ہے اور نظر ناقصان میں کچھ خلاف معلوم ہونا امر دیگر ہے۔ والعیب فی الاول لا فی الثانی اور ان کا اس رنگ میں رہنا بھی ایک بھید ہے کہ اس کا اظہار خلاف مصلحت عظیم ہے البتہ یہ لوگ رشد و ہدایت کے قابل نہیں ہیں اگرچہ بعض تعلیم و تلقین بھی ان سے ہوتے ہیں لیکن راقم (مؤلف) کے گمان میں ان کے مسترشدین کو خوف ضرر بہت ہے بمقابلہ امید نفع کے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اکمل واتم اور نیز اپنے ذہن میں محفوظ رکھنا چاہیئے کہ بعض حضرات قطب واسطے تکلم کے مامور ہوتے ہیں پس ان کو کلمات اسرار کے کہنے سے چارہ نہیں ہوتا اور وہ لسان الغیب ہوتا ہے اور زبان اس کی افشائے اسرار میں بے اختیار ہوتی ہے جیسا کہ شیخ اکبر شیخ ابوالحسن شاذلی وغیرہما قدسنا اللہ باسرارہم الاقدس اور بعضے حضرات اقطاب ہیں اور مامور بسکوت ہوتے ہیں اور یہ بھی دو گروہ ہوتے ہیں ایک گروہ بالکلیہ مامور بسکوت ہوتے ہیں حتی کہ ان کو کلمات تعلیم و ہدایت منہ سے نکالنا جائز نہیں ہوتا اور ایک گروہ مامور بسکوت ہوتے ہیں لیکن بالکلیہ نہیں بلکہ گفتگو کے اسرار معارف و دقائق تصوف و نکات حروف و اسماء وغیرہا سے کہ بظاہر حقیقت شریعت سے مخالف معلوم ہوتے ہیں ممنوع ہوتے ہیں ایسے لوگ تعلیم و ارشاد میں مشغول رہتے ہیں اور بندگان خدا کو منافع پہنچاتے ہیں اور داعی الخلق الی الحق رہتے ہیں اور حقیقت میں قطب ارشاد یہی ہیں حضرت ایشاں ماقلبی وروحی فداہ اسی جماعت سے ہیں مداللہ ظلال جلالہ۔

نفحہ ششم

خرق عادات و کرامات

از آنجا کہ حضرت شیخ ایشاں ماقلبی وروحی فداہ کو بغایت مرتبہ تمکین حاصل ہے اور سجادہ شریعت پر علی الدوام مستقیم اتباع سنت سنیہ اخلاق رضیہ ان کا ہے اور اجتناب از بدعات ضالہ عادات کریمہ آپ کی ہے مجبوراً کشف پر کفشی مارتے ہیں اور ہرگز کرامت و خرق عادت سے لذت نہیں لیتے تو پھر رغبت و خواہش

ظاہر کرنے کا کیا ذکر الا اس میں مجبوری ہے کہ بلا قصد و اختیار سرزد ہو جاتے ہیں کہ فاعل حقیقی اور ہے اور اس میں اختیار نہیں پس ثابت ہوا کہ خرق عادات و کرامات حضرت بہت ہیں از انجملہ دو چار بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ہنگام قیام رباط اسمٰعیل سیٹھ کے لڑکے سے بعض باتیں خلاف طبع مبارک ہوئیں اس وجہ سے آپ نے وہاں کا قیام ترک کر کے رخ توجہ بحضور باری تعالےٰ کیا اسی مابین میں بلا کسی کی تحریک کے ایک حکم نامہ بنا کید ریاست حیدر آباد سے وہاں کے وکلاء کے نام پہنچا کہ منجملہ دو مکانات ریاست کے جو مکان و جگہ کہ آپ پسند فرمائیں اس کی کنجی خدام حضرت کے سپرد کر دی جائے چنانچہ وکلائے ریاست نے بڑی التجا سے یہ کیفیت حضور میں عرض کی اور ایک مکان کی کنجی حوالۂ ملازماں عالی کر دی ابھی تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ ایک مخلص نے ایک مکان مستقل حارۃ الباب میں خرید کر کے حضرت ایشاں کے نذر کیا۔

۲۔ قبل ترمیم نہر زبیدہ خاتون جیسی کچھ قلت پانی کی مکہ میں تھی ظاہر ہے یہاں تک کہ ایام حج میں ایک مشک ایک روپیہ دو روپیہ کم کو نہ آتی تھی اس میں بہت سخت دقت اٹھانا پڑتی تھی اور غیر ایام حج میں انتہا لے درجہ میں ایک روپیہ کی دو مشک آتی تھی بالخصوص محلہ حارۃ الباب میں آب شیریں حکم چشمۂ حیات رکھتا تھا جب حضرت نے اس محلے میں قیام فرمایا اور دقت پانی کی ملاحظہ فرمائی حضور حق سبحانہ وتعالیٰ میں دعا فرمائی چند دن نہ گذرے تھے کہ مجلس شوریٰ ترمیم نہر زبیدہ منعقد ہوئی اور اول جس شخص نے اس مجلس میں چندہ داخل فرمایا ذات والا ئے حضرت ایشاں تھی خلاصہ یہ کہ کام جاری ہو کر ہر کوچے میں اور دروازہ حضرت پر چشمہ پانی کا جاری ہو گیا۔

۳۔ اسی زمانہ میں ایک مہندس نے آپ کے قرب میں ایک مکان تعمیر کیا اور اس میں ایک غرفہ رکھا کہ جس سے حضرت کے دولت خانہ کی بے پردگی ہوتی تھی اور انواع و اقسام کے ظلم و جبر خدمت شریف میں کرتا تھا اور آپ کی طرف سے اپنے دل میں عناد رکھتا تھا۔ حضرت نے ایک شخص کے ذریعہ سے کلمۃ الخیر تبلیغ فرمایا لیکن اس

Marfat.com

نے کچھ خیال نہ کیا بلکہ کلمات بے ہودہ زباں پر لایا لوگوں نے یہ واقعہ حضرت سے عرض کیا اور اکثر احباب کی رائے ہوئی کہ حاکم وقت کے یہاں استغاثہ کیا جائے بجواب اس کے حضرت ایشاں نے ارشاد فرمایا کہ میرا استغاثہ حاکم حقیقی کے یہاں ہے حکام مجازی کے آگے درخواست کرنا درست نہیں ہے۔ ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ تیغ برہنہ اہل چشت نے اس پر گذر کیا اور باوجود اعزاز بلیغ و اعتبار عظیم بلا وجہ ظاہری اپنے منصب و عہدے سے علیحدہ کر دیا گیا اور ایسی ذلت و خواری میں مبتلا ہوا کہ اللہ کسی کو نہ دکھائے بیشک سچ کہا ہے کہ خواجگان چشت علیہم الرحمۃ نے اپنی تلوار بے نیام کر کے لٹکا رکھی ہے اور کسی پر اس کا وار نہیں کیا جاتا مگر جو کوئی اس سے لگ اور چھیڑ کر نکلتا ہے اپنی کرنی کو بھرتا ہے ؎

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات ! با دردکشاں ہر کہ درافتاد برافتاد

کرامات و خرق عادات حضرت ایشاں کے تو بہت ہیں لیکن چونکہ نفس نفیس ایسے اذکار سے خوش نہیں ہوتا لاچار اتنے کو تبرکا لکھ کر بس کیا تا کہ اس ذکر کی برکت سے یہ رسالہ بالکلیہ خالی نہ رہے۔

نفحہ ہفتم

آپ کے بعض ملفوظات اور مکتوبات کا ذکر

اکثر فرماتے ہیں کہ فقیر وہ ہے کہ حنفی المذہب صوفی المشرب ہو جو کوئی حیر یا دوں میں سے اس سے تجاوز کرے گا میرے رابطہ و واسطہ سے اس کو کچھ نہ ملے گا اور جو کوئی کہ فقیر سے اخلاص رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ صوفی المشرب حنفی المذہب ہو فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ اب وہ زمانہ آیا ہے کہ آدمی کو ضرور ہے کہ اولاً عقائد ضروریہ اہل سنت و جماعت یاد کرے و مسائل لابدیہ متعلقہ صوم و صلوٰۃ و بیع و شری وغیرہ موافق اپنے مذہب کے حفظ کرے اور کسی ایسے درویش سے کہ متبع کتاب و سنت ہو اور عقائد صحیح اہل سنت و جماعت کے رکھتا ہو اور اس کا

Marfat.com

سلسلہ متصل ہوا اور کچھ دنوں کسی عارف کامل کی خدمت میں زانوئے ادب تہ کیا ہو اور انوار وبرکات اس طائفہ عالی سے مستفیض ہوا ہو طریقہ ذکر خدا کا اخذ کرے اور مثنوی شریف مولانا روم قدس سرہ وکیمیائے سعادت حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ گوشہ نشینی اختیار کرے اور اختلاط مردان ناجنس سے پرہیز کرے اور فقیر نے اپنی عادت کر لی ہے کہ سفر وحضر میں کلام شریف ودلائل الخیرات ومثنوی معنوی حضرت مولانا کو ضرور پاس رکھتا ہوں اور حضر میں کوئی کتاب تفسیر قرآن مجید جو موجود ہو اور کوئی کتاب حدیث شریف خواہ مشکوٰۃ المصابیح ہی کیوں نہ ہو اور ایک رسالہ فقہ اگرچہ مالا بُدمنہ ہو اور کیمیائے سعادت حضرت امام غزالی قدس سرہ بھی لوازم سفر پر زیادہ کرتا ہوں اور الحق کہ عافیت گوشہ گیری وخلوت نشینی میں ہے راقم عاجز (مؤلف) عرض کرتا ہے کہ حضرت ایشان ماقبلی وودحی ندراہ اربعین کو بہت پسند فرماتے ہیں اور ہر سال دو تین چلے معتکف رہتے ہیں اور علاوہ زمانہ چلہ کے بھی خلوت کو بہت پسند کرتے ہیں اور لوگوں سے کم ملتے ہیں البتہ جو لوگ کہ خالصاً لوجہ اللہ بطلب خدا حضور اقدس میں حاضر ہوتے ہیں ان سے بکمال شفقت و اخلاق ملاقات فرماتے ہیں اور نہایت درجہ عنایت ومحبت کا برتاؤ ان کے ساتھ ملحوظ رکھتے ہیں ایک دن کسی سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مذہب مختار ہمارے بزرگوں کا جامع ہے فقہ وحدیث کا اور اختلاف علما جو فروع میں ہے اس سے انکار نہیں ہے لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف العلماء رحمۃ۔ ایک نے حاضرین سے عرض کیا کہ وہ علما کون ہیں کہ ان کا اختلاف رحمت ہے فرمایا کہ وہ ایک جماعت ہے کہ اعتصام بکتاب اللہ وسنت رکھتے ہیں اور پیرو صحابہ کے ہیں خصوص سنت خلفائے الراشدین مہدیین کہ ان کی نسبت لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنت خلفائے الراشدین المہدیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہے اس کو کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور بکمال محبت وخلوص متمسک رہتے ہیں اور یہ علمائے چار گروہ ہیں۔ مفسرین۔ محدثین۔ فقہا صوفیا۔ محدثین ظاہر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیتے ہیں کہ حدیث بنیاد دین اور محدثین خادم ومحافظ دین ہیں اور ان کی سعی بلیغ تنقیح وتنقید احادیث میں رہتی ہے

Marfat.com

کہ احادیث صحیح کو موضوع وضعیف سے ممتاز کرتے ہیں اور غیر مقلد لوگ کہ فی زمانا دعوی حدیث دانی وعمل بالحدیث کرتے ہیں حاشا وکلا کہ حقانیت سے بہرہ نہیں رکھتے تو اہل حدیث کے زمرے میں کب شامل ہوسکتے ہیں بلکہ ایسے لوگ دین کے راہزن ہیں ان کے اختلاط سے احتیاط کرنا چاہیئے۔ اور فقہا احادیث نبوی کو روایۃً اصحاب حدیث سے اخذ کرتے ہیں اور درایۃً حضرت حق سے فیضان حاصل کرتے ہیں۔ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیبلغ الشاھد الغائب الی آخر الحدیث یہ لوگ محدثین پر فضیلت رکھتے ہیں اور ان کو فہم وادراک بکمال مرتبہ عنائت ہوا ہے اور احادیث سے استنباط کرتے کرتے ہیں اور غور وتعمق سے احکام وحدود کو ترتیب دیتے ہیں اور ناسخ ومنسوخ، مطلق مجمل، مفسر، خاص، عام، محکم، متشابہ میں امتیاز رکھتے ہیں یہ جماعت مبین احکام ونشان اسلام ہیں۔ اور صوفیہ علوم ورسوم اسلام ان دونوں فریق سے حاصل کرتے ہیں اور تعصب سے کوسوں دور رہتے ہیں اور عمل کتاب وسنت واجماع پر کرتے ہیں جو صوفی کہ علم فقہ پر محیط نہیں ہوتے ہیں احکام شرع میں فقہا سے رجوع کرتے ہیں اور جس مسئلے میں کہ فقہا اجماع کرتے ہیں صوفیہ بھی اس پر اتفاق رکھتے ہیں اور مسائل جزئیہ فرعیہ کو جس میں فقہا اختلاف رکھتے ہیں اس میں صوفیا اقول احسن واقوی واحوط اختیار کرتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ الصوفی لامذھب لہ یہ ان کے مذہب میں نہیں ہے کہ تاویلات بعیدہ کو تلاش کرتے اور شہوات کو اختیار کرتے ہوں اور راہ ہوا وہوس کی ڈھونڈتے ہوں۔ ایک شخص نے معنی تصوف کے پوچھے فرمایا کہ تصوف کے معنی میں بسبب احوال مشائخ مختلف اقوال ہیں ہر کوئی اپنے مقام یا حال کے موافق سائل کو جواب دیتا ہے یعنی مبتدی سائل کو از روئے معاملات مذہب ظاہر ومتوسط کو از روئے احوال ومنتہی کو از روئے حقیقت البتہ تمام اقوال میں اظہر تر یہ قول ہے کہ اول ابتدائے تصوف علم ہے اور اوسط عمل وآخر عطا وبخشش وجذبۂ الٰہی ہے۔ اور علم مراد مرید کی کشائش کرتا ہے اور عمل اسکی توفیق وطلب پر مدد کرتا ہے اور بخشش مرتبہ غائت رجا کو کہ احاطہ بیان سے باہر ہے پہنچاتی ہے اور حق سبحانہ کے ساتھ واصل کرتی ہے اور اہل تصوف تین قسم کے ہیں

Marfat.com

یعنی تین مراتب رکھتے ہیں۔ اول مرید کہ اپنی مراد طلب کرتا ہے دوم متوسط کہ طالب گار آخرت ہے سوم منتہی کہ اصل مطلوب تک پہنچ گئے ہیں اور انتقالات احوال سے محفوظ ہیں پھر ارشاد ہوا کہ طریق تصوف کے طالب کو چاہئے کہ ادب ظاہری و باطنی کو نگاہ رکھے ادب ظاہر یہ ہے کہ خلق کے ساتھ بحسن ادب و کمال تواضع و اخلاق پیش آئے اور ادب باطنی یہ ہے کہ تمام اوقات و احوال و مقامات میں با حق سبحانہ رہے۔ حسن ادب ظاہر سرنامۂ ادب باطن کا ہے اور حسن ادب ترجمان عقل ہے بلکہ التصوف کلہ ادبٌ دیکھو حق تعالیٰ اہل ادب کی بزرگی کی مدح فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ط جو کوئی ادب سے محروم ہے وہ تمام خیر و مبرات سے محروم ہے اور جو کہ محروم از ادب ہے وہ قرب حق سے بھی محروم ہے ؎

از ادب پر نور گشت است ایں فلک ۔ وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

ایک شخص نے حاضرین سے عرض کیا کہ صوفی کون ہے اور سلامتی کون فرمایا صوفی وہ ہے کہ سوائے اللہ کے دنیا و خلق سے مشغول نہ ہو اور رد و قبول مخلوق کی پروا نہ رکھے اور مدح و ذم اس کے نزدیک برابر ہو۔ اور سلامتی وہ ہے کہ نیکی کو چھپائے اور بدی کو ظاہر کرے ایک آدمی نے فقر کے معنی دریافت لئے فرمایا فقر دو طرح پر ہے اختیاری و اضطراری، فقر اختیاری کہ واسطے رضائے حق کے ہو دولت مندی سے بدرجہا افضل ہے کہ حدیث الفقر فخری میں اسی فقر کی طرف اشارہ ہے اور فقر اضطراری عوام کو ہلاکت کفر تک پہنچاتا ہے کہ حدیث کاد الفقران یکون کفرًا سے یہی مراد ہے اور معنی فقر کے محتاجی ہیں اور فقیر حقیقی وہ ہے کہ اپنے نفس سے بھی محتاج ہو یعنی اپنے آپ کا مالک بھی نہ ہے کیونکہ جس قدر فقیر کا ہاتھ ہر چیز سے خالی ہوگا اسی قدر اس کا دل ماسوائے اللہ سے خالی ہوگا اور فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو جاوے گا ایک دن بطور نصیحت کے بیان فرمایا کہ ہرگز ہرگز دنیا کے گرد نہ جاؤ اور دل کو اس کا گرویدہ نہ بناؤ کیونکہ دنیا کی مثال مثل آدمی کے سائے کے ہے اگر کوئی سائے کی طرف متوجہ ہو تو وہ اس کے آگے آگے بھاگتا ہے اگر سائے کو پس پشت

Marfat.com

کرے وہ خود پیچھا نہ چھوڑے یہی حال ہے دنیا کا کہ جو کوئی دنیا کو ترک کرتا ہے دنیا اس کا پیچھا کرتی ہے اور جو کوئی طلب دنیا میں کوشش کرتا ہے اس سے کوسوں دور رہتی ہے اور ترک کرنے والے کو تلاش کرتی ہے۔ ایک دن ایک شخص نے سوال کیا کہ طالب راہ حق کو کیا کیا ضرور ہے۔ فرمایا کہ اول طالب شئی کو لازم ہے کہ حقیقت و ماہیت شئی مطلوبہ کی دریافت کرے تاکہ اس کے حاصل کرنے کی رغبت پیدا ہو پس جو شخص کہ ارادہ کرے کہ صوفیوں کے طریق پہ چلے اولاً ماہیت و حقیقت و غایت تصوف معلوم کرے بعد ازاں ان کے اعتقادات و آداب ظاہری و باطنی کو سمجھے خصوصاً اطلاقات کو کہ ان کے حال و قال و تصنیفات میں آتے ہیں جانے اور خاص خاص اصطلاحات کہ ان کے کلمات میں پائی جاتی ہیں ان سے واقف ہو تاکہ تابعداری ان کے افعال و اقوال و احوال کی کر سکے کیونکہ کثرت مدعیان کذاب سے حال محققان باصواب کا مجہول ہو کر فسادات واقع ہوتا ہے اور اس بارے میں یعنی بیان اعتقادات و آداب ظاہری و باطنی و اخلاق صوفیاں میں کتاب لاجواب "آداب المریدین" مصنفہ حضرت ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بہت عمدہ ہے ہر زمانہ کے علماء ظاہر و باطن نے اس کو بنظر قبول دیکھا ہے۔ طالبانِ طریقہ صوفیہ کو عموماً اور متعلقین فقیر کو خصوصاً کتاب مذکور پیش نظر رکھیں اور اس پہ عمل کریں تاکہ آداب اس قوم بزرگ کے حاصل ہوں۔ ایک دن ایک شخص نے مسئلہ "وحدۃ الوجود" دریافت کیا فرمایا کہ یہ مسئلہ حق و صحیح و مطابق بواقع ہے اس مسئلہ میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے معتقد علیہ تمامی مشائخ کا ہے مگر قال و اقرار نہیں ہے البتہ حال و تصدیق ہے یعنی اس مسئلہ میں تیقن و تصدیق قلبی کافی ہے استتار اس کا لازم اور افشاء ناجائز ہے کیونکہ اسباب ثبوت اس مسئلہ کے کچھ نازک ہیں بلکہ بحدے دقیق کہ فہم عوام بلکہ فہم علمائے ظاہر میں کہ اصطلاح عرفاء سے عاری ہیں نہیں آتے تو الفاظ میں کہنا اور دوسروں کو سمجھانا کب ممکن ہے بلکہ جن صوفیوں کا سلوک ناتمام ہے اور مقام نفس سے ترقی کر کے مرتبہ قلب تک نہیں پہنچتے ہیں اس سے ضرر شدید پاتے ہیں اور مکر نفس سے چاہ الحاد و قعر ضلالت میں پڑ جاتے ہیں نعوذ باللہ منہا اس جگہ پہ زبان روکنا واجب ہے۔ راقم فقیر نور اللہ تعالیٰ قلبہ عرض پرداز ہے کہ کچھ بیان مفصل اس مسئلہ کا مکتوب حضرت ایشان

قلبی روحی فداہ ہیں کہ جناب حضرت مولوی عبدالعزیز صاحب حنفی چشتی صابری، امروہی کے نام لکھا ہے۔

مسئلہ وحدۃ الوجود اور اس کی تحقیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:- از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ بعد حمد و صلوٰۃ وافیات و بتقدیم سلام و تحیت مودت ثبات مکرم و معظم درویشاں قدوۃ الیشاں حقائق آگاہی، معارف دستگاہی جناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدہٗ کی خدمت شریف میں مبرہن و مکشوف ہو محبت نامہ سامی بمضمون عجیب و اشارات غریب موصول ہوا ممنون یاد آوری فرمایا بلحاظ ہم مشربی و ہم طریقی دربارہ مسئلہ وحدۃ الوجود و ما یتعلق بہا آپ نے دریافت کیا ہے اور اس کے جواب کے واسطے بے حد مبالغہ کیا ہے مخدوما فقیر یہ لیاقت کہاں رکھتا ہے کہ اپنے کو زمرۂ عارفین حقائق شناس میں کب شمار کرتا ہے کہ ایسے امر خطیر کو لکھ سکے لیکن چونکہ جناب نے بکمال جوشش و کوشش جواب طلب فرمایا ہے اور متواتر پیغام بھیجے ہیں مجبوراً امتثالاً للامر قلم اٹھانا پڑا اور جو کچھ امر حق اپنی سمجھ میں آیا رطب و یابس لکھ دیا واللہ ہو الموفق والمعین امید ہے کہ اگر کوئی سہو و غلطی پائی جائے دامن عفو سے چھپا کر اس کی اصلاح میں کوشش فرمائیے احسان ہوگا کیونکہ فقیر ہیچمدان کو سوائے منصب ترجمانی اور کچھ نہیں ہے (فقرۂ ماخوذہ مکتوب بطریق انتخاب مضامین)

سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان وحدۃ الوجود و وحدۃ الموجود کو ملحد و زندیق کہتے ہیں اور ان کے مرید و شاگرد مولوی احمد حسن صاحب کا بھی یہی مقولہ ہے اور اقوال ضیاء القلوب کو محتاج تاویل جانتے ہیں اور ان تاویلوں کا واقف اپنے سوا دوسرے کو نہیں مانتے مولوی رشید احمد و مولوی محمد یعقوب صاحب اس مسلک پر ہیں باوجود اس کے کہ آپ سے اجازت بیعت کی حاصل ہے اور مشرب اہل چشت کا رکھتے ہیں خلاف مشائخ چشت گفتگو کرتے ہیں۔

Marfat.com

جواب اول۔ نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق وصحیح ہے اس مسئلہ میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ فقیر ومشائخ فقیر اور جن لوگوں نے فقیر سے بیعت کی ہے سب کا اعتقاد یہی ہے مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم ومولوی رشید احمد صاحب ومولوی محمد یعقوب صاحب مولوی احمد حسن صاحب وغیرہم فقیر کے عزیز ہیں اور فقیر سے تعلق رکھتے ہیں کبھی خلاف اعتقادات فقیر وخلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلک اختیار نہ کریں گے۔ مکرما! اعتقاد ایک کیفیت قلبی ہے کہ بندہ کو کمال علم ویقین وصدق سے کوئی بات دل پہ مستحکم ہوجائے اور اسکو عرف شرع میں تصدیق کہتے ہیں اور اقرار باللسان واسطے اجرائے احکام مسلمانی ضروری ہے وگرنہ بنا بر ثبوت اسلام عند اللہ اقرار کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تصدیق قلبی کافی ہے یہ مسئلہ وحدۃ الوجود ایسا نہیں ہے بلکہ اس میں تصدیق قلبی وتیقن وزبان روکے رہنا واجب ہے کیونکہ اسلام شرعی خدا وخلق سے تعلق رکھتا ہے اور اسلام حقیقی محض خدا سے تعلق رکھتا ہے اس میں تصدیق مع اقرار ضرور ہے اور اس میں فقط تصدیق چاہیئے سوائے اس کے اس مسئلہ کو چھپانے میں یہ فائدہ ہے کہ اسباب ثبوت اس مسئلہ کے بہت نازک اور نہایت دقیق ہیں فہم عوام بلکہ فہم علمائے ظاہر کہ اصطلاح عرفا سے عاری ہیں اس کے ادراک کی قوت نہیں رکھتا اور علماء کا کیا ذکر ہے بلکہ جن صوفیوں کا سلوک ابھی ناتمام ہے اور مقام نفس سے گذر کر مرتبہ قلب تک نہیں پہنچے اس مسئلہ سے نقصان اٹھاتے ہیں اور مکر نفس تزلزل ولغزش سے چاہ ضلالت میں سرنگوں ہوکر گرتے ہیں بلکہ اکثر گروہ کے گروہ گمراہ ہوگئے ہیں کما شہدناہم نعوذ باللہ من ذالک آپ بھی خوب جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ خاصیت عجیب رکھتا ہے ؎

ع۔ بعض را ہادی بعض را مضل

ہرچند نعمت خوش گوار ہو صحیح وتندرست کو اس سے لذت وحلاوت حاصل ہوتی ہے اور مریضوں کو تلخ اور ناگوار لگتی ہے بلکہ ان کے لئے زہر قاتل ہے اسی واسطے فرمایا ہے "من صرح باسرار الربوبیۃ فقد کفر" چھپانا اس کا لازم ہے اور افشاء اس کا ناجائز ہے۔ اول جس شخص نے اس مسئلہ میں خوض فرمایا شیخ محی الدین ابن عربی ہیں

Marfat.com

قدس سرہ انکا اجتہاد اس مسئلہ میں اور اثبات مسئلہ کا براہین واضحہ سے جمیع موحدان کی گردن پر روز تا قیامت موجب احسان ہے لطف تو یہ ہے کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ ہم عصر و ہم وطن ان کے تھے لوگوں نے حال شیخ اکبر کا ان سے پوچھا۔ فرمایا ھو زندیق آدمی ان کی صحبت سے احتراز کرتے تھے جب انہوں نے وفات پائی لوگوں نے شیخ الشیوخ سے ان کی آخرت کا حال دریافت کیا ارشاد ہوا مات قطب الوقت من کان ولی اللہ۔ تمام لوگ متعجب ہوئے عرض کیا کہ کیوں ان کو زندیق کہہ کر ہم کو استفادے سے محروم رکھا جواب میں فرمایا کہ وہ ولی واصل بحق تھے لیکن جذبہ قوی رکھتے تھے ہر چند مقرب بارگاہ تھے مگر قابل اتباع نہ تھے اخیر زمانے میں مجذوب ہو گئے تھے اور زبان ان کی افشائے اسرار میں بے اختیار ہو گئی تھی اگر تم لوگ ان کی صحبت میں رہتے گمراہ ہو جاتے کیونکہ غلبہ حال سے ایسی باتیں کرتے تھے کہ جو تمہاری سمجھ میں آنے کے قابل نہ تھیں اور عوام کے لئے نقصان رساں تھیں۔ اگر خیال کرو تو میں نے تمہارے اوپر بڑا احسان کیا پس اس جگہ غور فرمانا چاہیئے کہ ہم لوگوں کو کیا منصب ہے کہ کس و ناکس بازاریوں سے مسئلہ وحدۃ الوجود و وحدۃ الموجود کا ذکر کریں اور عوام کو کہ تھوڑا بہت ایمان تقلیدی رکھتے ہیں اس ایمان سے بھی بے نصیب کریں اس مقام میں گفتگو فضول ہے بلکہ اپنا وقت اور عوام کا اعتقاد ضائع کرنا ہے معارف آگاہا اسی احتیاط کی وجہ سے احباب فقیر مثل فقیر اس قیل و قال سے زبان کو روکے ہیں اور بیان سے پرہیز کرتے ہیں اور پوچھنے والوں کو تاویلات کا حوالہ دیتے ہیں تاکہ انکار اس مسئلہ کا نہ ہو جاوے۔ بہت سے جاہلوں نے اس مسئلہ کو مسلک بنا کر محفلوں میں اپنی شیخی کی گرم بازاری کر رکھی ہے اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور مسلمانوں کے گروہ کو بھی گمراہ کرتے ہیں جیسا کہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے۔ پس اس قیل و قال سے کیا فائدہ اگر توفیق ہو تو آدمیوں کو طلب حق اور ترک تعلق دنیا و کثرت فکر و ذکر کی تحریص دلائے اور اس میں کوشش کرے جب اس محنت سے تزکیہ نفس و تصفیہ قلب حاصل ہو جائیگا خود بضرورت اس مراقبہ کی جو ضیاء القلوب میں لکھا ہے پیش آئے گی اور اللہ خود راہبری فرمانے والا ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

Marfat.com

غرض ہدایت کرنے سبیل معرفت سے تجلی ذاتی ہے قلب سالک پر تاکہ حقیقت مسئلہ وحدۃ الوجود کی منکشف ہو یہ راہ چلنے کی ہے کہنے اور بنانے کی نہیں ہے کہنے سے جاننے تک اور جاننے سے دیکھنے اور ہونے تک بڑا فرق ہے خدا تعالیٰ مجھ کو اور میرے احباب کو اور آپ کو اور آپ کے احباب کو اس راہ میں لغزش سے محفوظ رکھے۔ پیرو شیخ اکبر کے حضرت جامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں ؎

از ساحتِ دل غبار کثرت رفتن　　خوشتر کہ بہرزہ دُرِ وحدت سُفتن
مغرور سخن مشو کہ توحید خدائے　　واحد دیدن بود نہ واحد گفتن

اگر انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جائے اور نظر تعمق سے اس مسئلہ کی حقیقت دریافت کریں سوائے حیرت در حیرت بدوں فنا در فنا کچھ حاصل نہیں ہوتا پھر بھلا خاک بیان کریں کہ ایسا ہے یا ویسا ہے۔ع

آں سوختہ را جان شد و آواز نیامد

زبان اسرار وجدانی کی تشریح میں لال ہے۔ مثل اندھے مادرزاد کے کہ خواب میں رنگہائے عجیب دیکھتا ہے وہ آدمیوں سے کیا بیان کرے کہ ایسا تھا یا ایسا کیونکہ کوئی چیز محسوسات میں اس نے نہیں دیکھی کہ جس سے مشابہت بیان کرے اور سمجھاوے اگر اجیانا کچھ کہے اور سمجھائے تو کبھی امر واقعی نہ کہے گا واللہ اعلم۔

سوال دوم۔ حالانکہ ضیاء القلوب میں ورزش لاموجود الا اللہ و مراقبہ ہمہ اوست کی یہ تصریح تاکید ہے و نیز مراقبہ ہمہ اوست میں ملاحظہ معنی کو لازم کہا ہے پس یہ مراقبہ بلا لحاظ عینیت و اتحاد نہیں ہو سکتا ہے اور دوسری جگہ ضیاء القلوب ہی میں ہے تا وقتیکہ ظاہر و مظہر میں فرق پیش نظر سالک ہے بوئے شرک باقی ہے اس مضمون سے معلوم ہوا کہ عابد و معبود میں فرق کرنا شرک ہے۔

جواب دوم کوئی شک نہیں ہے کہ فقیر نے یہ سب ضیاء القلوب میں لکھا ہے اگر کہیں کہ جو کچھ کہا نہیں جاتا ہے کیوں لکھا گیا جواب یہ ہے کہ اکابر دین اپنے مکشوفات کو تمثیلات محسوسات سے تعبیر کرتے ہیں تاکہ طالب صادق کو سمجھا دیں نہ یہ کہ کانّہٗ ھُوَ

Marfat.com

کہہ دیتے ہیں کہ اگر نابینا خواب میں سانپ دیکھے تو اس کے بیاں سے عاجز ہو کر یہی کہے گا کہ میری کلائی کی طرح تھا اور اسی حالت میں اس کو رسی دیکھا کر پوچھا جائے کہ کیا ایسا تھا وہ کہہ دے گا کہ ہاں اس کو تمثیلات کے ذریعہ سمجھانا کہتے ہیں اسی طرح پہلے لوگوں کی تحریرات ہیں پیچھے آنے والوں کی آگاہی کے لئے تاکہ فیض برقرار رہے اور وقت حاجت شکوک رفع ہو جو اسرار کہ سینہ بسینہ چلے آتے ہیں لکھنا مناسب جانا اور راہ حقیقت فراخ کی اور کہا کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ نااہل کو ہماری کتاب دیکھنا حرام ہے حقیقت حال یہ ہے کہ فقیر نے بھی انہی کی تقلید پیران کے قول کو ذکر کیا ہے لیکن باوجود اس کے آنجناب استفسار فرماتے ہیں اور انکشاف اصلیت کا چاہتے ہیں لاعلاجاً للامتثال الامر تھوڑی تشریح کرنا ضروری ہوئی تاکہ خاطر نشینی آپ کی ہو اور اطمینان حاصل ہو اور تردد نہ رہے مختصر یہ کہ بیان صالحین سلف سے معلوم ہوا کہ اصل میں تو یہ مسئلہ حق و بالیقین ہے لیکن صدق اسکا اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ طالب محنت اور مشقت اور استغراق اور ترک خطرات ماسوا کے ذریعہ سے اپنی خودی سے دور ہو اور جب خیال خود سے گذرا گویا سب سے گذر گیا کوئی چیز اس کو نظر و خیال میں باقی نہیں رہتی بلکہ ہستی حق کا معاینہ کرتا ہے اور جس وقت نظر سالک تقییدات ذہنی ماسوا سے اٹھ گئی سوا خدا کے اور کچھ نظر نہیں آتا بے خبر ہو جاتا ہے بلکہ اس معنیٰ کا شعور بھی جاتا رہتا ہے سب خدا ہی خدا نظر آتا ہے ہو ہو کہنے کا کیا ذکر انا انا کہنے لگتا ہے اس کو مرتبہ فنا در فنا کہتے ہیں ان اقوال کو نے کا کہا ہوا خیال کرنا چاہئے بلکہ نے نواز کا سمجھنا چاہئے مولانا فرماتے ہیں ؎

نے کہ ہر دم نغمہ آرائی کند — فی الحقیقت از دم نائی کند
بے فنائے خویش و بے جذبے توی — کے حریم وصل را محرم شوی

ایضاً ایک عارف کا مقولہ ہے ؎

تو مباش اصلاً کمال این است و بس — تو دراں گم شو وصال این است و بس

سلطان الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حالت کی خبر دی ہے لی مع اللہ

Marfat.com

وقت لَا یَسَعنی فِیہ ملکٌ مقرب ولا نبی مُرسَلٌ اور آپ کی خاص امت میں سے بایزید بسطامی قدس سرہ نے کہا ہے کہ سُبحَانی مَا اَعظَم شَانی اور منصور حلاج نے انا الحق کہا یہ سب اسی باب میں ہے لیکن اس کے باوجود غیریت اعتباری کہ اصطلاحی ہے درمیان عبد و رب سے مرتفع نہیں ہوتی ہر چند کہ حالت فنا میں شعور نظر سالک میں باقی نہ رہا ہو کیونکہ جب بے شعوری سے پھر حالت شعور کے آیا جاتا کہ میں اپنے سے بے خبر ہو گیا تھا مثل اس لوہے کے ٹکڑے کے کہ آگ میں سرخ ہو کر پکارا اٹھا کہ میں آگ ہوں اس کے اس قول کا انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن فی الواقع آگ نہیں ہوا بلکہ یہ ایک حالت ہے کہ اس لوہے پر عارض ہو گئی ہے ورنہ لوہا لوہا ہے اور آگ آگ یہ ایک شمہ حقیقت وحدۃ الوجود کا ہے اس جگہ تھوڑی کیفیت عینیت و غیریت کی جاننا واجب ہے کیونکہ جب اس سے واقفیت نہ ہو گی کیفیت وحدۃ الوجود کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ اور ورزش مراقبہ ہمہ اوست و ملاحظہ عینیت ممکن نہیں ہے جو لوگ کہ بجز خوض مسئلہ وحدۃ الوجود کے زندقیت میں پڑ گئے وہ بسبب نہ جاننے مسئلہ عینیت و غیریت کے ہوا اور جس شخص نے اولاً یہ دو امر تحقیق کر لئے تمام مسائل جاننا اس پر آسان ہوا۔ اگرچہ یہ مسئلہ عینیت و غیریت سے متعلق ہے تنزلات ستہ کے جاننے سے لیکن فقیر اس طوالت میں مشغول نہیں ہوتا مختصراً لکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عبد و رب میں عینیت و غیریت دونوں متحقق ہیں وہ ایک وجہ سے اور یہ ایک وجہ سے اگرچہ بادی النظر میں اجتماع ضدین ایک شخص میں محال معلوم ہوتا ہے الضدان لا یجتمعان قول صحیح ہے مگر اس میں دو ضد لغوی مراد ہیں اور ضد اصطلاحی جمع ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے محققین کو جامع الاضداد کہتے ہیں کیونکہ صوفیوں کی اصطلاحیں دوسری ہوتی ہیں مثلاً نور و ظلمت ضد لغوی ہے یہ ضد ایک جگہ ایک وقت جمع نہیں ہوتیں کیونکہ معنی ان اشیاء کے اپنی جگہ پر قائم ہیں اگر اپنی وضع پر قائم نہ رہیں اجتماع اس کا جائز ہے۔ مثلاً سائے کو اگر ظلمت کہیں مجازاً از روئے استعارہ ہو سکتا ہے اور یہ سایہ کہ جس کا ظلمت نام رکھ لیا ہے نور کے ساتھ ایک جگہ اور ایک

وقت جمع ہوجاتا ہے جیسا کہ دیکھا گیا ہے کہ ایک وقت ایک جگہ تابش آفتاب کہ نور سے
اور سایۂ دیوار جمع ہوتا ہے کیونکہ سائے سے مراد ظلمت اصطلاحی ہے پس اس تمہید سے معلوم ہوا
کہ عبد و رب میں عینیت حقیقی لغوی نہیں ہے اور غیریت حقیقی بھی لغوی نہیں ہے اجتماع ان
دو ضدوں کا شئ واحد میں محال ہے۔ پس ضد کہ علم معقولات میں ممنوع واقع ہوا وہ بمعنی
لغوی ہے نہ اصطلاحی بہ تو ہم محققین اسی سبب سے جامع الاضداد ہیں کہ دو ضد کو جمع کرتے ہیں
وہ دو ضد بمعنی لغوی نہیں ہے کیونکہ اجتماع ضدین لغوی ان کے نزدیک بھی محال ونا جائز ہے
اور دوسری مثال یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ارد گرد کئی آئینے رکھ لے تو ہر آئینے میں ذات وصفات
اس کی بعینہ نمودار ہو نمودار ی صفات وہ ہے کہ ہر حرکت و سکون مثل شادمانی و غمگینی و ہنسی
وگریہ شخص عکس میں ظاہر ہوتا ہے اسی سبب سے شخص عین عکس ہے عینیت حقیقی اصطلاحی ہے
اگر لغوی ہوتی جو کیفیت کہ عکس پہ گذرتی شخص پر گذرنا بھی واجب ہوتی کیونکہ عکس
ہزاروں آئینوں میں ہے اس کثرت سے وحدت شخص پر فرق نہیں پڑتا اگر آئینہ و عکس پہ
پتھر ماریں یا کوئی نجاست ڈالیں شخص اس سے متضرر و منجس نہیں ہوتا ہے بلکہ اپنے حال پہ
اور ان نقصانات سے مبرا و منزہ ہے اس طرح سے غیریت حقیقی اصطلاحی ثابت ہوتی ہے پس
شخص و عکس میں عینیت و غیریت دونوں متحقق ہوئیں جاننا چاہیے کہ عبد و رب میں عینیت
حقیقی لغوی کا جو اعتقاد رکھے اور غیریت کا بجمیع وجوہ انکار کرے ملحد و زندیق ہے کیونکہ
اس عقیدہ سے عابد و معبود، ساجد و مسجود کا کچھ فرق نہیں رہتا اور یہ غیر واقع ہے نعوذ باللہ
من ذالک اگر محض غیریت حقیقی لغوی خالق و مخلوق میں اعتبار کریں اور کوئی نسبت و
تعلق عینیت عبد و رب میں سوائے نسبت خالقی و مخلوقی ثابت نہ کریں مثل نسبت کمہار
کے برتنوں کے ساتھ اگر کمہار مر جائے اس کے بنائے ہوئے برتن اپنی جگہ پڑے رہتے ہیں یہ بسبب
غیریت لغوی کے ہے برتنوں اور کمہار میں یہ قسم غیریت کی عبد و رب میں واقعی نہیں
ہے جو لوگ اس غیریت کے قائل ہیں علمائے ظاہر و متکلمین ہیں موحدین کی اصطلاح سے
غافل ہیں اور ڈرتے ہیں کہ عبد و رب ایک ہوتا ہے یہ نہیں جانتے کہ بموجب اصطلاح
محققین کہ عکس و شخص میں باوجود ثبوت دونوں جہت کے کبھی یہ وہ نہ ہوا اور وہ یہ نہ

Marfat.com

ہوا عکس عکس ہے اور شخص شخص عکس مخلوق و حادث و ناقص ہے اور شخص قدیم و باقی و کامل
پس یہی اصل و حقیقت اس معاملہ کی ہے ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ! گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

اور بمصداق مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ یہی دو جز حادث و قدیم ہیں نیز اس جگہ ایک تمثیل لطیف یاد آئی یعنی۔ بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور خدا ظاہر بندہ کنت کنزاً مخفیاً الخ اس پر دلیل ہے حقائق کونیہ کہ نتائج علم الٰہی ہیں ذات مطلق میں مندرج و مخفی تھے اور صرف اپنی ذات پر ظاہر تھے جب ذات نے چاہا کہ ظہور خود دوسری نہج پر ہو اعیاں کو ان کے لباس قابلیات میں اپنی تجلی کے جلوے سے ظاہر فرمایا اور خود شدت ظہور خود سے ان کی نگاہ سے مخفی ہو گیا مثل تخم کے کہ درخت مع تمام شاخوں اور پتوں و پھول و پھل کے اس میں چھپا تھا گویا کہ تخم بالفعل تھا اور شجر بالقوہ جب تخم نے اپنے باطن کو ظاہر کیا خود چھپ گیا جو کوئی دیکھتا ہے درخت کو دیکھتا ہے تخم دکھائی نہیں دیتا اگر غور سے دیکھا جائے تو تخم بصورت درخت کے ظاہر ہوا تخم بالقوہ ہوا اور درخت بالفعل ہر چند کہ ایک وجہ سے کہ تخم و درخت ایک ہے جدائی نہیں ہے عینیت پائی جاتی ہے لیکن دلائل غیریت و جدائی کے بھی اس میں موجود ہیں اور واقعی ہیں حفظ مراتب اس میں ضرور ہے کیونکہ صورت و شکل و تاثیر و خواص تخم کے اور ہیں اور اجزائے درخت کے اور وجوہات غیریت بھی بہت ہیں۔ مرد صاحب عقل اس سے انکار نہیں کر سکتا اگرچہ از روئے عینیت تخم و درخت ایک ہے لیکن یہ وحدت اعتباری اصطلاحی ہے نہ باعتبار حلول کے اور نہ اتحاد کے یعنی بالقوہ اور بالفعل شراکت رکھتا ہے پس جو کہ بالفعل تھا بالقوہ ہوا اور جو کہ بالقوہ تھا بالفعل ہوا فہم من فہم جل حکمۃ عظمۃ شانہٖ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ترا ز دوست بگویم حکایتے بے پوست ہمہ ازوست اگر نیک بنگری ہمہ اوست

فائدہ:۔ جب دو جہت سے نسبت عبد و رب ثابت و متحقق ہوئی لازم آیا کہ واسطے عروج کرنے کے مرتبہ پست ترین نزول سے اور حصول قرب و وصال اور پہنچنے درجہ عبدیت حقیقی کے سبب سے کار ضروری ہیں اور وہ مجاہدہ و مراقبہ ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ عبادت کرنا یعنی عبد ہونا ہے در حقیقت عبداللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں عبد ہونا دشوار ہے جبتک کہ کوئی وہم الوہیت خود سے تماماً وکمالاً نہ گذلے اس مرتبہ کو نہیں پہنچتا بنا براں مجاہدات وریاضات ترک تعلق دنیا وحظ نفس وترک توہم ماسوا واجب ہوا تاکہ ذکر وفکر درستی وراستی سے ظاہر ہو جب پہلے صیقل ذکر سے نفس مطیع وقلب صاف ہو جائے اور ذوق وشوق میں ترقی ہو دل خطرات سے رک جاوے اب وقت مراقبہ لاموجود اِلّا اللہ کا آیا جب اس مراقبہ میں ہمہ ازوست سے اغماض نظر کرکے ہمہ اوست کو پیش نظر رکھے، اس استغراق میں فیض باطنی وجذبۂ غیبی مدد فرماتا ہے جو کچھ کہ اس کے سوا ہے اسی سے بے خبر ہوتا ہے اور اس بے خبری کی تمیز بھی نہیں ہوتی۔ دیکھتا ہے جو کچھ دیکھتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ جانتا ہے کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے بہر صورت محذور ہے یہ ہے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الموجود جیسے لوہا کہ آگ میں رنگ آگ کا پاکر نعرہ انا النار کر اٹھا نہ یہ کہ انقلاب حقیقت سے آگ ہوگیا یہ حال سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ قال سے مقام غور ہے یعنی جس حالت میں کہ لوہے نے اپنے کو آگ کے حوالہ کردیا اپنے لوہا ہونے کے خیال سے گذر کر اس انتظار میں ہے کہ آتش مستولی ہو اور اپنا رنگ عطا کرے اس تصور میں اگر دوسرا خیال گذرے اس کے لئے شرک ہے کہ مانع مقصود وقاطع الطریق اس کا ہے یہ مطلب ہے اسکا جو ضیاء القلوب میں ملاحظہ سامی ہوا کہ مراقبہ ہمہ اوست میں جب تک کہ فرق ظاہر ومظہر پیش نظر سالک ہے بوئے شرک باقی ہے واللہ اعلم۔ لاعلم لنا الا ما علمتنا۔ گرامی قدر فقیر نے بے محابا طول لسانی کیا کیونکہ بدوں اس کے بات تمام نہیں ہوسکتی تھی ہر چند کہ اس تحریر سے میں خود نادم ہوتا ہوں لیکن خوش ہوں کہ بہر تقدیر جواب خطوط متعددہ جناب ادا ہوا اگر پسند خاطر ومنظور والا ہو بندۂ ضعیف کو دعائے خیر خاتمہ سے یاد فرمایئے ورنہ اب پھر فقیر کو تکلیف نہ دیں وما علینا الا البلاغ المبین ؎

دریں مشہد بگویائی مزن دم سخن را ختم کن واللہ اعلم!

محررہ ۲ ر ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ ہجری در مقام خیر البلاد مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا وتعظیمہا۔

Marfat.com

لوکان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ط ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ میرے پیارے ناظرین ہرچند آپ کا خادم وحشی گمنام یہ قابلیت نہیں رکھتا کہ اس کی ہرزہ سرائی پر آپ لوگ متوجہ ہوں لیکن خدا کی مزید رحمت نے دستگیری کرکے اس کو اتنے بڑے دربار میں پہنچا کر دولت آستانہ بوس سے فیضیاب فرمایا یعنی حج خانہ کعبہ وزیارت مدینہ طیبہ کے ساتھ ہی جناب قطب العالم مولانا شاہ امداد اللہ صاحب عم فیضہ کے سلک غلاماں میں منسلک فرمایا اور بعد شرفیابی قدم بوسی بحسب اتفاق اس رسالہ متبرکہ کے ترجمہ کرنے کی خدمت جناب حاجی محمد مرتضیٰ خاں صاحب مدظلہ نے سپرد فرمائی اور اچھا برا جو کچھ ہوسکا ترجمہ مرتب ہی کیا مگر عدم تکمیل سے طبیعت کو افسوس تھا لیکن حضرت کے تصرف باطنی سے اور خاں صاحب موصوف کی جستجو سے جناب مولانا و مخدومنا مولوی حاجی محمد اشرف علی صاحب نے رسالہ امداد الصادقین مؤلفہ مولوی صادق الیقین صاحب مرحمت فرمایا جس میں انہوں نے حضرت صاحب کے ملفوظات کو بزبان فارسی جمع کیا تھا چنانچہ اس کا ترجمہ بھی آخر کتاب میں شامل کیا گیا اور اس کے سوا مولانا مولوی احمد حسن صاحب امروہی مجددہ نے بھی ایک مجموعہ[عہ] ملفوظات تیار فرمایا تھا وہ بھی مولانا موصوف نے بغرض شمول دے دیا اب دونوں رسالوں کو اس جزو مختصر میں ترتیب وار لگا دینے سے دل کی آرزو پوری ہوگئی اور مضامین کی تکمیل ضروری بھی انجام پاگئی بڑی مسرت اور دلی شکریئے کے ساتھ میں مولانا اشرف علی صاحب دام لطفہ کا دوبارہ ذکر کرتا ہوں کہ

عہ مولانا نے کچھ حالات آپ کے خاندان وغیرہ کے بھی لکھے تھے وہ تکرار کی وجہ سے ترک کر دیئے گئے کیونکہ اس رسالہ میں ذکر ہوچکا ہے اور ترتیب تحریر اپنے رسالہ کی مولانا نے یوں لکھی ہے کہ بعد استخارہ کے روبرو قبلہ کے جمعہ کے دن پانچویں محرم الحرام ۱۳۱۳ھ جہاں حضرت نے نماز جمعہ پڑھی تھی اس جگہ بیٹھ کر لکھنا شروع کیا اور کچھ حالات تیمناً حطیم میں میزاب رحمت کے نیچے شروع کیے اور کچھ حالات باب کعبہ کے سامنے لکھے تاکہ ان مقامات کی برکت سے خدا ان کو پورا اور منظور کرے ۱۲

Marfat.com

انہوں نے اس ترجمے کے دیکھنے میں اپنا تھوڑا وقت صرف کر کے میری لغزشوں کی بہت کچھ درستگی فرمائی اور یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ میں نے بعض مضامین جو مکرر سکرر ہوئے جاتے تھے سہولت کی غرض سے چھوڑ دیئے ہیں اس لئے ناظرین یہ دھوکہ نہ کھائیں کہ میں تو مولانا محمد ادریس صاحب عم نوالہ نگرامی کا مرید ہوں مجھے حضرت صاحب سے کیا تعلق ہیں اس امر کا بھی اظہار کرتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب سے حسب الحکم حضرت مولانا کے خاندان چشتیہ میں بیعت کی ہے اور چونکہ یہ امر منشا الامر مولانا واقع ہوا ہے لہٰذا دونوں آستانے میرے لئے ایک ہیں افسوس کہ میں قید نفس لعین میں پھنس کر مقصود اصلی سے دور ہوا اور ہوا و ہوس میں مبتلا ہو رہا ہوں۔ آپ ناظرین اکابر ابرار و مومنین صالحین ہیں دعا فرمائیے کہ خدا میرے اوپر بھی رحم فرما کر میری دلی تمناؤں کو پورا کرے اب آپ ہنسی خوشی سے اس رسالہ کے دونوں تتمہ بھی ملاحظہ فرما کر بہرہ اندوز سعادت ہوجیئے۔ والسلام خیر ختام

شمائم امدادیہ حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ احقر انام اشرف برائے نام کہتا ہے کہ جب میں رسالہ شمائم امدادیہ مؤلفہ جناب محمد مرتضیٰ خاں صاحب قنوجی سلمہ اللہ تعالےٰ کے دیکھنے سے فارغ ہوا خیال آیا کہ میرے پاس بھی ایک مختصر ملفوظ شریف حضور پر نور حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ مدظلہم العالی کا موجود ہے جس کو ایک مخلص خادم نے مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و عظمۃً میں حاضرہ کر فارسی زبان میں جمع کیا تھا اور یہ احقر بھی روزانہ اس کو دیکھ لیا کرتا تھا اگر وہ بھی اس کے شامل ہو جائے تو موجب تکثیر نفع طالبین ہے اس غرض سے میں نے ملفوظ مذکور خاں صاحب کو حوالہ کیا خاں صاحب نے ترجمہ کر کے میرے پاس بھیج دیا میں نے بنظر غور اس کو دیکھا اور جہاں شبہ ہوا اصل سے ملا کر مطابق کر لیا بعض مضامین متفرقہ بلاقید رمیں نے بھی فارسی

زبان میں لکھے تھے ان کی نسبت بھی خاں صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ ترجمہ کر کے اس کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل فرمادیں میں یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ ان ملفوظات میں ذرہ برابر تفاوت الفاظ و معانی کا نہیں یہ حافظہ تو حضرات محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ پر ختم ہوگیا مگر اپنے نزدیک بہت احتیاط کی گئی ہے سہو و خطا اللہ تعالیٰ معاف فرمادے کہیں کہیں حواشی میں توضیحاً کچھ لکھ بھی دیا گیا ہے۔ فقط مقام کانپور ماہ جمادی الاول ۱۳۱۴ھ

ملفوظ امداد الصادقین

فرمایا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ طریقت شریعت سے جدا ہے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے اقرار باللسان اشارہ طرف شریعت کے ہے اور تصدیق بالجنان سے مطلب طریقت ہے پس ایک بغیر دوسرے کے کام کا نہیں۔ اقرار بدون تصدیق نفاق ہے اور تصدیق بلا اقرار بیکار۔ فرمایا کہ ہوالظاہر کنایہ شریعت ہے اور ہوالباطن طریقت ہے اگر شریعت نہ ہوتی۔ اسمائے الٰہیہ کا عرفان نہ ہوتا اور صفات اسما ظاہر نہ ہوتے مثلاً غفاری حق تعالیٰ کیونکہ جب شریعت قائم نہ ہوتی منہیات نہ معلوم ہوتے پس اظہار غفاری خداوند کریم کہاں سے ہوتا اور اسی طرح منتقم وغیرہ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آیت کریمہ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون الآیہ" میں لفظ عبد جو اختیار فرمایا ہے اس میں نکتہ ہے کیونکہ غلام اور مزدور میں بہت بڑا فرق ہے مزدور ملازم سے ایک کام جو اس سے متعلق ہو لے سکتے ہیں۔ بخلاف غلام کے کہ اس کے واسطے کوئی خدمت معین نہیں ہے جو کام چاہا اس کے سپرد کردیا چاہیں جوتے اٹھوائیں یا قلمدان لینے کی خدمت متعلق کریں سب پھبتا ہے اسی طرح آدمی کو بھی کوئی خاص کام خدا نے نہیں سپرد رکھا اس میں یہ نکتہ ہے کہ تمام مخلوق میں ایک ایک صفات ہے اور انسان جامع ہے وہذا ہو معانی القول المشہور طریق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق ای طریق وصول کل خلق مستقل۔ فرمایا کہ ایک روز دو آدمی آپس میں بحث کرتے تھے ایک کہتا تھا کہ حضرت شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ

Marfat.com

سے افضل ہیں اور دوسرا حضرت غوث پاک کو شیخ پر فضیلت دیتا تھا میں نے کہا کہ ہم کو نہ چاہیئے کہ بزرگوں کی ایک دوسرے پر فضیلت بیان کریں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فضلنا بعضھم علی بعض لیکن ہم دیدۂ بصیرت نہیں رکھتے اس واسطے مناسب شان ہمارے نہیں ہے کہ ایسی جرأت کریں البتہ مرشد کو تمامی اس کے معاصرین پر فضیلت دینا مضائقہ نہیں کیونکہ ظاہر ہے باپ کی محبت چچا سے زیادہ ہوتی ہے اور اس میں آدمی معذور ہے اس نے دلیل پیش کی کہ جس وقت حضرت غوث پاک نے قدمی علی رقاب اولیاء اللہ فرمایا تو حضرت معین الدین نے فرمایا۔ بل علیٰ عینی یہ ثبوت افضلیت حضرت غوث کا ہے میں نے کہا کہ اس سے فضیلت حضرت معین الدین صاحب کی حضرت غوث پر ثابت ہوتی ہے نہ برخلاف اس کے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غوث اس وقت مرتبۂ الوہیت میں تھے اور حضرت شیخ مرتبہ عبودیت میں فرمایا کہ کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ کے اعتبار سے مراتب ہر دل کے تین معنی ہیں۔ لا معبود۔ لا مطلوب۔ لا موجود الا اللہ اور یہ سب مراتب سے اعلیٰ ہے۔ فرمایا کہ کفر مظہر ایمان ہے و برعکس اس کے اگر کفر مخلوق نہ ہوتا کوئی ایمان کو کیونکر جانتا۔ فرمایا سیر تین طرح پر ہے۔ سیر الی اللہ۔ و فی اللہ۔ من اللہ فرمایا کہ ایمان رجاء و خوف میں ہے۔ ہم لوگ رجا پر بھروسہ اور غرور کر رہے ہیں اور خوف کو بھول بیٹھے ہیں۔ فرمایا عاشق دو طرح پر ہے عاشق ذاتی و عاشق صفاتی اور عاشق ذاتی کا مرتبہ عاشق صفاتی سے زیادہ ہے کیونکہ عاشق ذاتی پر جو کچھ وارد ہوتا ہے اس کو ذات الٰہی سے جانتا ہے پس اس وجہ سے رضا و تسلیم میں مرتبہ عالی پاتا ہے۔ ایک دن حضرت غوث الاعظم سات اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت و توجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچا لیا وہ ساتوں آدمی کہ عاشق ذات اور مرتبہ رضا و تسلیم میں ثابت قدم تھے اس امر حضرت غوث کو خلاف خیال کر کے آپ سے ناخوش ہوئے اور اپنی مجلس سے علیحدہ کر دیا۔ ایک دن دیکھا سات ڈھانچے ہڈیوں کے مسلم رکھے ہیں دریافت ہوا کہ ایک درندے نے خدا سے دعا مانگی کہ مجھ کو اپنے دوستوں کا گوشت کھلا ساتوں آدمی پیش کیے گئے اور اس

Marfat.com

درندے نے گوشت ان مردان خدا کا کھانا شروع کیا جس وقت درندہ دانت مارتا وہ لوگ ہرگز دم نہ مارتے تھے یہاں تک کہ تمام گوشت اپنا راہ مولا میں نثار کردیا اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک بزرگ کہتے تھے کہ تمام آدمی کیا مشرک کیا کافر کیا مومن سب کو خدا کی رسائی ہو سکتی ہے اسلام شرط نہیں ہے ارشاد فرمایا کہ یہ بزرگ باوجود کمال کے سیر اسماء میں تھے البتہ مرتبہ حقائق میں یہ درست ہے کیونکہ مرجع تمامی خلائق اللہ جل شانہ ہے فرماتا ہے وما من دابۃ الا ھو اٰخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط مستقیم۔ پس تمامی مخلوق صراط مستقیم پر ہے اور اسی وجہ سے اھدنا الصراط المستقیم پر کفایت نہ فرمایا انعمت علیہم کی قید لگائی۔ پس اس طور پر صراط مستقیم مرادف طریق نجات کا نہیں ہے اور مرتبہ حقائق میں تمامی آدمی متساوی الاقدام ہیں اور کونین میں مظاہر اسماء و صفات لطف و قہر ہیں۔ لیکن مرتبہ صورت میں جدا و متمائز ہیں اثنائے درس احیاء العلوم میں زبان فیض ترجمان سے فوائد عجیبہ بیان فرما رہے تھے مولانا اشرف علی صاحب نے عذر کیا کہ آج بعض مقامات متبرکہ کی زیارت کو گیا تھا اس وجہ سے حاضری میں دیر ہو گئی ارشاد فرمایا "جائے بزرگاں بجائے بزرگاں زیارت آثار بزرگاں میں برکت ہوتی ہے فرمایا انما الاعمال بالنیات تصوف کی جڑ ہے۔ فرمایا خوشبو لگاتے وقت سب نیتوں سے عمدہ نیت یہ ہے کہ خدا کی خوشنودی کی نیت کرے فان اللہ جمیل یحب الجمال۔ فرمایا ایک آدمی نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی غیبت کی آپ نے ایک طبق دینار کا اس کو ہدیۃً دیا لوگوں نے پوچھا یہ کیسا الٹا معاملہ ہے امام صاحب نے فرمایا ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" اس شخص نے مجھ کو نعمت اخروی دی تو کیا میں اس کو دنیا کی نعمت بھی نہ دوں ؎

بدی را بدی سہل باشد جزاء   اگر مردی احسن الیٰ من اسا

فرمایا کہ اس زمانے میں فتویٰ پر عمل کرنا ہی تقویٰ ہے ایک متقی نے کسی کے گھر میں خط لکھا اور ذرا سی خاک لے کر خشک ہونے کو خط پر ڈال دی چونکہ بلا اجازت خاک لی تھی مواخذہ کیا گیا۔ فرمایا اگر نیت درست ہو تو آدمی آیۃ وھم فی صلوتھم دائمون میں داخل ہو جائے گا یعنی حضور دائم میسر ہو۔ فرمایا کہ تواضع نفاق کے ساتھ مذموم ہے

Marfat.com

فرمایا کہ ایک بزرگ حضرت بایزید بسطامی رح کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکے لوگوں نے ان سے سبب دریافت کیا جواب دیا کہ اصلاح نیت میں کوشش کرتا تھا صحیح نہیں ہونے پائی کہ نماز ختم ہوگئی۔ احیاء العلوم کا درس ہو رہا تھا مضمون یہ تھا کہ معاصی نیک نیتی سے طاعت نہیں ہوسکتے ارشاد فرمایا کہ یہ صحیح ہے بلکہ حدیث شریف جف القلم بما هو کائن کے معنی یہی ہیں اور جو کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یبدل اللہ سیئاتھم حسنات مراد سیئات سے وہ طاعات ہیں کہ اصل نیت میں طاعت تھی مگر بسبب عوارض کے سیئات ہوگئی حق سبحانہ تعالیٰ اپنے بے انتہا فضل سے ان عوارض کو رفع کر کے اس طاعت کو قبول فرماتا ہے تبدیل سے یہ مراد ہے وحدۃ الوجود کا ذکر فرماتے تھے مگر کلام بہت عالی تھا اس لئے لکھا نہ گیا (مترجم)

فرمایا اخوت کی تین قسمیں ہیں اخوۃ بنی کہ تمام آدمی اولاد آدم ہیں۔ اخوۃ ایمانی۔ انما المؤمنون اخوۃ۔ اخوۃ عارفین۔ لانفرق بین احد من رسلہ۔ فرمایا کہ جناب مولوی رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا کہ اجازت ہو تو حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ کو آپ کے مراتب سے اطلاع دوں آپ نے جواب دیا کہ انتہائے عنایت سلطانی یہی ہوگی کہ اپنے حضور میں طلب فرمائیں گے جیسا کہ آپ کو طلب کیا تھا اور میں مکہ کو نہیں چھوڑنا چاہتا البتہ سلطان کی دعا چاہتا ہوں کیونکہ دعائے سلطان عادل مستجاب ہوتی ہے اور یہ استدعا سلاطین کے حضور میں بہت دشوار ہے پس مناسب ہے کہ آپ میرا سلام سلطان سے کہہ دیں کیونکہ جواب سلام ضروری دیں گے اور سلام دعا ہے پس اتنا ہی کافی ہے۔

سلام کو کہ طریق مسنون ہے ترک کر کے آداب عرض کرنا نہ چاہئے فرمایا کہ آیت وعلم آدم الاسماء کلھا میں علمائے ظاہر خیال کرتے ہیں کہ مراد اس سے اسماء صفیہ ہیں اور حق تو یوں ہے کہ اس سے مراد حقائق اسماء ہے۔ فرمایا علماء آپس میں تنازع کر کے العلم حجاب الاکبر کے مصداق بن جاتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صوفیا بدعت اختیار کرتے ہیں یہ کسی طرح یقین نہیں ہوتا کیونکہ صوفی کہ جب صفائے قلب میسر ہوئے جو کچھ کہے گا حق کہے گا اور زبان حق سے کہے گا فرمایا کہ نیت نماز کی اول سے آخر تک

Marfat.com

نزد حضرات صوفیہ کے ضروری ہے لیکن علماء اور فضلاء نے غایت رحم سے بنظر سہولت فتویٰ صرف اول نماز میں نیت کا دیا ہے امید ارحم الراحمین سے ہے کہ قبول فرمادے فرمایا آیت واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین میں علمائے ظاہر نے یقین سے موت مراد لی ہے لیکن نزد صوفیہ یقین کے تین مراتب ہیں علم الیقین عین الیقین اور سب سے بڑھ کر حق الیقین اور یہ ایسا مرتبہ ہے کہ جب آدمی مرتبہ موتوا قبل ان تموتوا پر پہنچتا ہے تب حاصل ہوتا ہے اور آدمی اپنے آپ میں نہیں رہتا اور اس مرتبہ پر پہنچ کر تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں اور آیت میں اسکے مذاق پر یہی مرتبہ مراد ہے لیکن یہ حالت صرف لمحہ دو لمحہ رہتی ہے مگر جن کو جامعیت میسر ہے وہ اس حالت میں بھی عبادت کو ترک نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ عبادت تذلل ہے اور محبوب (خدا) کی محبوب ہے فرمایا جنت العارفین لیس فیہا حور ولا قصور وما فیہ شیٔ الا رنی ارنی اس میں محض تجلیات الٰہی ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ چار مسئلوں میں متفکر تھا بعونہ تعالےٰ منکشف ہوگئے۔

(۱) وحدۃ الوجود (۲) تقدیر (۳) روح (۴) مشاجرات صحابہ فرمایا محبوبان خاص جب تقدیر پر اطلاع پاتے ہیں اس کے موافق عمل کرتے ہیں اور عجلت کے ساتھ اس کو انجام دیتے ہیں کیونکہ اس کے ہونے پر ترقی (مدارج) موقوف ہوتی ہے۔ پس چاہتے ہیں کہ اس امر سے فارغ ہو کر درجات عالیہ پر فائز ہو جائیں۔ چنانچہ بعد ارتکاب اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔ برادران یوسف علیہ السلام نے ایک امر شنیع کیا اور مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوئے باوجود اس کے علماء کا ان کی نبوت میں اختلاف ہے اور انبیاء کبائر (گناہ) سے معصوم ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت اسی پر مشاجرت صحابہ کو قیاس کر لینا چاہیے انکو معلوم ہو چکا تھا کہ یہ ضروری ہونا ہے پس تعجیل در تعجیل جہانتک امر محبوب میں ہو خوب ہے اور یہی تھی کہ دن کو لڑائی لڑتے تھے اور رات کو ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے فرمایا کہ نظر بعض عارفین کی اس باب پر نہیں ہوتی اور یہ باعث زوال اور محل عتاب ہے وہ لوگ اسباب کو محض بے سود سمجھتے ہیں حتیٰ کہ دعا بھی نہیں مانگتے بلکہ ان کے نزدیک دعا کرنا منع ہے اور یہ غلطی ہے البتہ اگر مقام رضا کا غلبہ ہو تو مجبوری ہے۔ دعا کی چار قسمیں ہیں

Marfat.com

اوّل دعائے فرض جیسے انبیاء کو حکم ہو کہ اپنی قوم کے واسطے ہلاکت کی دعا کرے پس اس پر یہ دعا کرنا فرض ہے۔ دوم دعائے واجب جیسے دعائے قنوت۔ سوم دعائے سنت جیسے بعد تشہد ادعیہ ماثورہ۔ چہارم دعائے عبادت جیسا کہ عارفین کرتے ہیں اور اس سے محض عبادت مقصود ہے کیونکہ دعا میں تذلل ہے اور تذلل حق تعالیٰ کو محبوب ہے لہذا الدعاء مخ العبادۃ وارد ہوا ہے۔ ایک دن حضرت شاہ حاجی امام الدین رحمۃ اللہ علیہ علیل ہوئے آہ آہ کرتے تھے حضرت مفتی الٰہی بخش صاحب برادر حاجی صاحب کہ نسبت ارادہ بھی حاجی صاحب سے رکھتے تھے عیادت کو آئے اور کہا کہ آہ! آہ کیوں کرتے ہو اللہ اللہ کرو انہوں نے کچھ خیال نہ کیا اور آہ میں مشغول رہے ایک دن اتفاقاً حضرت مفتی صاحب بھی اسی درد میں مبتلا ہوئے اور اللہ اللہ کرنے لگے اور آہ منہ سے نہ نکالا حضرت شاہ صاحب نے تشریف لا کر فرمایا کہ جب تک آہ نہ کرو گے صحت نہ ہوگی چنانچہ یہی ہوا کہ مرض ترقی کرتا گیا کسی طرح تخفیف نہ ہوئی بالآخر مفتی صاحب نے آہ کرنا شروع کیا اور صحت حاصل ہوگئی یہ مقام عبودیت تھا اور تذلل و عبدیت محبوب (خدا) کو محبوب ہے اور اسی میں رضا و تسلیم بھی متصور ہے اور اللہ اللہ مقام الوہیت ہے فرمایا کہ مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہییں۔ اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے مولانا اشرف علی صاحب نے استفسار کیا کہ رؤیت حق کی اس عالم میں ممکن ہے یا نہیں؟ فرمایا ممکن ہے معنی آیہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار کے یہ ہیں کہ اس بصارت ظاہری سے رؤیت حق تعالیٰ ممکن نہیں ہے اور جب نظر بصیرت (باطنیہ) حاصل ہو جاتی ہے بصارت (ظاہری) پر غالب آتی ہے پس عارف حقیقت میں نظر بصیرت سے دیکھتا ہے اور اگر یہ سمجھے کہ آنکھوں سے دیکھتا ہے تو اس کی غلطی ہے دلیل اس بات کی کہ اس نظر سے نہیں دیکھا یہ ہے کہ اگر آنکھ بند کر لے رؤیت بدستور رہے۔ دوسرے یہ کہ دید آنکھوں کی عارضی محتاج نور آفتاب کی ہے بخلاف اس دید کے کہ محتاج نور بصیرت ہے بدوں پرتو آفتاب

نور کے غیر ممکن و محال ہے پھر مولانا نے استفسار فرمایا کہ خطاب لن ترانی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیوں کیا گیا۔ ارشاد فرمایا کہ اس میں نفی رؤیت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور یہ درست ہے کہ عارف دیکھتا ہے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھتا بلکہ دیدۂ حق سے دیکھتا ہے اور نیز اس میں نفی رؤیت ذات ہے کیونکہ فنائے عبد اس کو لازم ہے اور جب فنا ہوا پھر رویت کجا

فرمایا کہ ایک دن دو طالب علم آپس میں بحث کرتے تھے ایک کہتا تھا کہ نماز بدوں حضور قلب درست نہیں ہے کیونکہ لاصلوٰۃ الا بحضور القلب وارد ہوا ہے اور دوسرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کرتا تھا کہ آنحضرت فرماتے ہیں انی اجہز الجیش وانا فی الصلوٰۃ اس سے زیادہ کون امر منافی صلوٰۃ ہو سکتا ہے۔ آخر الامر آپ (حضرت صاحب) سے محاکمہ چاہا ارشاد ہوا کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں ہے مقربوں کو جب بادشاہوں کی حضوری ہوتی ہے امور لاحقہ عرض کرتے ہیں اور استخراج چاہتے ہیں اور بجا آوری خدمت کی کوشش کرتے ہیں پس یہ عین حضوری ہے نہ کہ منافی حضوری۔ فرمایا الولایۃ افضل من النبوۃ حق ہے لیکن مراد ولایت سے ولایت نبی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ولایت توجہ الی اللہ ہے اور نبوت توجہ الی الخلق اور توجہ الی اللہ توجہ الی الخلق سے بہر حال افضل ہے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ولایت میں مستغرق ہوتے تھے توجہ الی الخلق جو لازمہ نبوت ہے کم ہو جاتی تھی پس فرماتے تھے کلمینی یا حمیراء تاکہ حضرت عائشہ الحمیرا رضی اللہ عنہا کی گفتگو سے توجہ الی الخلق عود کر آئے اور جب نبوت کہ توجہ الی الخلق سے مراد ہے غالب ہو کر شفقت و ترحم بحال خلق اس مرتبہ ہو جاتا تھا کہ ولایت میں نقص پیدا ہو تو ارشاد ہوتا تھا ارحنی یا بلال تاکہ ذکر الٰہی سے توجہ الی اللہ حالت اصلی پر آ جائے۔

فرمایا کہ مراتب یقین تین ہیں۔ علم الیقین مرتبہ ادنیٰ۔ عین الیقین مرتبہ وسطیٰ حق الیقین مرتبہ اعلےٰ ہے عین الیقین سے علم الیقین میں جانا حسنات الابرار سیئات المقربین ہے حق الیقین مرتبہ فنا فی الفنا ہے مثال اس کی یوں ہے کہ علم حرارت آتش کا علم الیقین ہے اور جب اس پہ انگلی رکھی جائے عین الیقین ہے اور جب لوہے کو خوب آگ میں سرخ کیا جائے اور اس وقت لوہا انا النار کہے بجا ہے یہ مرتبہ حق الیقین ہے اور اس مرتبہ میں عبادت ساقط ہو جاتی ہے

Marfat.com

لیکن یہ مرتبہ ہمیشہ نہیں رہتا تاہم جس کو جامعیت نصیب فرمائی ہے شریعت سے باز نہیں رہتا فرمایا الایمان بین الخوف والرجاء یہی خوف ورجاء جب مرتبہ علیا کو پہنچتا ہے اور دوسری کیفیت پیدا کرتا ہے قبض وبسط کہا جاتا ہے اور جب زیادہ ترقی حاصل ہوتی ہے اُنس وہیبت سے نام ہوتا ہے حقیقت واحدہ ہے کہ اختلاف کیفیات سے اختلاف اسماء ہوجاتا ہے کما ان النفس واحدۃ وباختلاف الکیفیات تسمّٰی تارۃ بالامّارۃ وتارۃ باللوامہ وتارۃ المُلھمۃ وتارۃ بالمطمئنہ اگر حالت بسط میں عبادت بجالایا ظہور یحبہم ہے یحبونہٗ اس وقت ہوگا کہ حالت قبض میں بھی کوئی فتور نہ ہوا اور ترک عبادت نہ کرے جیسا کہ بہتیرے آدمی گمراہ ہوجاتے ہیں شیخ کامل اسکا دفعیہ کرسکتا ہے۔ فرمایا مشہور ہے کہ بوجہ دعائے حضرت ابراہیم بن ادہم رحہ ان کے صاحبزادے حضرت محمود نے وفات پائی۔ لیکن محققین کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ بوجہ غائت محبت وشفقت پدری حضرت ابراہیم نے ان کو ایک دم سے بھر دیا ان سے تحمل نہ ہوسکا اس وجہ سے انتقال کیا جس طرح حضرت خواجہ باقی باللہ نے نان پز کو توجہ اتحادی دی اور اس کو تحمل دشوار ہوگیا۔ فرمایا مشہور ہے کہ حضرت محمود نسبت شیوخ کی صلب کرلیتے ہیں یہ غلط ہے بزرگوں سے عطا ہوتا ہے نہ کہ برعکس اصل یہ ہے کہ نسبت شیوخ کی اس مقام میں نسبت انبیاء علیہم السلام کے آگے پست ہوجاتی ہے جیسے کہ آفتاب کے سامنے چراغ نہیں جلتا فرمایا لایمان بین الخوف والرجاء جب عمل خیر کرے تو امید قبولیت کی رکھے کہ موقع رجاء کا ہے ایسے وقت میں عدم رجاء گناہ ہے فرمایا الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ اور من اراد ان یجلس مع اللہ فالیجلس مع اھل التصوف" وغیرہ کو صوفیاء نے حدیث کہا ہے دراصل یہ سب احادیث ہیں اور دوسری حدیث میں بجائے اہل التصوف اہل الذکر صراحۃً موجود ہے اور اہل الذکر اہل التصوف ہیں پس حدیث نقل بالمعنیٰ ہوگی اور اگر اس سے قطع نظر کیا جائے پس حدیث دو نوع کی ہیں۔ حدیث بالمعنیٰ المتعارف (۲) حدیث کشفی چنانچہ فرمایا رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے من رآنی فقد رأ الحق۔ اس کے دو معنی ہیں (اوّل) یہ کہ من رآنی فقد رآنی فان الشیطان لایتمثل بی، دوم یہ کہ من رآنی فقد رآ اللہ تعالیٰ پس جب زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی میسر ہوئی یا دیدار پروردگار جو کچھ مسموع ہو گا یا قلب پر وارد ہو گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وارد ہو گا یا خدائے پاک کی طرف سے پس حدیث کشفی نام رکھنے میں کیا مضائقہ ہے اور ہمارے علماء اس زمانہ میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابا فتویٰ دے دیتے ہیں۔ علمائے ظاہر کے لئے علم باطن بہت ضروری ہے بدون اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا۔ فرمایا ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ فرمایا واسطے تقویت حافظہ کے یا علیم علمنی ما لم اکن اعلم یا علیم اکتالیس بار بعد نماز عصر پڑھنا چاہئے اور سورہ فاتحہ بعد نماز فجر گیارہ بار پڑھنا چاہئے یا روٹی پر لکھ کر کھالیں۔ فرمایا ؎

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اس میں زمان عام نہیں ہے بلکہ مخصوص ہے جب لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ میسر ہو وہ وقت مراد ہے اور فرمایا کہ ایک دم میں ولایت حاصل کرنے کے لئے خدمت کرنا چاہئے جیسے کہ حضرت شاہ بھیک رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت ابو المعالی قدس سرہ اپنے مرشد کی انواع اقسام کی خدمت کرتے تھے اور بڑی مشقت کرتے تھے دن کو دن اور رات کو رات نہیں جانتے تھے۔ ایک دن شاہ صاحب نے نکال دیا (یہ نکالنا بزرگوں کا محض ظاہری ہوتا ہے لیکن قلب سے کھینچتے ہیں) حضرت شاہ بھیک صاحب شہر کے گرد گھومنے لگے ایک دن شاہ صاحب کی اہلیہ نے کہا کہ تم نے ایسے بھیس کو نکال دیا اگر وہ ہوتا تو کوئی کام کرتا شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے نکال دیا ہے تم نے تو نہیں نکالا بلا لو غرضکہ شاہ بھیک کو طلب کرکے کوٹھے کی چھت بنانے کا حکم دیا حضرت شاہ بھیک بے تکلف اکیلے بنانے لگے اور بڑی بڑی لکڑیوں کو کاٹ و تراش کر چھت بنانا شروع کیا حضرت کو یہ خدمت پسند آئی کیونکہ ان کی مشقتیں انتہا کو پہنچ گئیں تھیں حضرت شاہ صاحب

نے ایک دم میں توجہ باطنی سے کمال کو پہنچا دیا یہ ان کی محنت کا پھل تھا فرمایا یجوز تصور المطلوب
علی صورۃ الشیخ اذا کان الطالب عارفاً ذا کشف. اکثر اوقات فرماتے ہیں کہ مجھ میں کچھ نہیں ہے
البتہ یہ امید ہے کہ تم لوگوں کو توسل سے میری نجات ہو جائے گی اور موافق اعتقاد و گمان تم لوگوں کے
مجھ کو بھی حصہ (رحمت خدا سے ملے) بوجہ تم لوگوں کے اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے اور گونہ اس کے ذکر میں
مشغولی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ضیاء القلوب کو میں نے ۹ جز میں لکھا تھا چار جزو کی اجازت ملی اور پانچ
جزو کہ ثمرات میں تھے ممنوع الاظہار والافشا ہو گئے! فرمایا کلام اللہ کی حقیقت میں نفسی ہے پھر بھی
الفاظ کو کلام اللہ کہتے ہیں۔ یہی حال تمامی صفات کا ہے یہی معنی ہیں ہمہ اوست اور وحدۃ الوجود کے
اور یہی ہے بی یسمع وبی یبصر وبی یبطش الحدیث۔ فرمایا ایک آدمی خاندان نقشبندیہ میں
مرید تھا۔ لیکن اس کی طبیعت ذکر بالجہر سے مناسب تھی اور ذکر جہر سے اس کو لذت ملتی تھی اسکے
مرشد نے تلقین ذکر خفی کی کی ترک جہر سے انقباض ہو گیا اور وہ لذت جو حاصل ہوتی تھی جاتی رہی
مجھ سے اپنا حال بیان کیا میں نے کہا کہ ہر شخص کو ایک ذکر مخصوص سے مناسبت ہوتی ہے بعض کو
خفی سے بعض کو جلی سے بعض کو خیال و تصور سے تمہارے لئے ذکر جلی مناسب ہے نہ خفی اس نے
مرشد کی تعلیم کا عذر کیا میں نے جواب دیا کہ جب یہ عذر تھا تب عرض حال کیا ضرور تھا۔ جب
مدینہ شریف پہنچے ایک برادر ارشادی کے پاس ان کے حسب درخواست ضیاء القلوب نقل
کے واسطے لے گیا وہ ایسے بزرگ تھے کہ ان کا ذکر نفی و اثبات اس درجہ پر پہونچ گیا تھا کہ جب
لا الٰہ کہتے تاریکی ہو جاتی اور چادر وغیرہ کچھ نہ رہتی سب فنا ہو جاتی اور جب الا اللہ کہتے ایک نور
ظاہر ہوتا یہ دونوں کیفیت معلوم ہوتی تھیں، ایک شخص یہ حالت دیکھ کر متحیر رہتا تھا جب تحقیق
کیا امر واقعی دریافت ہوا کہ یہ آثار ذکر ان حضرات کا ہے غرضکہ انہوں نے ضیاء القلوب لے کر ان
نقشبندی کو واسطے نقل کے دی ہنگام نقل فیض ظاہر ہوا اور انبساط حاصل ہوا شکریہ بجا لائے اور
ضیاء القلوب اپنے واسطے نقل کی۔ فرمایا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بزرگوں کی چھان بین
میں رہتے ہیں یہ امر مذموم اور ممنوع ہے قال اللہ تعالیٰ لا تدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم
بزرگوں کے حضور میں اپنے دل کی نگہداشت کرنا چاہئے ع

پیش اہل دل نگہدارید دل۔

Marfat.com

ایک دن ایک صاحب میرے پاس آئے اور اپنی نسبت سے میرا تفتیش حال کرنے لگے میں نے کہا کہ یہ امر بہت برا ہے اہل نسبت اگر اپنی پونجی چھپانا چاہے تو پتہ بھی نہ لگنے دے یہ سُن کر میرے زانو پکڑ لئے اور عذر کرنے لگے فرمایا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لہ الخلق والامر. عالم امر مقید بجہت و طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں ہے پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے، فرمایا کہ وظائف میں عدد طاق عمدہ ہیں نو ہوں یا گیارہ ایک آدمی نے پوچھا کہ ہمہ اوست اور لاموجود کے کیا معنی فرمایا کہ دونوں مرادف ہیں جو کوئی طالب علم ہو اس کے معنے سمجھ سکتا ہے اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے مہندس نقشہ کسی عمارت کا اپنے ذہن میں خیال کرے اور تصور کرے پس اصل میں وجود تمام عمارت کا ہو گا بعدہ درو دیوار ظاہر ہوں گے وہ پر تو حاضر فی الذہن کے ہوں گے اسی طرح صفات اللہ کے ہیں مثل علم و قدرت اور تمامی کائنات پر تو انہیں دو صفات کے ہیں تمام مخلوق علم حق تعالیٰ میں تھی اسی کے موافق ظاہر ہوئی پس یہ سب پر تو وظل علم الٰہی ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کے صفات اسکی ذات سے علیحدہ نہیں ہیں لامحالہ لاموجود الا اللہ وہمہ اوست پیدا ہے جملہ اول فانی آخر فانی اور درمیان میں جو کچھ ظاہر ہوا محض خیال و تصور ہے اور کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ کشفی ہے میں کہتا ہوں کہ کشفی بھی ہے اور عقلی و نقلی بھی نہ صرف کشفی عقل کے کئی اقسام ہیں عقل معاش و معاد. عقل کل و جزو معقولی جو عقل معاد نہیں رکھتے نامعقول ہیں. فرمایا کہ شیطان انواع و اقسام سے انسان کو وسوسے میں ڈالتا ہے کبھی بالکلیہ عبادت سے پھیر دیتا ہے اور کبھی عبادت اعلیٰ سے ادنیٰ پر مائل کرتا ہے ؎

حج زیارت کردن خانہ بود ! حج رب البیت مردانہ بود

کبھی حج رب البیت سے باز رکھ کے رغبت حج مکان کی دیتا ہے اور جہاد اکبر سے جہاد اصغر کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ تمام لطائف بالائے عرش میں تصور کرنا چاہئے کہ ان کے حقائق سے فیض حاصل ہوتا ہے فرمایا کہ مذہب و ملت عشق جدا ہے جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ملت عاشق زملت ہا جدا است عاشقاں را مذہب و ملت خدا است !

مجھ کو اس آیت سے تسکین و تشفی ہو گئی وما علیک من حسابھم من شیٔ وما من حسابک علیھم من شیٔ اور فرمایا کہ جو کچھ مثنوی میں ہے اس کی تعلیم روحانی مجھ کو حضرت مولانا روم

Marfat.com

نے فرمائی ہے ذکر وفات وحیات مجددیت حضرت سید احمد صاحب رحمۃ اللہ کا ہوا فرمایا کہ معتقدین ان کو مجدد اس صدی کا کہتے ہیں اور بعضوں کا اعتقاد ہے کہ وہ زندہ ہیں مگر قرائن و آثار سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہید ہوئے ہیں اور اس ضمن میں واقعہ دیوبند کا بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آدمیوں نے حضرت کا بدن پایا سر کہ بموجب وصیت کے جدا کر دیا گیا تھا نہیں ملا امر سنگھ نے بتعظیم واکرام عام مزار تیار کیا اور فرمایا کہ میں تین سال کا تھا کہ سید صاحب کی آغوش میں دیا گیا اور انہوں نے مجھ کو بیعت تبرک میں قبول فرمایا۔ فرمایا کہ انسان کا ظاہر عبد ہے اور باطن حق فرمایا نظر عارف کی اول ظاہر پر پڑتی ہے بعدہٗ مظاہر پر اس لئے اول کہتا ہے ھذا ربی پھر کہتا ہے لا احب الآفلین فرمایا معنی ؎

من آں وقت کردم خدا را سجود کہ ذات وصفات خدا ہم نہ بود

کے یہ ہیں کہ جس وقت ظہور یعنی ذات وصفات حق تعالیٰ کا نہ ہوا تھا محض مرتبہ اعیان کا تھا اس وقت بھی اس مرتبہ میں میں اس کی عبادت کرتا تھا۔ فرمایا عالم قدیم ہے مرتبہ اعیان میں کیونکہ یہ پرتو صفات الٰہیہ کا ہے اور صفات باری تعالیٰ کی قدیم ہیں۔ فرمایا جو کچھ ایک نگاہ میں حاصل ہوتا ہے دیرپا نہیں ہوتا اور جو بریاضت سے رفتہ رفتہ حاصل ہوتا ہے قائم رہتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے الذین جاھدوا فینا پس مجاہدہ بہتر و خوب ہے۔ اس آیت کے دو معنی ہیں اول یہ کہ مجھ میں (میرے لئے) مجاہدہ کرکے فنا ہوتے ہیں اور دوسرے معنی مشہور۔ فرمایا پاس انفاس جو صحبت شیخ میں دفعۃً میسر ہوجاتا ہے دیرپا نہیں ہوتا اور جو خیال سے رفتہ رفتہ حاصل ہوتا ہے دیرپا ہوتا ہے اس میں اسرار ہیں ورنہ ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ اول سے تمام مخلوق کو عارف پیدا کرتا اور حاجت ریاضت کی نہ ہوتی فرمایا کہ اس زمانے میں لوگوں سے مشقت نہیں ہوسکتی طلب کمال کرتے ہیں اور میں باوجود ضعف کے ایک دم میں دوسو پچاس ضرب کرتا تھا مولوی نور الحسن صاحب کاندھوی نے اسقدر کثرت درود شریف شروع کی تھی کہ بے اختیار زبان پر جاری ہوجاتا تھا اور قدرت نہ ہوتی تھی کہ زبان کو روک لیں یہاں تک کہ پاخانے میں زبان کو دانتوں سے دبائے رہتے تھے کہ ایسا نہ ہو درود شریف منہ سے نکل جائے۔ فرمایا میں نے مثنوی شریف تین بار حضرت مولانا عبدالرزاق جھنجھانوی پر عرض کی اور تحقیق بعض مقامات کی مولوی ابوالحسن کاندھوی

Marfat.com

سے کی۔ فرمایا ایک مرید بہت غبی تھا مرشد نے چند اشغال تعلیم کئے باوجود مشقت و چلہ کشی کچھ اثر ولذت پیدا نہ ہوئی۔ عرض کیا کہ اب کیا کروں فرمایا دیوار میں سر دے مار وہ طالب صادق مستعد ہو کر دیوار کے پاس گیا اور قریب تھا کہ دیوار پر سر مار کر جان نثار کردے کہ دفعتہً بیہوش ہو کر گر پڑا ندا آئی کہ اس سے (مرشد سے کہو) کہ میرے دوستوں کا سر پھوڑ ڈالتا ہے دونوں پیر و مرشد وجد میں ہو گئے پیر لذت خطاب سے بیتاب ہو گیا ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

عبس و تولیٰ ان جاءہ الاعمیٰ۔ اور مرید درجۂ کمال کو پہنچ گیا فرمایا اصل ذوق شوق و محبت ہے کشف و کرامات ثمرات زائدہ ہیں ہوئے ہوئے نہ ہوئے نہ ہوئے۔ عارف اس کو ایک جو کے برابر نہیں سمجھتے بلکہ اکثر حجاب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تمام فنون میں پندار (خود بینی) ہوتی ہے اور پندار حجاب ہے چونکہ علم میں زیادہ پندار ہے اس لئے العلم حجاب الاکبر کہا گیا پس دراصل حجاب غرور و پندار ہے اور اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ الغیبۃ اشد من الزنا کیونکہ غیبت میں پندار ہے اور زنا میں عجز و انکسار آدم علیہ السلام اور ابلیس علیہ اللعن دونوں سے خطا ہوئی آدم علیہ السلام بوجہ عجز و انکسار مقبول ہوئے اور ابلیس اپنے حجاب کی وجہ سے مردود ہو گیا۔ فرمایا گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں باہی و جاہی آدم علیہ السلام کی خطا باہی ہے اور ابلیس کا گناہ جاہی زنا گناہ باہی ہے اور غیبت گناہ جاہی اس لئے یہ اشد ہے۔ فرمایا کہ حلقہ میں ذکر کرنا کچھ مضائقہ نہیں جیسے سماع چند شرطوں سے (۱) زمان یعنی وقت نماز نہ ہو (۲) مکان یعنی محفوظ جگہ ہو کہ شور و شغب وہاں نہ پہنچ سکتا ہو (۳) اخوان یعنی تمام آدمی ہم جنس ہوں یہاں تک کہ قوال بھی اہل ذکر ہو جب سب باتیں یکجا ہوتی ہیں لذت و کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا اویسیہ وہ گروہ ہے کہ کسی بزرگ کی روح سے مستفید ہوا ہو جیسے حضرت اویس قرنی زیارت جناب رسالتماب سے معذور رہے مگر آنحضرت سے فیضیاب ہوئے اسی مناسبت سے اویسیہ اویس سے منسوب کیا گیا جیسا کہ حضرت حافظ روحانیت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالحسن خرقانی روحانیت بایزید بسطامی قدس سرہ سے کہ سو سال بعد وفات حضرت کے پیدا ہوئے تھے۔ فیضیاب ہوئے اور بیعت عثمانی بھی اسی نوع سے ہے کہ جنگ

Marfat.com

حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کی غیبیہ میں بیعت لی اور یہی توجیہہ بعینہ مشائخ کی کہ مرید کی غیبت میں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ قلندریہ وہ گروہ ہے کہ روش ملامت اختیار کرلی ہے اور اس زمانہ میں قلندر اس کو کہتے ہیں کہ چند مخترعات و مہملات فرضی کا جواب ان کو دے سکے البتہ ان میں بھی کامل و نیک ہوتے ہیں۔ فرمایا صورت نیکوں کی اختیار کرنا چاہئے سیرت اللہ تعالیٰ درست کردے گا کیونکہ وہ واہب و فیاض ہے۔ دریافت کیا گیا کہ ساحران موسیٰ علیہ السلام مشرف بایمان ہوئے اور فرعونیاں کافر رہے اس کی کیا وجہ تھی فرمایا کہ ساحروں نے صورت موسوی اختیار کی تھی اس کے طفیل میں وہ نیک ہوئے فرمایا اولیاء اللہ اپنے کو چھپانا چاہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس کے پاس دولت ہوتی ہے وہ چھپاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو خدمت تعلیم و تلقین کی تفویض فرما کر ظاہر کرتا ہے، امام مہدی علیہ السلام اپنے کو چھپانا چاہیں گے مگر ندائے غیبی ہذا خلیفۃ اللہ المہدی راز ظاہر کردے گی فرمایا کہ کوئی جگہ اولیاء اللہ سے خالی نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وان من قریۃ الا خلا فیہا نذیر حرم مکہ مکرمہ میں نماز پنجگانہ میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ اولیاء اللہ شریک ہوتے ہیں اور جب اولیاء اللہ باقی نہ رہیں گے قیامت واقع ہوگی اولیاء اللہ عالم کے عالم میں یعنی ستون۔ فرمایا بالکل غذا ترک نہ کرنا چاہئے اور نہ اس قدر کھانا چاہئے کہ نفس امارہ قوی ہوجائے اور اسی وجہ سے خصی (ہیجڑا) ہونا ممنوع ہے بلکہ ایک چوتھائی معدہ خالی رکھنا کافی ہے فرمایا کہ صوفیا نے اذکار اس لئے مقرر کئے ہیں کہ انسان صفات بشریہ سے نکل کر متصف بصفات اللہ ہوجائے۔ پس کوشش کرنا چاہئے ؎

مشکلے نیست کہ آساں نشود مرد باید کہ ہراساں نشود

ہمت مرداں مدد خدا راست ہے لیکن کاست ہے اللہ خلقکم وما تعملون جو کچھ افعال وغیرہ سے ظہور میں آتا ہے منجانب اللہ ہے۔ باوجود اس کے بھی توجہ و صرف ہمت بھی عجیب امر عظیم ہے ہمت شرط ہے بعد محنت و مشقت فیوض و برکات از جانب مبدا فیاض وارد ہوتے ہیں فرمایا کہ کوئی چیز قریب تر انسان کے خدا سے نہیں ہے لیکن دیدۂ بینا نہیں ہے آئینہ جب صاف ہوتا ہے عکس نظر آتا ہے قلب جب صاف ہوتا ہے مبصر ہوتا ہے اور اپنا چہرہ نہیں معلوم

Marfat.com

ہوتا مگر آئینہ کے ذریعہ سے اسی طرح مشاہدہ اللہ تعالیٰ کا بواسطہ قلب ہوتا ہے جب واسطہ درست ہوتا ہے کام آتا ہے مثل آئینے کے فی الواقع آدمی خود اپنا حجاب ہے پندار (خودی) حجاب اکبر ہے۔ فرمایا اذکار و اشغال کے لئے استعمال مغزیات و مرکبات ضرور رکھنا چاہیئے اور نسخہ سہل الاصول و مفید یہ ہے۔ تشکر سفید ۱ سیر۔ روغن زرد ۱ سیر۔ مرچ سیاہ ۲ تولہ سفوف کر کے سب ایک جا کر کے ایک دو تولہ علی الصباح کھا لیا کرے بدوں مرکبات کے دماغ میں یبوست آجاتی ہے اور دیوانگی و جنون عارض ہو جاتا ہے اور شیخ کو حکیم ہونا چاہیئے تاکہ طالب کے علاج میں نشیب و فراز پر نظر رکھے حرارت (نار) کہ لطیف ہے ظاہر نہیں ہوتی جب تک کہ کثیف میں نہ مل جائے جیسے چراغ بدون تیل و فتیلہ کثیف روشن نہیں ہوتا اسی طرح قلب و جسم کو کہ عناصر سے مرکب ہے قیاس کرنا چاہیئے۔ فرمایا کہ لوگوں نے تصور شیخ کو کفر و شرک لکھا ہے بدلیل ماھذہ التماثیل التی انتم لھا عٰکفون اور تصور نور کو روا کہا ہے میں کہتا ہوں کہ عوام کی نظر ظاہر پر تھی لہٰذا زجر کیا گیا اور نظر صوفی باطن (و حقائق) پر ہوتی ہے شیخ چونکہ میزاب رحمت الٰہی ہے عارف اس سے آب (فیض) حاصل کرتا ہے اور میزاب پر (یعنی صورت ظاہر انسانیہ شیخ) توجہ نہیں رکھتا اگر شیخ غیر نور بھی غیر ہے، پس یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔ فرمایا ایک درویش مجھ کو ایک بھٹہ کے پاس لے گئے اور فرمایا اس میں ایک شخص نے حبس دم کیا ہے۔ جوگی وغیرہ تمام مخلوق پرستش حق (بگمان خود) کرتے ہیں اور اہل باطل کو صفائے نفس حاصل ہو سکتا ہے لیکن وہ سیر اسم مضل میں رہ جاتے ہیں ذات (حقیقۃ الحقائق) تک نہیں پہنچتے بخلاف اہل حق کے کہ سیر اسم ہادی وغیرہ کی بھی کرتے ہیں اور اس سے متجاوز بھی ہوتے ہیں ؎ چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند۔

فرمایا کہ فلاں مولوی صاحب شیخ اکبر سے نقل کرتے ہیں کہ نار موجب حیات ہے یہ درست نہیں ہے بلکہ نار مظہر قابض ہوا مظہر باسط آپ مظہر محی زمین مظہر ممیت ہے اور مراد شیخ کی نار سے حرارت عزیزی ہے نہ یہ نار۔ فرمایا بعضے کثرت ذکر سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہر دم ذکر کرنا بدعت ہے اور بے اصل میں کہتا ہوں آیات کثیرہ سے دوام کثرت ذکر ثابت ہوتا ہے، یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض الآیۃ پس احوال انسان ایک حالت سے خالی نہیں ہے اور وہ کون حالت ہے کہ جس میں ذکر

نہ ہوگا اور فرمایا ہے فاذکرونی اذکرکم وہ کون آدمی ہے جو یہ چاہتا ہے کہ اس کو خدا یاد نہ کرے اور فرمایا ہے قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون اس سے ثابت ہے کہ ہردم اللہ اللہ کرنا چاہیئے اور ارشاد ہوا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون فرمایا کہ عارف کو نعمات دنیوی سے بھی ترقی ہوتی ہے کیونکہ نعمائے دنیوی عکس نعمائے اخروی ہیں جیسے کوئی شخص کسی بیابان میں شدت حرارت سے بہت پیاسا اور تکلیف میں ہو اور یک بارگی ایک پیالہ ٹھنڈا پانی اس کو مل جائے تو وہ پی کر بے اختیار الحمد للہ وسبحان اللہ کہنے لگے اور کیفیت مستانہ اس پر طاری ہو پس اگرچہ پانی نعمت دنیوی تھا لیکن باعث کیسے امر نیک کا ہوا، اسی طرح نعمت دنیاوی میں عارف کی نظر رہتی ہے فرمایا ایک شخص کو خواب میں کیفیت حاصل ہوتی تھی خورد ونوش وعبادت نفل بالائے طاق رکھ کر سویا کرتا تھا اسی طرح ایک آدمی بہت کھاتا تھا لوگوں نے سبب دریافت کیا جواب دیا کہ پانی پینے میں کیفیت حاصل ہوتی اور زیادہ خوری سے پانی زیادہ پیا جاتا ہے پس یہ ذریعہ قرب محبوب ہے، فرمایا فیضان کی تین قسمیں ہیں۔ فیضان حالی جیسا کہ عبداللہ نومسلم حلقہ حضرت ضامن صاحب میں آیا اور گریہ شروع کردیا حافظ صاحب نے اس کے آنسو اپنی انگلیوں میں لے کر اپنی آنکھوں کے نیچے لگائے بمجرد اس کے ایک کیفیت ساری محفل پر طاری ہوگئی اور سب وجد میں آگئے یہ فیضان حالی ہے، قسم دوم فیضان قولی کہ کوئی عارف کچھ کہے اور اس سے وہ فائدہ مرتب ہو جو سالہا سال کی عبادت میں ممکن نہ ہو۔ قسم سوم فیضان فعلی کہ ریاء شیخ اخلاص مرید سے بہتر ہے جیسے کہ شیخ کوئی عمل اس نیت سے کرے کہ مرید بھی اس پر عمل کریں فرمایا کہ ایک شخص محب اللہ کہ پہلے قوم ہنود سے تھا مجاہدہ کیا کرتا تھا اور معنی توحید کے پوچھتا تھا اور کسی سے اسکا مطلب حاصل نہ ہوتا تھا میرے پاس آیا اور کیفیت بیان کی اثنا گفتگو میں ایک لفظ زبان سے نکل گیا اور وہی مطلب تھا اس نے درخواست اسلام کی میں نے فوراً مقراض لے کر اس کے سر کے بال تراش کر داخل اسلام کیا اور اس نے قبل اسلام اتنی محنت کی تھی کہ چودہ طبق تک نظر پہنچتی تھی بعدہٗ پہاڑ پر چلا گیا تھوڑے دنوں بعد زیارت سے مشرف ہوا اور پھر چلا گیا اس کو پہاڑ کے ساتھ نسبت ہوگئی اور وہاں کے راجہ ووالیان ملک اس کے بڑے معتقد ہوئے فرمایا جتنے ہی شدائد مثل قرنطینہ وغیرہ حرم محترم کی راہ میں حائل ہوتے جاتے ہیں اتنی ہی کشش زیادہ ہوتی جاتی ہے مقام حیرت ہے

اور یہ حیرانی محمود ہے کہ علم سے ہوتی ہے حیرانی مذموم وہ ہے کہ جہل کی وجہ سے ہو حیرانی عارف کی حیرانی محمود ہے اس میں ایک لذت وکیفیت پاتے ہیں اور یہ سراسیگی صرف ظاہری ہے فرمایا جستجو سے حاصل نہیں ہوتا مگر کرنا چاہئے یہی معنی عبدیت کے ہیں ؎

یابم اورا یا نہ یابم جستوئے میکنم حاصل آید یا نہ آید آرزوئے میکنم

فرمایا کہ ایک طالب ایک بزرگ سے تعلق ونسبت رکھتا تھا میرے پاس آیا اس کے مرشد نے چونکہ ایک لطیفہ میں کچھ صفائی حاصل کی تھی۔ دوسرے میں مشغول کر کے مرید کو سیر لطائف میں ڈال رکھا تھا میں نے کہا کہ اپنے پیر سے کہو کہ بہت اچھی طرح سے پہلے ایک لطیفہ کی صفائی کی کوشش کریں تو وراسی توجہ سے تمام لطائف میں صفائی ہوجائے جب صفائی قلب حاصل ہوجائیگا تمام جسم وتمام لطائف کی اصلاح ہوجائے گی تمام جسم ذاکر ہے لیکن تو بے خبر ہے ان من شئ الا یسبح بحمد ربہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔ انسان خود اپنا حجاب ہے ؎

چشم بند ولب ببند وگوش بند گر نہ بینی نور حق بر من بخند

اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ وقت ذکر وشغل چشم وگوش وغیرہ میں روئی رکھے تاکہ کوئی خلل ذکر میں واقع نہ ہو دوم یہ کہ تمام اعضاء کو امور ممنوعہ سے محفوظ رکھیں آنکھ کو دید بد سے کانوں کو آواز مذموم سے وعلیٰ ہذا القیاس فرمایا کہ جو خود محتاج وقائم بالغیر ہے در اصل وجود نہیں ہے جیسے کاغذ پر جو حروف لکھے جاتے ہیں وہ کاغذ سے قائم ہیں در اصل بے بنیاد ہیں فرمایا کہ تحی باذنی قرب نوافل ہے مرتبہ الوہیت میں کہ عروج سے پیش آتا ہے جیسا کہ شمس تبریز پر گذرا اور قم باذن اللہ قرب فرائض ہے اور یہ نزول بعد العروج میں پیش آتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس مرتبہ میں تھے اور یہ مرتبہ اعلیٰ ہے اول سے شرک وکفر کہنا اس کو بھی جہل ہے، فرمایا کہ حضرت ابوبکر خاتم الصدیقین اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور حضرت عیسیٰ خاتم الولایت ہیں اور اس کی تعلیم کریں گے۔ فرمایا بعض فقراء خلق سے خصوصاً امراء سے روپوشی کرتے ہیں حالانکہ فرمایا بزرگوں نے نعم الامیر علیٰ باب الفقیر۔ جو امیر کہ مجھ فقیر کے پاس آیا نعم ہو کر آیا اس سے پرہیز کرنا خبث نفس ہے اور کبر ونخوت شیطان غرور میں ڈالتا ہے حق تعالےٰ تو اپنے بندوں کو میرے پاس بھیجے اور میں ان سے اعراض کروں۔ ظاہر میں خلق کے ساتھ رہنا چاہئے اور باطن میں حق کے ساتھ اگر پانی کشتی کے اندر

Marfat.com

آوے کشتی غرق ہو جائے اور اگر باہر سے ہے باعث نجات کشتی ہے ؎

آب در کشتی ہلاک کشتی است آب از بیروں کشتی پشتی است

اسی طرح محبت مال و اولاد وغیرہ دل سے دور کر دینا چاہئے کیونکہ موجب حجاب ہے قلب میں سوائے محبت خدا کے کسی چیز کو جگہ نہ دینا چاہئے۔ فرمایا طائف جانے کی ضرورت نہیں ہے ساری چیزیں آدمی کے جسم میں موجود ہیں اگر سردی کا تصور کیا جائے جاڑا معلوم ہونے لگے گا فرمایا اس زمانے میں نفع زیادہ ہوتا ہے جو چیز بزرگوں کو دس سال میں حاصل ہوتی تھی فی الحال دو تین برس میں مل جاتی ہے زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دس نیکیاں ایک کے برابر تھیں اور اس زمانے میں ایک نیکی دس پر غالب ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں کی ہمتیں پست ہو گئی ہیں فضل الٰہی ادنی ہمت میں متوجہ ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تمام عالم کہ اعیان ثابتہ تھے باعتبار باطن قدیم ہیں اور باعتبار ظاہر حادث (ناواقف) کہتے ہیں کہ مذہب صوفیہ مثل دہریوں کے ہے یہ غلط محض ہے صوفیہ باعتبار باطن (معنی) قدیم کہتے ہیں بخلاف دہریہ کے کہ باعتبار اس صورت (موجودہ عالم) ظاہری کے قدیم کہتے ہیں فرمایا کہ اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ جو طور پر آواز آئی تھی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باطن سے آئی تھی سب انسان میں موجود ہے خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔ نزدیک علماء ظاہر کے مرجع صورتہ کا آدم ہے یعنی خلق آدم اس کی صورت پر عجیب وعمدہ ہوا ہے اور نزدیک صوفیہ کے صورتہ کا مرجع (لفظ) اللہ ہے۔ فرمایا کہ ہمارا دین معقول ہے نا معقول نہیں ہے البتہ عقل درکار ہے ایک قطرہ منی نکلنے سے تمام بدن نجس ہو جاتا ہے اس میں بھی ایک وجہ ہے (دوسرے دن ارشاد فرمایا کہ منی ہر ہر جز و اعصاب سے نکلتی ہے بخلاف پیشاب کے کہ اس کے واسطے ایک مقام مقرر ہے) فرمایا کہ اولیاء اللہ کو معراج روحانی ہوتی ہے اور معراج جسمانی مخصوص رسالت پناہ سے ہے بخلاف معراج معنوی۔ فرمایا ایک مرشد نے مراقبہ اللہ حاضری کا تعلیم فرما کر مرید سے کہا کہ یہ کبوتر ایسی جگہ ذبح کر جہاں کوئی نہ ہو چونکہ تصور اللہ حاضری کا کیا تھا کوئی جگہ خالی نہ تھی کہ ذبح کرتا واپس آکر کہا کہ ہر جگہ اللہ حاضر و موجود ہے کہاں ذبح کروں مرشد نے کہا کہ اب تو پختہ ہوا اللہ پاک سب جگہ موجود ہے وہ سب کو دیکھتا ہے اس کو کوئی نہیں دیکھتا جیسے کوئی شخص چلمن ڈال کر بیٹھے وہ سب کو دیکھے گا اور اس کو کوئی نہ دیکھے گا۔ ایک بزرگ مراقبہ اللہ حاضری میں مستغرق تھے ہر دم متحیر رہتے تھے کوئی طواف

Marfat.com

میں کوئی نماز میں کوئی وظیفہ میں غرضکہ ہر کوئی عبادت میں مصروف رہتا تھا لیکن یہ اگر طواف کا قصد کرتے تو متحیر ہو کر کھڑے رہ جاتے اور نماز شروع کرتے تو حیرت میں رہ جاتے تمام ارکان کجا ایک عورت بھی اسی حال وحیرت میں تھی جانور اس کے سر پر بیٹھے تھے مگر اس کو خبر نہ ہوتی تھی یہ حیرت محمودہ ہے ؎ دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خوانند۔

فرمایا کہ تمام عالم برباد ہے کیونکہ زمین گاؤ پر ہے اور گاؤ مچھلی پر مچھلی پانی پر پانی ہوا پر پس تمام عالم برباد (ہوا پر) اور ناپائیدار ہوا فرمایا تجلی حق ہے اس کو بعضے مخلوق کہتے ہیں اور بعضے غیر مخلوق فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تجلی بصورت آگ (شعلے) کے ہوئی جس صورت میں تجلی ہو حق ہو موسیٰ علیہ السلام مجاز (یعنی آگ ظاہری) سے حقیقت کو پہنچے (اس لئے کہ وہ تجلی ظہور نور الٰہی تھی) فرمایا کہ اس عالم میں بھی رؤیت حق تعالیٰ ہوتی ہے لیکن انسان اس وقت آپ میں نہیں رہتا (یعنی حواس ظاہری اور پندار خودی سے معطل ہو جاتا ہے) پس ادراک نہیں ہوتا اور اس فنا میں علم فنا باقی رہتا ہے اس سے بڑھ کر وہ مرتبہ ہے جس میں علم فنا بھی فنا ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ مراتب (عرفاء) چار ہیں مجذوب[1]۔ سالک[2]۔ مجذوب سالک[3]۔ سالک مجذوب[4]۔ اور یہ سب سے بڑا مرتبہ ہے ایک آدمی تو مہندو ناتھو نامی حالت جذب میں تھا ایک دن مجھ سے کہا کہ اولے گریں گے ایسا ہی ہوا اگر کافر سے ایسا ہو جائے تو اسے استدراج کہتے ہیں، ایسے آدمی حالت کفر میں مرتے ہیں فرمایا کہ اس شعر میں مجھے خلجان تھا ؎

علم حق در علم صوفی گم شود ایں سخن کے باور مردم شود

حضرت مولانا روم کو عالم معاملے میں دیکھا فرمایا کہ مُلْکِی اَعْظَمُ مِنْ مُلْکِ اللّٰہ قول بایزید کا ہے تم نے نہیں سنا اس میں غور کر کے فوراً معنی شعر کے سمجھ میں آ گئے ملک بایزید کا خدا ہے ملک خدا تمام کائنات ہے اور خدا اعظم ہے سب سے پس مُلْکِی اَعْظَمُ مِنْ مُلْکِ اللّٰہ کے معنی حاصل ہو گئے اور یہی معنی شعر کے ہیں علم صوفی (خدا) ہے اور (حق) علم خدا تمام مخلوقات کہ مظہر اس کے علم کی ہے، پس حق کے معاملہ میں مخلوقات کیا چیز ہے فرمایا کہ بوجہ نہ سمجھنے معنی وحدۃ الوجود کے بہت سے فرقے ہو گئے ہیں بعضے قائل بحلول اور بعضے اتحادیہ ہوئے فرمایا کہ مبتدی کی نظر اول مظاہر پر پڑتی ہے اور منتہی کی نظر اول ظاہر پر (حق پر) پڑتی ہے فرمایا کہ اقسام تفصیلیہ فنا کے بہت ہیں اوصاف ذمیمہ

اوصاف حمیدہ میں فنا ہوتے ہیں جیسے قناعت میں حرص اور اسی طرح سے فرمایا کہ مقام حق الیقین کا ہمیشہ نہیں رہتا کبھی دن میں ایک بار اور کبھی ہفتہ میں ایک بار موافق قرب (مرتبہ) کے ہوتا ہے اسی مرتبہ میں تکالیف شرعیہ جاتے رہتے ہیں۔ بعضے غلطی سے جب اس مرتبہ پر پہنچتے ہیں نماز روزہ وغیرہ سب ترک کر دیتے ہیں وقت غلبہ حال و بیخودی کے اگر نماز و روزہ ترک ہو جائے معذوری ہے اور اگر بغیر اس حالت کے ترک کرے گا عند الشرع گنہ گار و ماخوذ ہو گا اور باوجود کھانے پینے اور بولنے و چلنے کے ترک نماز گناہ کبیرہ ہے اگر اپنی حالت (اختیاری) میں نہ رہے اور کوئی کام آپ سے نہ کر سکتا ہو اس حالت میں ترک نماز میں مضائقہ نہیں ہے (بلکہ یہ ترک کیسے ہوا کیوں کہ ترک تو قصداً ہوتا ہے اور یہ حالت بے خودی میں واقع ہوتا ہے) فرمایا عارف کی نظر پہلے ظاہر پر پڑتی ہے پھر مظاہر پر اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج چاند کو دیکھ کہا "ہذا ربی" جس چیز پر نظر کرو اسی کی صفات کے مظہر ہیں دیواروں میں صفت قیومی ہے اور جامع وحی یہ سب کیلئے اور کہاں سے ہے۔ فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے^{عہ} اصل میں یہ علم حق ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ و حضرت عائشہ (کے معاملات) سے خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے^{للعہ}۔ فرمایا کہ نزدیک حضرات نقشبندیہ کے واسطے طے مقامات کے دوائر مقرر ہیں، در اصل وہ حجاب ہیں۔ فرمایا کہ آدمیوں میں تین قسم کے لوگوں کا مجھے بڑا خیال رہتا ہے (۱) طالب علم اور وہ آدمی کہ بصورت فقیر و درویش ہو (۲) سید (۳) جو کوئی عمر میں اپنے سے بڑا ہو اکثر ان میں صادق ہوتے ہیں ان سے خدمت لینا مجھے بہت شاق ہوتا ہے، فرمایا کہ ایک بزرگ نے ابلیس کو دیکھا کہ کہیں لوٹ رہا ہے۔ پوچھا اے ملعون تجھ پر کیا آفت پڑی کہا کہ جنید عجمی کو چھینک آئی اس سے میں درہم برہم ہو گیا۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے استفسار کیا کہ بعض کتب میں مدح ابلیس کی پائی جاتی ہے اور چونکہ توحید

عہ یعنی بواسطہ نہ بالذات جو خاصہ حق تعالیٰ کا ہے ہے اور عارف بلا اذن توجہ نہیں فرماتا۔
للعہ یعنی بعض حالت میں ؛

Marfat.com

وعشق اسکا اعلیٰ درجہ درجے کا تھا سجدۂ آدم گوارا نہ کیا۔ فرمایا کہ ابلیس نابکار نے ظاہر پر نظر کی اور کہا خلقتنی من نار و خلقته من طین الایۃ یہ نہ سمجھا کہ یہ خطاب کس نے فرمایا ہے اور واجب الاتباع ہے اور نظر باطن پر نہ کی کہ آدم مظہر کس کے ہیں کیا ہم بیت اللہ کو سجدہ کرتے ہیں حالانکہ وہ پتھروں سے بنایا گیا ہے نہیں لیکن چونکہ یہ اسکا (خدا کا) مظہر ہے پس مسجود الیہ ہوا اور وہ نابکار مظہر مضل (گمراہی) تھا اپنی حقیقت میں واصل ہوا اور اپنی مراد کو پہنچا ایک درویش بھی اس کو عاشق کہتے تھے اور یہ کہ بے مراد ہے غلط ہے کیونکہ معنی بے مرادی عاشق کے اور ہیں کہ وصال معشوق میں اس طرح سے فنا ہو جائے کہ لذت وصال و مکالمت کی نہ پائے (تمیز نہ کر سکے) اللہ تعالیٰ اس کے (شیطان کے) مکر سے محفوظ رکھے ایک دن میں پیشاب کرتا تھا ایک نور چاروں طرف سے محیط ہو گیا اور تجلی نمودار ہوئی غیب سے القا ہوا کہ لاحول پڑھ چونکہ اس حالت (پیشاب کرنے کی) میں معذور (زبان سے پڑھنے میں) تھا اپنے دل میں لاحول کہا (نور) غائب ہو گیا حضرت غوث الاعظم پر ایک ابر سایہ ڈالتا تھا ایک دن اس میں ایک چہرہ نورانی جبیں نمودار ہوا، اور چونکہ حضرت پیاسے تھے سونے کے پیالے میں پانی پیش کیا گیا۔ فرمایا طلائی برتن میں پینا شریعت میں ممنوع ہے جواب دیا کہ میں جنت سے لایا ہوں کیونکہ وہاں استعمال ظروف طلائی جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک اس عالم ناسوت (دنیائے فانی) میں ہوں حرام ہے (چہرہ نے) کہا کہ تمہارے علم نے تم کو بچا لیا پیالہ پھینک کر غائب ہو گیا مکائد شیطانی سے بچنے کے لئے علم حاصل کرنا لابدی ہے۔ حضرت نظام الدین بلخی۔ حضرت عبد القدوس گنگوہی کی خدمت میں آئے فرمایا اول تحصیل علم کرو عرض کیا کہ عمر شریف آخر ہو آئی ہے شائد حضرت کو پھر نہ پاؤں فرمایا میں موجود رہوں گا جلال الدین تھانیسری میرا خلیفہ موجود ہے گویا کہ میں خود موجود ہوں اس سے تحصیل کرنا فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ موحد تھے چونکہ محقق تھے چند مسائل میں اختلاف کیا اور مسلک پیران خود شاہ ولی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا وحدۃ الوجود کے قائل تھے ان کے مرشد حضرت سید صاحب مسلک وحدۃ الشہود کا رکھتے تھے باہم گفتگو ہوئی سید صاحب کچھ کبیدہ ہوئے عرض کیا کہ یہ اور بات ہے کہ دن کو رات کہے یہ حکایت مقام مکہ میں واقع ہوئی ایک شخص نے اس کو مجھ سے بیان کیا جو اس مجلس میں حاضر تھے۔ وحدۃ الوجود میں آپنے (مولانا اسمٰعیل نے)

Marfat.com

مثنوی بھی تصنیف فرمائی ہے فرمایا کہ تجلی ذاتی سیاہ مثل غلاف کعبہ و دیدہ چشم کے ہے فرمایا کہ عذاب و ثواب اس جسم پر نہیں ہے بلکہ جسم مثال پر کہ خواب میں نظر آتا ہے پر ہوگا و نیز روح اعظم انسانی پر کہ ایک تجلی حق ہے عذاب نہ ہوگا وہ مثل آفتاب کے ہے اور روح حیوانی مثل چراغ کے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ میں نفس حقیقی مراد ہے اہل ظاہر کے نزدیک اس کے دوسرے معنی ہیں دوسرے جب دل میں آویں گے بیان کروں گا جب کوئی شخص طالب ہوتا ہے اور مجمع (صحبت) میں کوئی غیر نہیں ہوتا زبان پر مطلب آتا ہے۔ جیسے دودھ کہ سب عورتوں کے پستان میں موجود ہے۔ لیکن جب تک اس کا کھینچنے والا نہیں ہوتا نہیں نکلتا جب نکلنے کا وقت آتا ہے کھینچنے والا پیدا ہو جاتا ہے فرمایا کہ اشیاء خسیسۂ عالم مظہر مذل ہیں مگر ان کو حق کہنا بے ادبی ہے فرمایا کہ عاشق کی کئی قسمیں ہیں عاشق ذاتی کہ نامراد ہو ؎

گر مرادت را مزاق شکر است بے مرادی بے مراد دلبر است

اگر ایسا شخص بیمار ہو کر حرم میں نماز نہ پڑھ سکے کبھی تاسف نہیں کرتا ان کے نزدیک نعم و الم برابر ہیں ؎

پس زبوں را وسوسہ باشی دلا گر طرف را باز دانی از بلا

اور عاشق صفاتی و عاشق احسانی جیسے ہم لوگ اور عاشق حسنی شدائد حج کا ذکر چلا فرمایا یہ شدائد دلیل عظمت حرمین ہیں ؎

رنج راحت شد چو شد مطلب بزرگ گرد گلہ توتیائے چشم گرگ

اور جو لوگ طالب صادق ہیں ان شدائد کو حصول مطلب کے مقابلے میں کچھ نہیں گنتے ؎

متاع جان جاناں جان دینے پر بھی سستی ہے

فرمایا کہ حضرت شاہ محمد اسحق صاحب نے مجھ کو چار چیزیں تلقین فرمائیں (۱) طلب رزق حلال (۲) تمام عالم سے اپنے کو بدتر سمجھنا (۳) مراقبۂ احسان (۴) ترک اختلاط غیر جنس۔ فرمایا کچھ موجود نہیں ہے سب فنا ہے جس چیز کے اول و آخر فنا ہے اس کی حالت متوسط کا کیا اعتبار الوجود بین العدمین عدم کالظہر بین الدمین دم۔ فرمایا حضرت سید حسن دہلوی کہ ملقب بہ رسول نما ہیں دو ہزار روپیہ لے کر زیارت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف کرتے تھے یہ

Marfat.com

تدبیر واسطے مجاہدہ وتزکیہ نفس کے تھی جب محبت مال کی قلب میں نہ رہی پس مجاہدہ نفس حاصل ہوگیا اور قابلیت زیارت حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوگئی میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں فرمایا فدا حسین رسول شاہی نام جو شخص دہلی میں تھا صاحب باطن تھا شاہ عبدالعزیز صاحب نے کسی کو مناظرے کے لئے نہیں بھیجا جو مشہور ہے غلط ہے فرمایا کہ مجذوب جو کچھ مشاہدہ کرتے ہیں زبان سے کہہ ڈالتے ہیں اور سالک زبان کو روکے رکھتے ہیں لیکن لازم ہے کہ بزرگوں کے حضور میں دل کو خطرات وخیالات ناہموار سے پاک رکھیں اپنے دل پر مراقب رہیں مبادا اثر دل مکدر قلب اہل باطن پر پڑے اور کچھ اس کی زبان پر آجائے تو شرمندگی ہو اسی وجہ سے کہا گیا ہے ؎

پیش اہل دل نگہدارید دل، تا نباسی نزد شاں خوار و خجل

فرمایا کہ جب عرفان حاصل ہوجاتا ہے تمام اعتراضات جاتے رہتے ہیں۔ فرمایا زمان ظہور مہدی بہت سخت اور خوفناک ہے۔ اکثر لوگ مخالف ہوں گے وہ خود امام مستقل ہوں گے تقلید حنفی و شافعی کی اس وقت نہ رہے گی اکثر علماء اسی وجہ سے مخالفت کریں گے اللہ تعالیٰ اس وقت ایمان سلامت رکھے وبحرمۃ نبیہ المصطفےٰ۔ فرمایا کہ اس زمانے کے بعض نقشبندیہ اپنے کو تمام خاندانوں سے افضل سمجھتے ہیں اور پابندی شریعت کو دلیل لاتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ کوئی بزرگ ایسا نہیں ہے کہ مخالف شریعت کا ہوا اور اس کو کوئی لطف وعرفان کا حاصل ہوا ہو۔ فرمایا انوار کی چار قسمیں ہیں۔ انوار ۱ ذاتی۔ انوار ۲ صفاتی۔ انوار ۳ آثاری۔ انوار ۴ افعالی اور انوار لطائف انوار صفاتی کی قسم سے ہے۔ فرمایا کہ بعضے لوگ ہمارے قافلے میں ایسے موجود ہیں کہ اپنے دل میں (کچھ بات) خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں (دل ہی میں) کہ اگر یہ (حضرت صاحب قبلہ مدظلہ) مطلع ہوکر بتلادیں تو البتہ شیخ ہیں۔ بزرگوں کا امتحان لینا بے ادبی ہے۔ ان کو کیا ضرورت ہے کہ تمہارے دل کا حال بیان کریں بزرگوں کے حضور میں چاہئے کہ کاسۂ دل کو خالی آگے رکھ کر تمنا وآرزو اخذ فیض کی کریں شائد کچھ حاصل ہوجائے۔ فرمایا کہ بعضے کہتے ہیں کہ ہم کو اپنے سینے سے کوئی چیز (فیض) دیجئے۔ شیخ کا کام تخم ریزی ہے اور آب پاشی مرید کا ہے۔ اگر شیخ کی توجہ سے قلب ذاکر ہوگا دیر پا نہیں ہوسکتا جب چھوڑ دیا جائے گا اور ذکر نہ کیا جائے گا قلب اصلی حالت (سابق) پر رجوع کرے گا بعد اس کے اس وقت ذاکر ہوگا کہ جب نفی اثبات کی مداومت کی جائے اور محنت کے ساتھ قلب اکر

کیا جاوے رفتہ رفتہ ذکر قلب حاصل ہو گا۔ فرمایا کہ اس زمانے میں جہاں ذرا سا اثر ذکر کا قلب پر پیدا ہوتا ہے قبل اس کے پختہ ہونے کے دوسرے لطیفے پر (طالب) متوجہ ہو جاتے ہیں اس سے فائدہ نہیں ہوتا فرمایا کہ توجہ و شفقت بزرگاں ہمیشہ فقیر پر (حضرت صاحب مدفیوضہ) مبذول رہی ایک دن مدینہ منورہ میں حضرت شاہ احمد سعیدؒ کی خدمت میں عیادت کے لیے گیا انہوں نے اپنے بھائی شاہ عبدالغنی صاحب سے فرمایا کہ میری بیماری تک خدمت حاجی صاحب کی تمہارے ذمہ ہے۔ فرمایا کہ غیر مقلدین انکار تقلید کرتے ہیں یؤمنون بالغیب میں (صاف اشارہ بلکہ تصریح) تقلید موجود ہے حنفی و شافعی کی تقلید سے منع کرتے ہیں اور اپنی تقلید کا حکم کرتے ہیں کیونکہ انکا یہ کہنا کہ تقلید کوئی چیز نہیں ہے ہم تقلید نہیں کرتے تم بھی نہ کرو مستلزم اس کا ہے کہ ہمارے طریقے پر چلو اور ہماری پیروی اختیار کرو پس اس میں بھی حکم تقلید کا کرتے ہیں فرمایا کہ ایک دن میں دہلی کے بازار میں چلا جاتا تھا ایک عاشق مزاج کو دیکھا کہ ایک دکان پر بیٹھا ہوا بڑے ذوق و شوق کے ساتھ رسالہ درد نامہ غمناک کہ مصنفہ میرا (حضرت صاحب کا) ہے پڑھتا ہے اور اس پر کیفیت طاری ہے میں نے کہا کہ مجھ کو قال تھا اس کو حال ہے۔ دوسرے دن پانی پت کے راستہ میں بھی ایک آدمی اسی حالت سے دیکھ کر میں نے پوچھا کہ کیا پڑھتے ہو وہ غصہ ہو کر کہنے لگا کہ اپنی راہ لو تم کیا جانو (کہ کیا پڑھتے ہو) میں ہنسنے لگا جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ مصنف رسالہ تھے حاضر ہو کر خطا معاف کرائی اور آمد و رفت رکھنے لگا۔ مولانا اشرف علی صاحب نے ایک حکایت بیان کی کہ حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک مرید نے اپنے مرشد سے شکایت عدم رویت حق تعالیٰ کی کی جواب دیا کہ اس وقت نماز عشاء کی نہ پڑھو مقصد حاصل ہو جائیگا اس کو تعجب ہوا ورفرض ترک کرنا گوارا نہ ہوا صرف سنت نہیں پڑی رات کو حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا (خواب میں) کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے کیا کیا کہ تو نے میری سنت ترک کر دی صبح کو اس مرید نے مرشد سے کیفیت بیان کی انہوں نے کہا کہ اگر فرض (نماز) ترک کرتے خدا کا دیدار ہوتا انتہٰے۔ فرمایا کہ گناہ کرنے سے بعد واعراض ہوتا ہے نہ کہ قرب و وصل لیکن چونکہ اس کو خدا کی طرف سے کشش تھی اور مرتبہ محبوبیت تھا میں نماز ترک کرنے سے اس کا مرتبہ گھٹ جاتا اور یہ اللہ تعالیٰ کو گوارا نہ تھا پس واسطے تنبیہ کے لامحالہ تجلی ہوتی اور

مقصد حاصل ہونا فرمایا کہ مولانا فخر الدین و شاہ ولی اللہ و خواجہ میر درد و مرزا مظہر جان جاناں رحمہم اللہ تعالیٰ کی کسی شخص نے ضیافت کی اور اپنے گھر بٹھا کر خود غائب ہو گیا اور بہت دیر کے بعد یہاں تک کہ وقت نماز کا آگیا آکر دو دو پیسے سب کے ہاتھ پر رکھ دیئے مولانا پر چونکہ اخلاق رحمت و انکسار غالب تھا آپ نے اس کی تعظیم کی اور پیسوں کو سر و چشم سے لگا کر قبول کیا اور مرزا صاحب چونکہ بہت نازک طبیعت و لطیف مزاج تھے (یہاں تک کہ بچپن میں بدصورت دایہ کی گود میں نہ جاتے تھے) کہنے لگے کہ میاں اگر یہی ارادہ تھا تو خواہ مخواہ اتنی دیر کی اور دوسرے حضرات نے کچھ نہیں کہا۔ فرمایا کہ ایک آدمی نے حضرت مرزا صاحب سے شکایت سماع میر درد رحمۃ اللہ علیہ کی کی آپ نے فرمایا کہ کوئی آنکھوں کا مریض ہوتا ہے اور کوئی کانوں کا ان کو کانوں کا مرض ہے اور مجھ کو آنکھوں کا کہ حسن پرست ہوں۔ فرمایا کہ ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آوے گا کہ نیک لوگ مکہ سے چلے جاویں گے یہ وہی زمانہ ہے اس زمانے میں پورا دین نہ مکہ میں ہے نہ مدینہ میں اس زمانے میں دیندار وہ ہے کہ پہاڑ پر جا کر مصروف ذکر الٰہی ہو ایک وہ زمانہ تھا کہ اہل مکہ بیع و شری میں ایک کلام کہتے تھے اگر کوئی کچھ کمی بیشی کہتا تھا دوکاندار تعجب سے اس کو دیکھ کر کہہ دیتا تھا۔ حی رُخ (چلے جاؤ) اور اب ہندیوں کے اختلاط کی وجہ سے دروغ و فریب چل گیا ہے اور ظالم حکام اور کج خلقی عوام اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ ہر شئی میں تشدد بڑھ گیا ہے۔ ایک وقت کرایہ مدینہ طیبہ صرف پانچ چھ ریال تھا اور اب نوبت چالیس تک پہنچ گئی ہے اور اگلے وقت میں حرم مدینہ میں کوئی دھیمی آواز سے بھی بات نہیں کرتا تھا اگر کوئی بولنا چاہتا تھا شُش، حیاۃ النبیؐ کہہ کر خاموش کر دیتے تھے اور سارے شہر میں نزاع و فساد و زور سے بولنا معدوم تھا اتنا ادب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور اب حالت بالکل بدل گئی ہے تاہم ان کے اخلاق باوجود تغیر اور ملکی کے اور ہیں اور اہل مکہ کے اور وہ (اہل مدینہ) نور اخلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہیں اور یہاں (مکہ مکرمہ) ظہور صفات جلالیہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ایک شخص آیا اور با آواز بلند رونے لگا اور کیفیت علالت اپنی زوجہ کی بیان کرنے لگا فرمایا بھلا یہ کونسا موقع رونے کا ہے روح قفس سے رہا ہو چکی ہے اور وطن اصلی کو جاتی ہے یہ امر قابل مسرت ہے نہ لائق رنج کہا اس سے مجھ کو آرام تھا فرمایا جب وہ نہ تھی تب تیرا کام کیسے ہوتا تھا کہا پہلے سے میرے پاس ہے ہنس کر فرمایا کیا اس کو ساتھ لائے ہو۔

جب شکایت شروع کی فرمایا شکایت اس مقام کی بھلی معلوم نہیں ہوتی عرض کیا کہ میرا ارادہ مدینہ طیبہ کا تھا فلاں شخص کفیل زاد و سامان کا ہوا ہے اور وعدہ کیا ہے فرمایا کہ یہ شرک کی باتیں مت کرو خاموش رہو فرمایا کہ میں نے وقت تہجد کے ایک شخص قوی ہیکل زشت رُو کو دیکھا کہ داہنی طرف سے آکر مجھ پر حملہ کرنا چاہا ناگاہ دو آدمی آئے اور اس کو پکڑ لے گئے اس کے بعد دیکھا کہ دو آدمی اور مجھ کو بائیں طرف سے ایذا پہنچانا چاہتے ہیں میں نے ان کو جھڑک دیا وہ غائب ہو گئے ایک خادم نے عرض کی حضور کے دشمن ذلیل ہوں گے فرمایا نفس و شیطان یہی دشمن ہیں شاید یہی تھے ہوں اور اگر کوئی بلا وجہ مجھ پہ برائی کا ارادہ کرے گا خود اس پر الٹ پڑے گا فرمایا کہ مرتبہ ولی رجا و خوف ہے بعدہٗ قبض و بسط بعدہٗ ہیبت و انس بعض کو ہیبت ہوتی ہے اور بعض کو انس اور بعض کو دونوں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جامع تھے ان دونوں کے اسی وجہ سے جب انس غالب ہوتا تھا ارشاد فرماتے تھے کلمینی یا حمیرا تاکہ اپنے منصب نبوت کی طرف رجوع فرمائیں اور شفقت اُمور حال مخلوق کم نہ ہو اور جب ہیبت غالب ہوتی فرماتے ارحنی یا بلال تاکہ توجہ الی اللہ میسر ہو۔ لطیفہ ایک خادم (حضرت صاحب کے) نے کسی کتاب میں کلمہ امداد اللہ پڑھا اور کہا کہ نام نامی حضور کا اور مدح ثنائے عالی پہلی کتابوں میں بھی موجود ہے ہنس کر فرمایا جہاں نظر کرو امداد اللہ ہے ظہور تمام (عالم) کا امداد اللہ سے ہے اگر مدح و ثنا و امداد اللہ نہ کریں کم بختی آوے۔ ایک سائل آکر بیٹھا آپ نے کچھ بیش فرمایا وہ لے کر چلا گیا ارشاد فرمایا کہ وہی دیتا ہے اور وہی دلاتا ہے میں نے ہر چند چاہا کہ زیادہ ہاتھ میں آوے بار بار اسی قدر آتا تھا اس سے زیادہ اس کی قسمت میں نہ تھا بلکہ اسی قدر تھا فرمایا کہ جب تک اپنی جنس کے لوگ رہتے ہیں طبیعت بنسط اور خوش رہتی ہے اور جب کوئی غیر آجاتا ہے طبیعت منقبض اور سست ہو جاتی ہے اور چاہتی ہے کہ جلد اس کو رخصت کیجئے۔ گدا سخاوت کا آئینہ ہے جیسے چہرے کے حالات بدوں آئینہ کے معلوم نہیں ایسے ہی صفت سخا مخفی ہے بدوں گدا کے اگر غور کیا جاوے تو کوئی چیز مذموم نہیں ہے۔ کیونکہ حقیقت تمام اشیاء کی اعیان ثابتہ ہے اور وہ علم الٰہی ہے اور علم الٰہی تمام تر محمود ہے پس کوئی چیز مخلوقات سے باعتبار حق تعالیٰ مذموم نہیں ہے ذم و مدح (برائی بھلائی) جو کچھ ہے باعتبار ہمارے ہے فرمایا کہ ایک دن مجھ سے اور فلاں مولوی صاحب سے گفتگو ہونے لگی بڑا مجمع ہو گیا میں نے پوچھا تحصیل علم سے کیا مقصود ہے کہنے لگے مجہولات کا جاننا اثنائے

گفتگو میں میں نے کہا کہ مقصود تحصیلِ علم سے اگر صرف جاننا ہے تو مسجدیں منہدم کر کے مدارس بنوانے چاہئیں مولوی صاحب ساکت ہو گئے یوں ہی دیر تک گفتگو رہی میں مختصر جواب دیتا رہا بعدہٗ تمام رات مولوی صاحب بے قرار رہے اور میں پشیمانی میں گرفتار رہا مجھ کو زیبا نہ تھا کہ عالم سے مقابلہ کروں صبح کو مولوی صاحب نے آدمی بھیج کر صلح کر لی افسوس کہ اب میرے دوستوں سے کوئی نہیں رہا جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز دی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سردار عالم و عالمیان (روحی فداہٗ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ ایک شخص نے اجمیر شریف کہا دوسرے نے کہا اجمیر۔ اجمیر ہے شریف کیونکر ہو گیا اس نے جواب دیا کہ تمہارا اخراج تو شریف کہا جاوے اس پر خوش ہوتے ہو اور منع نہیں کرتے ہو اور اجمیر کی شرافت کہ مقبولان الٰہی کی وجہ سے پیدا ہوئی (شرافت) اس کا ایسا انکار جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولان الٰہی سے کہتے ہیں کہ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ عرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس دن میں عرس کرے تو کونسا گناہ لازم ہوا مولانا محمد اسحٰق صاحب عشرہ محرم کے دن بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے بادشاہ چونکہ سونے کے کپڑے پہنے تھا آستین سے بند کر لیا اور جب تک مولانا بیٹھے رہے مودب بیٹھا رہا اس مجلس میں سر الشہادتین پڑھی جاتی تھی ایک خادم نے کہا کہ اگلے بادشاہ درویش ہوتے تھے فرمایا کہ بادشاہ دراصل وہی ہے جو گدا ہو ؎

گدا بادشاہ است نامش گدا

البتہ اہل ہنود مولد شریف میں اکثر ایسے اشعار پڑھتے ہیں جن میں پیغمبروں کی اہانت ہوتی ہے یہ

بڑا گناہ ہے ایک خادم نے عرض کیا ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

غلامے بود یوسف زر خریدہ

فرمایا کہ یہ مقام توحید ہے۔ خدا کے آگے بھی عزت ہے ذلت نہیں ہے حضرت یوسف علیہ السلام کیا اگر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا جاوے تو بھی درست ہے۔ فرمایا کہ جب کوئی عارف کوئی کام للہ کرتا ہے اسکو خدا کی طرف سے وسعت زمانی مرحمت ہوتی ہے حضرت امام العارفین امام غزالی رحمۃ اللہ کی عمر قریب باون سال کے تھی اور تصانیف ان کی بیشمار ہیں کہ اتنی مدت میں غیر ممکن ہیں یہ وسعت زمانی ہے یونہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک رکاب میں قدم رکھتے دوسری تک پیر جاتے جاتے قرآن ختم کر دیتے تھے عالم خلق و امر سب خدا کے دست (قدرت) میں ہیں جسے چاہے اس سے متعلق فرمائے تہارے اوپر خدا کا فضل ہے کہ اتنی قلیل مدت میں ترجمہ کرتے ہو یہ خطاب حضرت مولانا اشرف علی صاحب سے فرمایا (الحمد للہ کہ صرف چند دن کے قیام میں جو خدمت اس غلام سے دجناب حاجی محمد مرتضیٰ خان صاحب سے ہو سکی اس باب میں حضور نے اکثر زبان فیض ترجمان سے ایسے ہی الفاظ فرمائے فالحمد للہ علیٰ ذالک (۱۲ ترجم) فرمایا کہ بستی عجیب چیز ہے زمین میں بستی ہے کیسے کیسے پھول اگتے ہیں اور پہاڑوں اور پتھروں میں (باوجود رفعت) کچھ نہیں (پیدا ہوتا) اور پانی بستی میں ہوتا ہے اسمیں کیسے کیسے فائدے ہیں۔ فرمایا کہ جب کوئی آدمی کسی کام میں بخوبی مصروف ہوکر کوشش کرتا ہے اور بالکل اسی کا ہو جاتا ہے تو اس کام میں صنعت الہٰی اثر کرتی ہے اور وہ کام عجیب الصنعہ نظر آتا ہے کیونکہ اس میں خدا کی صنعت ہوتی ہے لیکن اس کا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ یہ میری کاریگری ہے جیسا کہ اہل صنائع جدیدہ خیال کرتے ہیں فرمایا کہ نزول مولانا روم علیہ رحمتہ کا بہ نسبت نزول شیخ اکبر کے کامل معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ شیر خاں صاحب خلیفہ حضرت میاں جی شاہ نور محمد صاحب قدس سرہ میرے برادر ارشادی جب قریب الرحلت ہوئے وقت نزع لوگوں نے تلقین کلمہ شروع کیا اور وہ منہ پھیر لیتے تھے سب کو تعجب تھا کہ ایسے بزرگوں کی یہ حالت ہے جب حضرت مرشد تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا حال ہے فرمایا الحمد للہ۔ یہ لوگ مجھ کو پریشان کرتے ہیں اور مسمّی سے طرف اسم کے لاتے ہیں۔ پس مراتب لوگوں کے مختلف ہیں اعراض کلمہ سے سوء خاتمہ پر استدلال کرنا چاہیئے ممکن ہے اسی میں کوئی وجہ خاص ہو جیسے ذکر ہوا۔ فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی

اللہ عنہ لباس عمدہ پہنتے تھے اور کھانا لذیذ کھاتے تھے یہ سب عکس نعماء اخروی تھا اور وہ عکس صفات حق تعالیٰ تھیں۔ حضرت شیخ ان عکوس میں معاینہ اصل کا کرتے تھے پس یہ چیزیں ان کے واسطے بمنزلہ آئینہ کے تھیں۔ فرمایا کہ عورت مظہر مرد کی ہے اور مرد مظہر حق کا ہے عورت آئینہ مرد کی اور مرد آئینہ حق۔ پس عورت مظہر و آئینہ حق تعالیٰ ہے اور اس میں جمال اپنی ظاہر و نمایاں ہے ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ فرمایا کہ جب میں (حضرت صاحب) پہلے مکہ آیا تو نوبت فاقوں کی پہنچ گئی کئی کئی دن تک اتفاق کھانے کا نہیں ہوتا تھا میں نے عرض کیا کہ بارالہا مجھ میں طاقت امتحان نہیں ہے بعدہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ لاکھوں روپیہ کا خرچ تمہارے ہاتھوں مقرر ہوگا میں نے عرض کیا کہ اس مہم کی طاقت نہیں رکھتا ہنس کر فرمایا کہ تمہاری حاجت بند نہیں رہنے کی اس وقت سے خرچ ماہانہ کی اقل مرتبہ سو روپیہ ہے خدا اپنے خزانہ رحمت سے پہنچاتا ہے فرمایا کہ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی الآیہ اس آیت سے ایک راز مکنون پہلے نفی غیر کی فرما کر اثبات وحدۃ الوجود کا فرمایا لعبدہ فرمایا ہے کہ سوائے میرے جو کچھ ہے وہ اسماء و صفات میری ہیں یعنی جو کچھ غیر ذات اس کے معلوم ہو وہ سب مظہر صفات ہیں فرمایا منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقی ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار کیا فرمایا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جو آپ نے کہا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی حاضر ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ برکاتہ و مغفرتہ وغیرہ عرض کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کیا طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو آپ (امام غزالی) نے عرض کیا کہ آپ سے حق تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا وما تلک بیمینک یا موسیٰ تو آپ نے کیوں جواب میں اتنا طول دیا کہ ھی عصای اتوکاء علیہا واھش بہا علی غنمی ولی فیہا مآرب اخری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادب یا غزالی۔ فرمایا کہ حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیا تبرکاً ہوتی تھی جب ختم ہوئی تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کئے گئے طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور ایک کتاب پڑھی جاتی ہے جس کو حضور کمال توجہ سے سن رہے ہیں دریافت فرمایا کہ یہ کون کتاب ہے کہا گیا احیاء العلوم حجۃ الاسلام امام غزالی

Marfat.com

کی ہے کہ یہ لقب عطیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے فرمایا کہ نیستی و عدم ایک لذیذ چیز ہے ہر شخص اپنے عدم
کا عاشق ہے دیکھو جب تعب ہوتا ہے سونا اختیار کرتا ہے اور نیند ایک قسم کا عدم ہے فرمایا کہ اگر تمامی جسم و صفات
سے ایک چیز کو لو اور اس میں غور کرو مثلاً تکلم میں فکر کرو کہ کہاں سے آتا ہے اور کون کہتا ہے آخر نوبت فنا
تک پہنچ جائے گی اور ماسوائے فنا العدوم و فنا معلوم ہوگا مجھ کو رگ رگ میں وہی نظر آتا ہے فرمایا کہ
چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسہم الآیہ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ ہیں مولانا
اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی اسی معنی کا ہے آگے فرماتا ہے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ اگر مرجع
اس کا اللہ ہوتا فرماتا من رحمتی تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی ارشاد فرمایا ایک دن فرمایا کہ یہ مکان
جس میں میری نشست ہے نشستگاہ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی ہے فرمایا کہ یا ایھا الذین آمنوا
اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (من المتقین) یہ خطاب ان مومنین سے
ہے کہ جو ایمان کامل رکھتے ہوں نہ مطلق مومنین سے ہے پس جو کوئی اولی الامر صاحب باطن ہو اور تزکیہ
نفس و تصفیہ قلب کر چکا ہو وہ واجب الاطاعت ہے ورنہ نہیں کیونکہ منکم فرمایا یعنی اے صحابہ جیسے
کہ تم کامل الایمان صافی القلب پاک طینت ہو ایسے ہی اگر اولی الامر بھی ہوں تو واجب الطاعت
ہیں ورنہ نہیں و لکذا المومن مرآۃ المومن مراد اس سے مومن کامل ہے نہ مطلق مومن کیونکہ مرآۃ وہی ہوگا جو
کہ صاف و شفاف ہو پس جس شخص کا قلب صاف ہو وہ قابلیت مرآۃ (آئینہ) ہونے کی رکھتا ہے
ورنہ نہیں فرمایا کہ اوتاد جمع وتد کی ہے بمعنی میخ چونکہ انکی بدولت .... آفات و زلزلات سے
حفاظت رہتی ہے لہذا اوتاد کہتے ہیں اور ابدال کہ سات ہیں اور ہر اقلیم میں مقرر ہیں جب ایک ان
میں سے فوت ہوتا ہے دوسرا قائم کیا جاتا ہے اسی وجہ ان کو ابدال کہتے ہیں میں نے دہلی میں ایک
ابدال کو دیکھا تھا ایک آن واحد میں مختلف مقامات پر دیکھا جاتا ہے فرمایا کہ اولیائی تحت قبائی
اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو مخفی فرمایا اس میں ایک مصلحت ہے کیونکہ اگر لوگ باوجود ظہور انکی مخالفت کرتے
تو معاتب اور معذب ہوتے اس لیے کہ وہ (اولیاء) متصف بصفات الٰہی میں انکی مخالفت (گویا) مخالفت
حق ہے اور جو کوئی مخالف حق ہو وہ مردود و مقہور و قابل عذاب ہے اور حالت ناواقفیت میں معذور
ہیں فرمایا کہ حرمین میں بعض امور عجیب و پسندیدہ ہیں (۱) وحدۃ الوجود لوگوں میں بہت مرتکز ہے میں مدینہ

Marfat.com

میں مسجد قبا کی زیارت کو گیا ایک آدمی کو دیکھا کہ اندر مسجد کے جاروب کشی میں مشغول ہے جب زیارت سے فارغ ہو کر میں باہر آیا اور جوتے پہننے کا قصد کیا تو سنا کہ کہتا ہے۔ یا اللہ یا موجود اور دوسرا جو بیرون مسجد تھا کہتا تھا بل فی کل الوجود اس کو سن کر مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی بعدہ لڑکوں کو شغل میں دیکھا کہ کھیل رہے ہیں اور ایک لڑکا کہہ رہا ہے یا اللہ لیس غیرک اس سے میں نہایت بے تاب ہوا اور کہا کہ کیوں ذبح کرتے ہو اور تنازع کی حالت میں جب کوئی صلی علی النبی کہہ دیتا ہے غیظ و غضب بالکل کافور ہو جاتا ہے اور درود پڑھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں اتنی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتے ہیں اور شجاعت و سخاوت عرب کی بڑی مشہور ہے رجبی میں بڑی خوشی کرتے ہیں اور جو کچھ ایک سال میں پیدا کرتے ہیں مدینہ منورہ جا کر خرچ کر ڈالتے ہیں اور بعد واپسی کے شکریہ کی دعوت کرتے ہیں اتنی الفت و محبت حضرت (روحی فداہ) کے ساتھ رکھتے ہیں نیک بات جس طرح کی جائے عمدہ ہے فرمایا کہ تطویل دعا واسطے عوام کے ہے اور عارف کیلئے اس قدر کافی ہے۔ اللھم انی اسئلک رضاک والجنۃ واعوذبک من سخطک والنار۔ فرمایا کہ آیہ انک لاتسمع الموتی میں نفی حواس خمسہ ظاہرہ سے مراد ہے نہ مطلقاً اسماع اور استماع ہوتی حواس باطنہ سے پیغمبروں و اولیائے کرام کو ممکن ہے جیسے کہ حدیث قلیب میں مصرح ہے دیکذا قولہ تعالیٰ لاتدرکہ الابصار الایہ رویت حق تعالیٰ دنیا میں ممکن ہے آیت میں نفی ادراک کی فرمائی ہے نہ نفی رویت کیونکہ جب رویت حاصل ہوتی ہے فنائیت محیط ہو جاتی ہے اور ہوش و حواس کچھ باقی نہیں رہتے پھر ادراک کیسے ہو سکتا ہے بعضوں کا گمان ہے کہ اس دیدہ ظاہر سے رویت میسر ہوئی یہ غلط ہے رویت اس کی حواس باطنیہ سے متعلق ہے نہ حواس ظاہرہ سے جیسے حواس ظاہرہ کیلئے نور آفتاب وغیرہ شرط ہے ویسے ہی حواس باطنیہ کیلئے نور حق تعالیٰ شرط ہے فانہ ینظر بنور اللہ و رأیت ربی بربی کے یہی معنی ہیں اگر مرشد کچھ تعلیم کرے اور وہ خلوت میں کسی تاریک جگہ میں کیا جائے تو انوار کا مشاہدہ ہوتا ہے الہم ارزقناہ فرمایا کہ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا الآیہ دعائے جامع و کافی ہے ایک آدمی بہت روتا تھا پوچھا کہ اس کی ذات رحیم و غفور ہے کیوں اتنا روتے ہو اس نے کہا کہ اپنے گناہوں سے ڈر کر میں نہیں روتا کیونکہ اگر میرے گناہ آسمان و زمین و پہاڑوں کے برابر بھی ہوں تو بھی خدا کی رحمت اس پر غالب ہے اسکی وسعت رحمت میں ذرا بھی (گناہوں کا) خوف نہیں کرتا لیکن چونکہ ایک ذرہ محبت و

Marfat.com

معرفت حاصل ہوتی ہے ڈرتا ہوں کہ مبادا زائل و سلب نہ ہو جائے اسی وجہ سے روتا ہوں پس یہ دعا اس مہم کے لئے کافی ہے فرمایا کہ علمائے ظاہر کے نزدیک تفسیر آیت فمنکم کافر و منکم مومن کی وہ ہے جو مشہور ہے اور صوفیاء کے نزدیک اس کی تفسیر یہ ہے کہ ذات واحد میں کافر و مومن موجود ہیں خوف کرنا چاہیئے کہ رگ کفر جہنم کی طرف نہ لے جاوے مولانا اشرف علی مدفیضہ نے مثنوی کا شعر عرض کیا اور حضرت نے مسلم رکھا ؎

علت ابلیس انا خیر بدست　　　این مرض در نفس ہر مخلوق ہست

مصرع ۔ موسیٰ و فرعون در ہستی تست

فرمایا کہ جب حالت ظاہری فرش و فروش دیکھوں سے درست تھی سب لوگ سمجھ کر قصد اعطاء نہ کرتے تھے اس وقت بکثرت زیارت انبیاء و اولیاء و ملائکہ سے مشرف ہوتا تھا بھوک عجیب چیز ہے فرمایا کہ جو کوئی مہم پیش آئے سورہ یٰس پڑھیں اور ہر مبین پہ پھونک کر سات بار سورہ فاتحہ مع تسمیہ پڑھیں اور اول و آخر سورۃ کے درود شریف پڑھیں درود مثل صندوق ہے کہ اپنے اندر لپیٹ کر (وظیفہ و دعا کو) لے جاتا ہے و یا سورہ مزمل سات بار پڑھیں کہ معمولات مشائخ سے اور مجرب ہے اور سورہ فاتحہ اکتالیس بار جو میں نے اپنے آدمیوں (مریدوں) پہ لازم کیا ہے اس سے بہتر امور دینی اور دنیاوی کے لئے کچھ نہیں فقط۔

بعض ملفوظ نوشتہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ

فرمایا عشق سماع عشق معائینہ سے زیادہ قوی ہے کیونکہ معائنہ صرف آنکھ سے ہے اور سماع صرف دل سے متعلق ہے اگر طلب دنیا کی ہو تو اس کو ترک کرے تاکہ در پئے اسکے (ترک کرنیوالے کے) ہو ؎

پیش اہل دل نگہدارید دل　　　تا نباشید از گمان بد خجل

شعر میں تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے، وزن، زبان، مثال۔ اخلاق جبلیہ زائل نہیں ہوتے البتہ درویشوں کی صحبت سے ان میں تہذیب آ جاتی ہے مولوی اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ حب ایمانی بعد وصول کے بہ ترقی ہوتا ہے اور حب عشقی زائل ہوتا ہے مگر میری رائے برعکس ہے قال علیؓ لو کشف الغطاء ما ازددت یقیناً اور مولانا روم فرماتے ہیں ؎

Marfat.com

عشق دریا ئیست قعرش ناپدید

البتہ مولوی صاحب کا قول باعتبار عشق مجازی صحیح ہے کہ اس میں محبوب کی حد و انتہا مقرر ہے۔ والمحبوب الحقیقی لا ینتاھی۔ تمام اعمال میں دو جہت ہوتے ہیں مثلاً زکوٰۃ کہ عوام کو وہ فائدہ (اور عمل) ہے جو مشہور ہے اور خواص کو قل العفو۔ اور اخص الخاص یعنی صدیقین کو تمام مال دنیا (مثال دیگر) ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ ہمارے (عوام) کے واسطے یہ ہے کہ موت کو تہلکہ سمجھتے ہیں اور عارفین زندگی کو (یعنی برعکس) ایک صاحب علم مدینہ سے آئے فرمایا ؎

خوشا سعادت آں بندہ کہ کرد نزول ۔۔۔ گہے بہ بیت خدا و گہے بہ بیت رسول

بعدہ امن راہ کا سوال کیا دانشمند نے عرض کیا کہ فلاں بزرگ ہمارے ساتھ تھے ہم مع الخیر پہنچے فرمایا تب کیسے امن نہ ہوگا اور یہ شعر پڑھا ؎

صاحب دہ بادشاہ جسم ہاست ۔۔۔ صاحب دل شاہ دلہائے شماست

رباعی: بحرد رجوش آں گوہر نایاب کجاست ۔۔۔ چرخ سرگشتہ کہ خورشید جہاں تاب کجاست

دیر زیں عصر آتش کہ چہ رنگ است صنم ۔۔۔ کعبہ زیں زرد سیاہ پوش کہ محراب کجاست

فقیر کو چاہئے کہ نہ طمع کرے نہ جمع کرے نہ منع کرے عارف اگر ہذیان بھی کہے تو وہ بھی از راہ معرفت ہوتا ہے کیونکہ علم باشیا، حجاب حقیقت ہے ؎

عشق من پیدا و معشوقم نہاں ۔۔۔ یار بیروں فتنہ او در جہاں

شیخ فریدالدینؒ کا مکاشفہ ہے کہ میرا سلسلہ مغرب تک پہنچے گا۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ یہ کشف آپ کی نسبت ہے کہ بواسطہ آپ کے فیض چشتیہ اقصائے عالم میں پہنچا۔ ایک درویش صاحب سلسلہ خاندان مولویہ نے بلاد روم سے آکر بیعت کی اور اثنائے تذکرہ میں عرض کیا کہ میں کچھ نہیں ہوں تبسم کر کے (حضرت نے) فرمایا کہ یہ درویش اپنی تعریف کرانا چاہتے ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ میں کچھ نہیں ہوں کیونکہ کچھ نہ ہونا (مدارج) فنا سے ہے۔ ھو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مؤمن کی تفسیر نزدیک علماء ظاہر مشہور ہے اور علمائے باطن کہتے ہیں کہ ہر کوئی مومن و کافر ہے کیونکہ قوی محمودہ و مذمومہ ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے امن راہ مدینہ کے لئے دعا پوچھی فرمایا۔ الا الذین فی بلیات و لایلاف ستر بار اور صلوٰۃ تنجینا پڑھا کرو موت مدینہ سے مراد مقام عبدیت ہے ؎

Marfat.com

ہر کجا دلبر بود خرم نشیں — فوق گردوں است نے قعر زمیں
ہر کجا یوسف رخ باشد چو ماہ — جنت است آں گرچہ باشد قعر چاہ

مگر جامعیت اس میں ہی ہے کہ مدینہ میں وفات پاوے۔ فرمایا کہ میں نے چھ بار حرفاً حرفاً مثنوی مطالعہ کی ہے۔ فرمایا کہ مولوی قلندر صاحب کو ہر روز زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی تھی ایک دن کسی جمال کے لڑکے کو کہ سید تھا طمانچہ مارا اس دن سے زیارت منقطع ہو گئی مدینہ منورہ کے مشائخ سے رجوع کیا انہوں نے ایک زن ولیہ مجذوبہ کے حوالہ فرمایا جب وہ عورت مسجد نبوی میں آئی اور مولانا نے عرض کیا سنتے ہی جوش میں آئی اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر کہا شفعہ ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس (مولانا نے) بیداری میں چشم ظاہر سے زیارت کی اس سے پہلے اس لڑکے سے خطا بھی معاف کرائی تھی مگر کچھ مفید نہ ہوا دعائے مشروع ضرور مستجاب ہے اور غیر مشروع اکثر کافروں کے حق میں مستجاب ہوتی ہے لذت دیدار بہت دور ہے طالب کو لذت نام کافی ہے ابراہیم علیہ السلام و اسحاق علیہ السلام بہت ہی مشابہ تھے واسطے فرق کے دعا فرمائی بال سپید ہونا شروع ہوئے۔ فرمایا کہ تم لوگوں کو میرے ساتھ گمان نیک ہے ظنوا المومنین خیراً امید ہے کہ تمہاری گواہی سے مجھ کو اور تم کو سب کو بخش دے فرمایا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر ہوا طاہر ہیں مولوی روم فرماتے ہیں ع گر دو دیداری قبیح آمد نہ خوب ؎ شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضرت ابوالارواح و مربی ارواح ہیں اگر جملہ انبیاء توجہ فرمائیں کیا عجب ہے، جوانی میں خوف اور پیری میں رجا غالب ہونا چاہئے مولوی مظفر حسین صاحب دعا میں اپنے موئے سفید کو وسیلہ کرتے تھے فرمایا کہ کل ذنب الا ذنب العاشق وکل دم دم الا دم الشہید ؎

ملت عاشق ز ملتہا جدا است — عاشقاں را ملت و مذہب خدا است

قال اللہ تعالیٰ ما علیك من حسابھم من شئ وما من حسابك علیھم من شئ بیخودی میں بعضے امور ظاہراً خلاف شرع سرزد ہو جاتے ہیں ایک درویش کے بارے میں فرمایا کہ اسکا حال مثل حال وزیر خادع کے ہے کہ مثنوی شریف میں قصہ اسکا مذکور ہے فرمایا کہ ایک موحد سے لوگوں نے کہا کہ اگر حلوا و غلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ انہوں نے بشکل خنزیر ہو کر گوہ کو کھا لیا۔ پھر بصورت آدمی ہو کر حلوہ کھا لیا اس کو حفظ مراتب کہتے ہیں جو واجب ہے۔ فرمایا کہ مجھ کو فخر ہے کہ تھانہ بھون میں ایسے ایسے عشاق گذرے ہیں کہ عشق میں اپنے سر دے دیئے ہیں جیسے مثنوی عاشق تھانہ بھون مشہور ہے۔ زمانہ قدیم (مولانا

اشرف علی صاحب) سے فرمایا کہ مرض بھی رزق ہے اس کو نعمت شمار کرنا چاہیے مومن خاں (دہلوی) مجھ سے بہت
اعتقاد رکھتے تھے میں نے پوچھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مثنوی کی نظم سست ہے جواب دیا کہ کوئی جاہل کہتا
ہوگا اساتذہ کے نزدیک مثنوی سند ہے۔ بعد انتقال خاں صاحب کے لوگ حسب وصیت ان کی قبر پر گئے انکا
حال عمدہ پایا۔ فرمایا حضرت جنید بغدادی بیٹھے تھے ایک کتا سامنے سے گذرا آپ کی نگاہ اس پر پڑ گئی اس
قدر صاحب کمال ہو گیا کہ شہر کے کتے اس کے پیچھے دوڑے وہ ایک جگہ بیٹھ گیا سب کتوں نے اسکے گرد
حلقہ باندھ کر مراقبہ کیا۔ جب نسبت روحانی حاصل ہوتی ہے وقت میں وسعت ہوتی ہے انہ من عالم الامر
ہے آپنے اس وقت فرمایا تھا کہ ایک خادم نے عرض کیا کہ اگر ختم خواجگان باقی ہوں میں تمام کر دوں اور حضرت قریب
بفراغ تھے) اسماء الہیہ غیر متناہی ہیں اور نود و نہ نام کلی و اجمالی ہیں اتفاق ہونیکی یہ صورت ہے کہ ہر کوئی دوسرے
کو اپنے سے افضل خیال کرے الفقر فخری عارف کیواسطے ہے کہ اس سے لذت حاصل کرتا ہے اور الفقر
سواد الوجہ فی الدارین محجوب کے واسطے ہے فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ خدا انبیاء و محبوبان خود کو بلا میں کیوں
ڈالتا ہے نہیں سمجھتے کہ اس میں مشاہدہ جمال و جلال ہے جلال بدن پر اور جمال روح پر بدن روح کیواسطے
بمنزلہ آستین کے ہے اگر پھاڑ ڈالا جائے تو (صلحاء و محبوبان) کچھ پرواہ نہیں کرتے الخیر سوء الظن ای
بنفسہا اور بغیرہ رزق چار قسم کا ہے مضمون مقسوم و ما من دابۃ موعود و من یتق اللہ معلوم جائداد
نوکری وغیرہ مبسوط اللہ یبسط الرزق لمن یشاء وابتغوا من فضل اللہ ای صحبت عباد اللہ صالحین میں یہ
حکمت ہے کہ اسم شافی ظاہر ہوتا ہے اور اگر صحت نہ ہو قدرت ثابت ہوتی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں
ڈالے گئے مقام عروج میں تھے اسباب پر نظر نہ فرمائی اور جس وقت اسمعیل علیہ السلام کے ذبح پر مامور ہوئے تو مقام نزول
میں تھے بموجب فرمایا فانظر ماذا تری اور اس وقت اسمعیل علیہ السلام مقام عروج پر تھے پس مقام ابراہیم علیہ السلام
اکمل ہے حدیث ہے انا عند المنکسرۃ قلوبھم ای الذین انکت قلوبھم الحقیقۃ قلوبھم الصنوبریہ۔
فرمایا حافظ غلام مرتضےٰ صاحب غلبہ جذب میں لوگوں کو پتھر مارتے تھے اور جب میں حاضر ہوتا شفقت فرماتے تھے اور
بشارت دیتے تھے کہ توحید تم پر منکشف ہوگی۔ مولوی قلندر صاحب کسی کو یہاں تک کہ بھنگ پینے والے کو بھی محروم
نہیں کہتے تھے بلکہ یہ فرماتے تھے کہ یہ نہ کہو کہ بھنگ پیوں گا ہاں لو اور خرچ کرو فرمایا کہ یہ سخاوت الٰہی ہے اور سخاوت
بشری نقد وحدت کو کہتے ہیں العلم حجاب الاکبر ای للعبد لانہ یورث العجب او للقرب کما للسلاطین اور
معنی ثالث بطرز حقائق ہیں علم و شعار صحابہ حقیقت ہے۔

Marfat.com

پرتو حسنت نہ گنجد در زمین و آسمان　　در حریم سینہ حیرانم کہ چوں جا کردہٗ

حسن خویش از روئے خوباں آشکارہ کردہٗ　　پس بچشم عاشقاں خود تماشا کردہ ای

فرمایا کہ سید صاحب بجائے تعویذ کے خداوندا اگر منظور داری حاجتش رابرآری لکھتے تھے ایک صاحب نے عرض کیا کہ نقرہ اولیٰ مصرع ہے۔ فرمایا کہ ہمارے نزدیک کمی بیشی روا نہیں ہے ایک بزرگ نے کسی کو قُل ہو اللہ احد تعلیم کیا اس نے قل ہو اللہ پڑھا کچھ اثر نہ ہوا فرمایا کہ میری زبان سے پڑھو (جیسا تعلیم کیا ہے) بوجہ ادب کے تعویذ میں بجائے حروف ہندسہ لکھنا مقرر کیا ہے۔ کسی شخص نے خط میں کوئی فرمائش عرض کی تھی فرمایا کہ میں بہت کاہل ہوں لوگ کیوں مجھ سے کسی کام کو کہتے ہیں فرمایا کہ مولوی محمد قاسم صاحب نے پوچھا کہ میں نوکری چھوڑ دوں میں نے (حضرت صاحب نے) جواب دیا کہ جب ایسی حالت ہو کہ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے تب چھوڑ دو۔ نسبت شریعت و طریقت کی مثل وضو و نماز کے ہے۔ فرمایا کہ بنائے مدارس دین فقیر نے آغاز کی ہے۔ تصوف چار علم سے ہے۔ سیر۔ اخلاق۔ سلوک حقائق۔ زمین مظہر چند صفات کی ہے علم۔ صنع۔ عدل۔ امانت۔ زمین عجب چیز ہے کہ مظہر جسم محمد ہے قضا کا علاج بھی قضا ہے۔ ع ہم در تو گریزم ار گریزم۔ مولوی بحر العلوم مثنوی پر ایسی غالب ہو گئی تھی کہ مدارس میں بجائے قرآن کے مثنوی شروع کر دی تھی۔ یوسف ہمدانی نے خواب میں مولانا روم سے اجازت وظیفہ مثنوی شریف حاصل کی تھی، مواخذہ دانا پر ہے اس کو محو کرے اور بے نیطق ہو جائے مواخذہ جاتا رہے گا یہ محو یعنی جبر محمود ہے اور دعویٰ محض جبر مذموم تو بھی اگر کوئی قصور ہو اپنی طرف نسبت کرے کا آدم علیہ السلام و ایاز الغلام۔ مثال طوطی و آئینہ کے ہے کہ وجود مطلق لباس مجانس میں فیض دیتا ہے معمول مشائخ کا ہے کہ بعد نماز کے تین بار نفی و اثبات کرتے ہیں فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ تو جاہ امراء بدر درویش آن کی دلیل ہے کہ اس درویش میں رنگ دنیا باقی ہے الجنس یمیل الجنس۔ ایک عالم کا فتویٰ کہ قبول حج بدل میں عذر پیش کرتے تھے نقل کیا کہ شاید سلطان پر حج فرض بھی نہ ہو و اخاف ان یاکلہ الذئب ای الحسد اول مدارج وحدۃ اخوت ہے پھر کنفس واحدۃ۔ صوفیہ کے نزدیک متشابہات ظاہر المعنیٰ ہیں۔ سبقت رحمتی علیٰ غضبی سبقت زمانی بھی ثابت ہے کہ اولاً اسمائے جمالیہ ظاہر ہوتے ہیں عالم عدم سے باہر آتے ہیں جب اہلاک نزدیک ہوتا ہے اسماء جلالیہ قہر وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں اس میں زمان قریب ہے لہذا عارف شکوہ نہیں کرتا دعا میں درود مثل صندوق کے ہے اپنے شیخ کے حق میں ایسا اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ اس سے بہتر میری کوشش سے نہ ہاتھ آئے گا۔ کشف میں خطرات کی تمیز بہت دشوار ہے قادیانی اگر راہ پر بھی ہوتا ہم بوجہ اپنے علم کے انکار پر

Marfat.com

معذور ہیں ایک شخص نے دہلی میں فقرا کو جمع کر کے دیر تک بٹھا رکھا دیر کے بعد دو دو پیسے سب کو دیئے مرزا مظہر جانجاناںؒ نے فرمایا کہ مرد آدمی اگر یہی منظور تھا تو اتنا ہرج کیوں کیا اور جو چشتی (فقرا) کہ تشریف فرما تھے بدیں وجہ کہ ان کا شعار پستی ہے ایک لفظ بھی نہ بولے بلکہ خاموش رہے کسی نے مرزا صاحب سے عرض کیا کہ میر دردؒ سماع سنتے ہیں فرمایا کہ کوئی آنکھ رس ہوتا ہے اور کوئی کان رس کیونکہ مرزا صاحب بغایت جمال پسند تھے حتی کہ اگر کوئی چیز بے موقع دیکھتے تھے مکدر ہوتے تھے۔ اھدنا اور ربنا لا تزغ قلوبنا کا ورد ہمیشہ رکھنا چاہیئے۔ فقط

حصّہ دوم ختم ہوا

حصّہ سوم
متفرقات

فقیر (مولانا احمد حسن صاحب راوی ملفوظات) خدمت میں حاضر تھا ایک شخص پانی دم کروانے کو آیا حضرت نے بعد دم کرنے کے فرمایا کہ مجھ کو تعویذ گنڈہ کچھ نہیں آتا اکثر مشائخ کے تعویذ و گنڈے خوب چلتے ہیں بعض کا نام بھی لیا وہ حضرت کے متوسلین معتقدین میں ہیں بعض مشائخ نے مجھ کو عنایت کرنا چاہا میں نے انکار کر دیا ایک مرتبہ میں اپنے شہر اپنے رفقا کے ساتھ صحن مسجد میں بیٹھا تھا ایک شخص اجنبی چہرہ چھپاتے ہوئے آئے اور مسجد میں سلام کر کے چلے گئے کھانے کے وقت میں نے ان کو بلا بھیجا انہوں نے اپنا کھانا مسجد میں طلب کیا وہیں بھیج دیا گیا دو تین دن یہی دستور رہا تیسرے دن میں سہ دری میں (کہ متصل مسجد کے میں نے بنوائی تھی) بعد نماز عشاء کے قبل سونے کے مثنوی شریف (مولانا رومؒ) دیکھ رہا تھا اور سہ دری میں پردہ پڑا تھا ان صاحب نے آکر آہستہ سے پردہ اٹھایا میں نے پوچھا کون ہے کیا شاہ جیو ہیں بولے اگر اجازت ہو تو کچھ شمع کے سامنے لکھ لوں میں نے کہا آیئے اندر آکر انہوں نے قلم دوات نکالی زعفران کی روشنائی اور انار کی لکڑی کے قلم سے کوئی نقش لکھ کر فرمایا کہ یہ نقش اگر روز لکھا جاوے تو ہر روز پانچ روپیہ فتوح ہوتا ہے اور اگر کبھی کبھی لکھا جاوے تو بھی ایسا ہی روپیہ آتا ہے غرضیکہ ہر بار لکھنے میں پانچ روپیہ ملتے ہیں میں نے جواب دیا کیا شک ہے بزرگوں کے پاس ایسے ایسے عمل ہوتے ہیں ان کی یہ غرض تھی کہ فقیر (حضرت صاحب) التدعا کرے لے وہ میں مضامین مثنوی میں غرق تھا کچھ التفات نہیں کیا انہوں نے پھر کہا کہ اس میں کچھ دقت و مشقت بھی نہیں صرف نقش کو

زعفران کی روشنائی اور انار کے قلم سے لکھ کر فلاں دعا پڑھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے جب پانچ روپیہ لینا ہو ایسا کرے میں نے پھر بھی کچھ خیال نہ کیا آخرالامر انہوں نے کھل کر کہا کہ آپکے لنگر خانے میں ایسا عمل ہونا ضروری ہے اکثر مہمان آتے ہیں یہ عمل باعث اطمینان ہے فقیر نے کہا کہ جو کچھ آپکے سینے میں ہے وہ عنایت فرمائیے تو ورنہ ایسے عملوں کی مجھے ضرورت نہیں ابھی میرا اعتماد اس رازق حقیقی پر ہے جو میرے رزق کا ذمہ دار ہے اور پھر میرا اعتماد اس عمل پر ہو جاویگا مجھ کو غیر پر اعتماد کی ضرورت نہیں کیونکہ اسی لئے میں نے اپنی جائیداد وغیرہ ترک کر کے مسجد میں قیام اختیار کیا ہے ان بزرگ نے میری ہمت کی تحسین کر کے دعا دی اور فرمایا کہ ایسا شخص محروم نہیں رہتا مولوی عبدالرحمن صاحب جلال آبادی کا قصہ بیان کیا کہ جلال شاہ مجذوب جلال آباد میں مقیم تھے مولوی عبدالرحمن صاحب باوجود فضل و کمال جنیے ان کی صحبت میں بیٹھے کچھ حالت جذب کی سی ہو گئی پھر تو مولوی صاحب ہر وقت مجذوب جلال شاہ کی خدمت میں رہنے لگے بایں ہیئت کذائی کہ کوئلوں کا تھیلا گلے میں اور ناریل ہاتھ میں انکے پیچھے پیچھے پھرتے تھے جب مجذوب صاحب کو حقہ کی ضرورت ہوتی آپ (مولوی عبدالرحمن) ناریل تیار کر کے سامنے رکھ دیتے تھے جب مولوی صاحب کا انتقال ہو گیا (وہی) مجذوب صاحب آکر کہنے لگے کہ مولوی صاحب ہمارا بوجھ نہ اٹھا سکے دفعۃً بوجھ اٹھا لیا اگر تدریجاً اٹھاتے تو سنبھال لیتے ۔ فرمایا کہ یہی مولوی عبدالرحمن صاحب ایک دفعہ میرے پاس آئے مسطر دکھا اٹھا کر ایک نقش اسکی پشت پہ لکھ کر مجھ سے فرمایا کہ یہ نقش پندرہ دفعہ زمین پہ لکھ کر مٹا دیا جائے پھر لکھا جاوے میں نے کچھ توجہ نہیں کی اتفاقاً ایک مرتبہ آٹھ روز کا فاقہ ہو گیا میں نے اس نقش کو جیسا کہ انہوں نے کہا تھا لکھا اگرچہ انہوں نے کچھ تاثیر نہ بیان کی تھی مگر میں نے احتمال سے اس کو استعمال کیا) بہت فتوح ہوئی معلوم ہوا کہ یہ نقش فتوح کا تھا میں نے دو چار مرتبہ لکھ کر پھر ترک کر دیا اور باوجود فقر و فاقہ کبھی استعمال میں نہیں لایا چنانچہ سنہ ۱۲۹۹ھ میں جب میں (مولانا احمد حسن) حضور میں حضرت کے حاضر ہوا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں اول اول مکہ مکرمہ آیا فقر و فاقہ کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ نو روز تک بجز زمزم شریف کے کچھ نہ ملا تین چار دن کے بعد بعض احباب سے قرض مانگا انہوں نے باوجود وسعت انکار کیا مجھے معلوم ہوا کہ امتحان ہے پس عہد کر لیا کہ قرض بھی نہ لونگا اور ضعف سے یہ حالت تھی کہ نشست و برخاست دشوار تھی آخر نویں دن حضرت خواجہ اجمیری عالم واقعہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے امداد اللہ تم کو بہت تکالیف اٹھانے پڑے اب تیرے ہاتھوں پر لاکھوں روپیہ کا خرچ مقرر کیا جاتا ہے میں نے انکار کیا

Marfat.com

کہ یہ امانت بہت سخت ہے ارشاد ہوا کہ اچھا تمہاری مرضی مگر اب بالحتیاج خرچ تمہیں ملا کریگا تب سے
ملا حسنت دیگر ہے مصارف روزمرہ چلتے ہیں احقر (راوی) نے عرض کیا کہ کبھی کوئی کیمیا گر بھی آپکو ملا ہے
فرمایا کہ ہاں ملا بھی اور کیمیا بھی دینا چاہی مگر میں نے منظور نہیں کیا چنانچہ جب میں مدینہ منورہ گیا اور کچھ روز
قیام ہوا ایک بزرگ مغربی کونے میں حرم کے بیٹھا کرتے تھے ان سے بھی ملتا تھا ایک دن فرمانے لگے کہ ہند
میں ایک بوٹی ہے اس سے کیمیا خوب بنتی ہے بلکہ اسی وجہ سے مغربی لوگ اہل ہند کو کیمیا گر جانتے ہیں تم
اسکے اہل ہو چاہو تو سیکھ لو میں نے عرض کیا کہ حضرت میں مدینہ منورہ سے دنیا لے کر جانا نہیں چاہتا اگر
کچھ باطن سے عنایت فرمائیے تو ہے قسمت یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور دعا دی - فرمایا ایک مرتبہ میں اور
حافظ ضامن صاحب تھانہ سے رامپور یا نانوتہ جاتے تھے جب جلال آباد پہونچے خیال آیا کہ اگر شاہ جمال صاحب
مجذوب سے ملاقات ہو جائے تو بہت اچھا ہو اسی وقت (مجذوب صاحب) ایک گلی سے نکل کر ہنستے ہوئے
سامنے آ گئے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے حوالی قلب میں بشدت درد تھا اس حالت میں بعض اوقات مجھے قہقہہ
شروع ہو جاتا تھا اگرچہ شدت قہقہہ سے درد زیادہ ہو جاتا تھا مگر میں مجبور تھا روک نہ سکتا تھا فرمایا
کہ حضرت داؤد طائی کی ہمشیرہ کو ایک دفعہ چلنے میں ٹھوکر لگی جس سے ناخن الگ ہو گیا ان کو قہقہہ شروع
ہوا رفقا نے سوال کیا کہ یہ وقت رونے کا ہے نہ ہنسنے کا جواب دیا کہ مجھے اس کی پاداش نظر آ گئی اسکے
روبرو یہ درد کچھ معلوم نہیں ہوتا - فرمایا کہ جبرئیل امین نے حضرت ایوب علیہ السلام سے بعد صحت دریافت
کیا کہ مرض میں آپکا کیا حال تھا اور اب کیا ہے فرمایا کہ جو مزہ بیماری میں تھا وہ تندرستی میں نہیں ہے -
بیماری میں ہر صبح حضرت حق سے آواز آتی تھی کہ اے ایوب کیسے ہو اس کے نشہ میں شام تک مست رہتا
تھا اور شام کو بھی ایک آواز ایسی آتی تھی کہ صبح تک مستی رہتی تھی بعد صحت کے یہ آواز کبھی نہیں آتی - فرمایا کہ جو
مزہ میں نے فقر و فاقے میں دیکھا اور اس میں میرے مراتب کی ترقی ہوئی اور انبیاء علیہم السلام و ملائک مقربین
کی زیارت ہوئی اور انوار تجلیات مجھ پر نازل ہوئے وہ امور کبھی فراغت میں میسر نہ ہوئے، فرمایا فقر و
فاقہ بڑی نعمت ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الفقر فخری - فرمایا کہ میرے حضرت
باوجود اخفائے احوال کے ایسا تصرف قوی رکھتے تھے کہ جس سے عقل حیران رہ جاتی تھی حافظ محمود صاحب
داماد مولانا مولوی مملوک علی صاحب ایک مرتبہ حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں بعد بیعت کے حاضر
ہو کر عرض کرنے لگے کہ مجھے تصور شیخ کی اجازت دیجئے تاکہ تصور شیخ کیا کروں حضرت نے فرمایا کہ جب

Marfat.com

محبت و عقیدت غلبہ کرتی ہے تب تصور شیخ کون کرتا ہے غلبہ محبت سے تصور شیخ خود بخود بڑھ جاتا ہے حضرت کے اس فرمانے سے ایسا تصور شیخ ان پر غالب ہوا کہ ہر جگہ صورت شیخ کی نظر آتی تھی چلتے چلتے حیران ہو کر کھڑے ہو جاتے کہ صورت شیخ کی سامنے کھڑی ہے جہاں قدم رکھتے ہیں وہاں بھی صورت شیخ موجود ہے نماز میں سجدے کی جگہ صورت شیخ دیکھ کر نماز کی نیت توڑ دیتے تھے حضرت سے عرض کیا کہ اب تو نماز پڑھنی مشکل ہو گئی ہے کس کی نماز پڑھیں حضرت کی ادنیٰ توجہ سے جیسے یہ حالت پیدا ہوئی تھی جاتی رہی اور دوسری حالت ہو گئی اسی ضمن میں اپنے دادا پیر کا بیان فرمایا کہ ایک ڈوم آپ سے مشرف بہ بیعت ہوا اس نے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی وظیفہ بتلائیے حضرت نے کسی امر شنیع سے منع نہیں کیا صرف یہ فرمایا کہ جب اذان کی آواز سنو اسی وقت نماز میں شامل ہو جاؤ چاہے جس شغل میں ہو اسے ترک کر دیا کرو بعض معتقدین نے عرض کیا کہ اس کو گانے بجانے سے کیوں نہ منع فرمایا جواب دیا کہ میرے دل میں القا کیا گیا کہ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر اس ڈوم نے حضرت کے حکم کو اپنے اوپر واجب کر لیا اور بغور سننے اذان کے مسجد میں چلا جاتا تھا یہاں تک کہ جب گانے بجانے کا وقت ہوتا تھا تو کسی سے کہہ دیتا تھا کہ جب اذان ہو تو مجھے بتا دینا ایسا نہ ہو کہ شور و غل میں اذان نہ سنوں اور حضرت کے حکم کی تعمیل نہ ہو سکے تھوڑے دنوں میں وہ ڈوم سب باتیں ترک کر کے حضرت کی خدمت میں آ بیٹھا۔ فرمایا کہ ایک دفعہ میرے حضرت بعد نماز جمعہ کچھ وصیت کرنے لگے جس سے لوہاری والے بہت مغموم ہوئے اور عرض کیا کہ ہم تو جانتے تھے کہ ہمارے گھر میں دولت رکھی ہے جب چاہیں گے مستفید ہوں گے آپ کی باتوں سے ہمارا دل پاش پاش ہوا جاتا ہے ارشاد ہوا کہ گھبراؤ نہیں میرے بہت سے یار تمہارے پاس موجود ہیں انکو میرا قائم مقام سمجھو خصوصاً حافظ ضامن صاحب کو حضرت پیر و مرشد نے مجمع عام میں تو بالتصریح خلیفہ بنایا اور ضمناً ہم لوگوں کو بھی مجاز کیا البتہ خاص لوگوں سے بالتصریح بھی فرمایا کہ ہم نے فلاں فلاں کو اجازت عام دی ہے بعد اسکے حضرت بیمار ہوئے فرمایا کہ مجھے میرے وطن جھنجھانہ لے چلو جب چلتے وقت آپ تھانہ بھون تشریف لائے اور مسجد کے پاس میانہ رکھوا دیا میں بھی حاضر خدمت شریف ہوا حضرت نے فرمایا کہ تم مجرد تھے اور حافظ ضامن و مولوی شیخ محمد صاحب عیالدار میرا ارادہ تھا کہ تم سے مجاہدہ و ریاضت لونگا مشیت باری سے چارہ نہیں ہے عمر نے وفا نہ کی جب حضرت نے یہ کلمہ فرمایا میں پٹی (میانہ کی) پکڑ کر رونے لگا حضرت نے تشفی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے فقیر کی قبر

سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا ہے فرمایا (حضرت صاحب نے) کہ میں نے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالت حیات میں اٹھایا تھا بیان فرمایا کہ میرے بڑے بھائی شیخ ذوالفقار علی صاحب جب ملک پنجاب سے واپس آئے تو مجھ کو اوراد کا شائق پایا فرمانے لگے مجھ کو ایک فقیر نے ایک عمل بتلایا ہے تم سیکھ لو میں نے اسکو ان سے لے لیا ایک دفعہ میرا دہلی جانا ہوا وہاں عبداللہ مسند نشین درگاہ حضرت صابر بخش نے تقریب عرس میں مجھ کو بلوایا اور کسی اپنے مرید کا ہاتھی سواری کو بھیجا جب میں ان کے مکان پر پہونچا تو دیکھا کہ لوگ بڑی شان وشوکت سے جمع ہیں میں فقیرانہ حالت سے گیا تھا مجھ کو دیکھتے ہی تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دست بوسی کر کے مسند صدر پر بٹھایا مجھ کو بڑا تعجب تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے جب رات وظیفہ پڑھنے لگا تب خیال ہوا کہ یہ سب اسی وظیفہ کا اثر ہے خواب میں حضرت پیر و مرشد نے فرمایا کہ اس اعزاز سے کیا حاصل مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس عمل سے ناراض ہیں اسی وقت ترک کر دیا پھر نہیں پڑھا۔ فرمایا کہ میرے دادا پیر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب شیخ محمد جان صاحب ولایت سے خدا کی طلب میں ہندوستان تشریف لائے اور حضرت رحم علی شاہ سے خاندان قادریہ میں بیعت کی بعد ان کے انتقال کے پھر طلب کا تقاضا ہوا پھرتے پھرتے امروہے پہونچے وہاں حضرت شاہ عبدالباری کی شہرت تھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے چند دن بعد شاہ عبدالباری صاحب کو مطالعہ مثنوی شریف کی کیفیت ہوئی خدام سے کہا محمد جان سے کہہ دو کہ تمہارا حصہ شاہ غلام علی صاحب دہلوی کے یہاں ہے اور شاہ عبدالرحیم صاحب کو میرے پاس بلالاؤ جب شاہ عبدالرحیم صاحب حاضر ہوئے حضرت نے ان پر اسی کیفیت میں نظر ڈالی پہلے تو حضرت شاہ صاحب کو حالت گریہ طاری ہوئی بعدہٗ قہقہہ شروع ہوا مگر دوسری حالت شاہ عبدالباری صاحب کی بھی ہوئی دونوں صاحب باغ میں تشریف لے گئے اسی حالت میں شاہ عبدالرحیم صاحب کا مقصد دلی حاصل ہوا غالباً ۱۲۶۱ھ میں شیخ جان محمد صاحب سے کہ جبل ابو قبیس پر رہتے تھے اور مرجع خلائق تھے وقت زیارت حرمین سنا ہے۔ فرمایا کہ مومن خاں صاحب دہلوی فرماتے تھے کہ ایک بار چند حضرات شاہ عبدالعزیز صاحب سے حدیث شریف پڑھ رہے تھے شاہ صاحب نے تذکرہ اکابرین کا کیا ہم لوگوں نے عرض کیا کہ اب بھی کوئی ایسا ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ پرسوں ہمارے پاس فلاں حلیہ کا ایک شخص مسئلہ دریافت کرنے آویگا وہ مرد کامل ہے اور ساعت وقت بھی معین کر دیا ہم لوگ روز موعود میں زینت المساجد میں کہ کنارے جمنا کے واقع ہے انکے اشتیاق میں بیٹھے وقت مقررہ پر دریا کے کنارے سے اسی حلیہ کے ایک بزرگ صاحب

Marfat.com

نوواد ہوئے ہم لوگ دوڑے اور زیارت سے مشرف ہوئے وہ شاہ عبدالرحیم صاحب تھے مومن خاں صاحب اس واقعہ کی وجہ سے مجھ سے بہت محبت کرتے تھے، فرمایا کہ حمزہ علی خاں رئیس لوہاری حضرت عبدالرحیم صاحب کے مرید تھے ان پر ایسا رعب غالب تھا کہ حضرت کو دیکھ نہ سکتے تھے دیکھتے ہی حالت طاری ہوجاتی تھی بلکہ اگر وہ مکان میں ہوتے اور حضرت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لاتے تو وہ گھوڑے کی ٹاپ سنکر بے ہوش ہوجاتے تھے یہ ثمرہ محبت کا ہے۔ فرمایا کہ مفتی الٰہی بخش صاحب حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے طلبان کے گرد بیٹھے تھے اور خود تخت یا پلنگ پر لیٹے تھے اسی حالت میں حدیث شریف کا سبق ہو رہا تھا حضرت دادا پیر صاحب سبق سننے کیلئے اس حلقے میں تشریف لے گئے مفتی صاحب گھبرا کر بیٹھ گئے اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگے جب حضرت کو دیکھا تو فرمانے لگے کہ شاہ صاحب تشریف رکھتے ہیں یہ انوار و برکات آپ کی تشریف آوری کے باعث پیدا ہوئے ہیں فرمایا کہ مولانا مولوی محمد صادق صاحب بیان فرماتے تھے کہ چالیس برس سے مجھ سے اور میاں جیو نور محمد صاحب سے ملاقات ہے اس چالیس سال میں کبھی آپ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی الاستقامۃ فوق الکرامۃ آپ کی استقامت اعلیٰ درجے کی ہے فرمایا کہ میں نے ایک بار حضرت پیر و مرشد کی شان میں ایک مخمس کہا چونکہ مجھ میں تاب سنانے کی نہ تھی کسی اور کی معرفت حضرت کو سنوایا آپ نے فرمایا کہ خدا اور رسول کی صفت و ثنا بیان کرنا چاہیے میں نے عرض کیا کہ میں نے غیر خدا اور رسول کی مدح نہیں کی تیسرے روز حضرت نے فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم صاحب نے تم کو سرخ رنگ کا جوڑا عنایت کیا ہے گویا وہ خلعت صلہ اس مخمس کا تھا۔ فرمایا کہ کپڑے رنگیں سرخ کنایہ دو امر کا ہوتے ہیں ایک مرتبہ محبوبیت دوم شہادت محبوبیت کا مرتبہ تو بڑے لوگوں کو ملتا ہے ہم کیسے اس کے مستحق ہوسکتے ہیں البتہ مرتبہ شہادت عطا ہو تو بعید نہیں (یہ محض آپکا انکسار ہے ورنہ رتبہ محبوبیت میں کیا کلام ہے تمام مخلوق عوام و خواص کا آپکو بنظر محبت دیکھنا اس کی دلیل ہے جیسا کہ صحاح ستہ میں حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب خدا کسی کو اپنا محبوب بناتا ہے جبریل امین سے کہتا ہے کہ ہم نے فلاں شخص کو اپنا محبوب بنایا ہے تم اس کو اپنا محبوب سمجھو اور آسمان و زمین میں اسکی محبوبیت کی منادی کر دو پھر تمام مخلوق اس سے بنظر محبت پیش آتی ہے) اس مخمس کے چند اشعار یہ ہیں۔

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ

تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا عشق کی پر سنکے باتیں کانپتے ہیں دست و پا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

جام الفت سے تیرے ہیں ہی نہیں اک جرعہ نوش سینکڑوں دو پڑے مدہوش ہیں اے مے فروش
دل میں ہے انکے بھرا اک بادۂ وحدت کا جوش پر یہی کہہ کر اٹھے ہیں جب ہے آیا ان کو ہوش

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا! تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا بر ملا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

فرمایا کہ حضرت شیر خاں صاحب جب حالت نوکری میں وقت شب ذکر نفی و اثبات کرتے تھے تو ان کے منہ سے ظلمت و نور دونوں نکلتے تھے مدت تک کسی کو معلوم نہ ہوا ایک دفعہ وہ مسجد میں ذکر کر رہے تھے ایک شخص کا ادھر گذر ہوا اس نے دیکھا کہ مسجد میں کبھی اندھیرا ہو جاتا ہے اور کبھی روشنی ہو جاتی ہے متحیر ہو کر سبب دریافت کرنے مسجد کے اندر آیا آپ کو دیکھا کہ ذکر میں مصروف ہیں جب لا الٰہ کہتے ہیں منہ سے تاریکی نکلتی ہے اور جب الا اللہ کہتے ہیں روشنی نمودار ہوتی ہے بعد ازاں کئی آدمیوں نے دیکھا اور اسکا چرچا ہونے لگا جب شیر خاں صاحب کو اطلاع ہوئی چونکہ آپ کو توجہ پڑ تو پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کی حیات ہی میں انتقال فرمایا میں (راوی ملفوظات) حضرت کی خدمت میں غذائے روح کا وہ سبق جو حضرت شاہ نور محمد صاحب کی شان میں ہے سنا رہا تھا جب اثر مزار شریف کا بیان آیا آپ نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان اور روٹیوں کا محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمایئے حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنہ یا آدھ آنہ روز ملا کریگا ایک مرتبہ میں زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقررہ پائین قبر سے ملا کرتا ہے فرمایا کہ جہاں میرے حضرت پیر و مرشد کا مزار ہے وہاں ایک احاطہ امام سید محمود صاحب کا مشہور ہے اور اس احاطہ میں کسی نئی قبر کا حکم نہ تھا آپ وہاں اکثر جایا کرتے اور دیر تک مشغول رہتے تھے انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ اگر ممکن ہو مجھے اسی جگہ جہاں میں اکثر جاتا ہوں دفن کرنا وہاں سے مجھے بوئے انس آتی ہے الحاصل وہاں کے مجاوروں کو کچھ دیکر آپکا مزار وہاں بنایا گیا لیکن مجاوروں میں باہم تکرار ہوتی اسی حالت تکرار میں ایک آدمی کو کچھ غنودگی سی طاری ہوئی دیکھا کہ حضرت پیر و مرشد سید محمود صاحب فصیل احاطہ پر کھڑے ہیں اور

حضرت اپنا ہاتھ سید صاحب کے ہاتھ سے چھڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے بعض مجاور ناراض ہیں اب ہم یہاں نہ رہیں گے لیکن سید محمود صاحب نہیں چھوڑتے اور فرماتے ہیں کہ ہم کو ایک ہی تو یار غار ملا ہے ہم کیسے چھوڑیں گے اور اس منکر کو بہت لعن کیا جب وہ خواب سے بیدار ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا اور اپنے انکار سے باز آیا اور یہ کیفیت عام طور سے مشہور ہو گئی اور جنہوں نے بابت دفن کے روپیہ لیا تھا بمنت وسماجت واپس کیا۔ فرمایا کہ مزار مقدس آپکا خام ہے البتہ حلقہ پختہ ہے لوگوں نے چاہا کہ ایک ہاتھ سے اونچا کردیں آپ نے کسی کو خواب میں اشارہ کیا کہ خلاف سنت نہ کرو ایک ہی ہاتھ اونچا رہنے دو۔ فرمایا کہ حضرت پیرومرشد کے کوئی قریب حج کو تشریف لائے مجھ سے دریافت کیا کہ اجازت ہو تو قبر مبارک ازسرنو درست کردی جائے میں نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے بعض فقہا جائز لکھتے ہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ میں کیسے منع کردیتا جس مزار سراپا انوار سے میں نے فیض حاصل کیا ہو میرے نزدیک اس کی درستی و اصلاح تو فرض ہے فرمایا کہ امر وہہ میں ایک ہندو تھا وہ حضرت عبدالباری سے کمال اعتقاد رکھتا تھا اس نے آپ سے عرض کیا کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہے تعویذ دیجئے حضرت نے تعویذ دیکر فرمایا کہ ابھی تو اپنی بیوی کے بازو پر باندھ دو اور بعد تولد فرزند اس کے باندھ دینا تعویذ کی برکت سے اس کے لڑکا پیدا ہوا جب وہ سن تمیز کو پہونچا باغوائے بعض ہنود اس تعویذ کو کھول ڈالا اس میں اوڑری بھینسری ساون آیا لکھا تھا یہ پڑھ کر اس نے تعویذ پھینک دیا تعویذ پھینک کرہ نہانے کو گیا دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ اس امر کا تذکرہ تھا کہ عارف جنتی و دوزخی کو اسی عالم میں جان لیتا ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ہمارے پیر بھائی شیخ امام الدین تھانوی ایک مرتبہ حضرت پیرومرشد کے ساتھ جھنجھانے گئے تھے اور وہ زمانہ حضرت کے مرض الموت کا تھا جب شیخ صاحب اپنے وطن واپس آنے لگے حضرت نے فرمایا کہ جیسے دنیا میں جنتی دیکھنا ہو انہیں دیکھ لے فرمایا کہ حضرت حافظ ضامن صاحب میرے پیر بھائی مقام منصوریہ میں چھ مہینے رہے مگر بسبب توجہ پیرومرشد دم انا الحق کا نہیں مارا اور کبھی کلمات شطحیات زبان پر نہیں لائے بلکہ اسم و مسمی میں مستغرق رہتے تھے اور ذکر قلبی و لسانی دونوں ایک وقت میں کرتے تھے اور یہ اجتماع بہت مشکل ہے مثنوی معنوی کے درس میں شیخ کامل کی صحبت کے فوائد کا بیان تھا میں نے (مولانا احمد حسن صاحب نے) عرض کیا کہ کیا مجرد صحبت بدون ذکر و شغل کے بھی مفید ہوتی ہے فرمایا مفید ہوتی ہے بلکہ شیخ کامل کی شناخت کا ایک طریقہ مقرر کیا گیا ہے کہ اگر کسی شیخ کی صحبت سے دنیا سے دل سرد ہوتا جاتا ہے اور عقبیٰ کی طرف میلان زیادہ ہو تو وہ شیخ کامل ہے اور اگر وہ شیخ مکار ہے تو اول بباعث تشابہ ظاہری کے دل میں

Marfat.com

کچھ انوار ظاہر ہونگے مگر بعد کو تیرگی ہوجاویگی مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کثرت سے نکاح کرتے تھے اور بہت جلد طلاق دے دیتے تھے ایک شخص کے کئی لڑکیاں تھیں اس نے حضرت سے یکے بعد دیگرے سب کا نکاح کردیا اسکے احباب نے پوچھا کہ باوجودیکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تمہاری لڑکیوں کو طلاق دے دیتے ہیں پھر کیوں دوسری لڑکیوں کا نکاح ان سے کرتے ہو اس میں کیا اسرار ہے اس نے جواب دیا کہ حضرت امام صاحب بحسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جنتی ہیں میں چاہتا ہوں کہ انکا جسم شریف میری لڑکیوں سے مس ہوجاوے تاکہ وہ سب کی سب بدولت آپ کی صحبت کے پاک جنتی ہوجائیں۔ فرمایا کہ جب ۱۲۶۱ھ میں میں حج کو آیا تھا تو بندر مخہ میں اتر کر حضرت ابوالحسن شاذلی کی زیارت باسعادت سے شرف اندوز ہوا اور حضرت زین الدین مسند نشین درگاہ حضرت ابوالحسن سے بھی ملاقات ہوئی ان سے حزب البحر کی اجازت حاصل ہوئی اگرچہ اسکی اجازت مجھے حضرت پیر و مرشد سے تھی مگر تبرکاً دوسری اجازت بھی ان سے حاصل کرلی کیونکہ جامع حزب البحر کے حضرت ابوالحسن شاذلی تھے ان کے خاندان سے اجازت لینا نورٌ علیٰ نور ہے طریقہ زکوٰۃ جو ان سے مجھے حاصل ہوا بہت سہل ہے اور حزب البحر کے ساتھ طبع ہوگیا ہے، فرمایا کہ جب میں مکہ مکرمہ میں مہاجر ہوکر آیا یہاں کے اکثر مشائخ سلسلہ ظاہریہ و باطنیہ کے تھے وہ مجھ سے بالفت تمام پیش آتے تھے ایک بار میں عمرہ کے لئے تنعیم کو جارہا تھا اور یہ وہ زمانہ تھا کہ میں تازہ ہند سے آیا تھا ایک مرد صالح مجھ کو دیکھ کر اپنی سواری پر سے اتر پڑے اور جب میں آگے نکل گیا تب وہ سوار ہوئے لوٹتے وقت پھر وہ ملے اور ایسا ہی کیا میں حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اس کے بعد ایک شخص نے میری دعوت کی جب میں انکے مکان پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جو مسجد تنعیم کے راہ میں تھے پھر معلوم ہوا کہ وہ بڑے نامی گرامی صاحب سلسلہ بزرگ مکہ معظمہ میں نام مبارک انکا ابراہیم رشیدی ہے ملا نواب صاحب و محمد اسمٰعیل صاحب کے پیر و مرشد ہیں، فرمایا کہ ابراہیم رشیدی صاحب اکثر الماس کی باطنی کئی بار میری خلوت میں تشریف لائے اور بہت عنایت فرماتے تھے اور جب ملتے تھے تو فرماتے تھے محبتک فی فؤادی۔ اور اپنے قلب کی طرف اشارہ کرتے تھے، فرمایا کہ ایک بار مجھے ایک مشکل پیش آئی اور حل نہ ہوتی تھی میں نے حطیم میں کھڑے ہوکر کہا کہ تم لوگ تین سو ساٹھ یا کم زیادہ اولیاء اللہ کے یہاں رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر تم کس مرض کی دوا ہو یہ کہکر میں نے نماز نفل شروع کردی میرے نماز شروع کرتے ہی ایک آدمی کالا سا آیا اور وہ بھی پاس ہی نماز میں مصروف ہوگیا اس کے آنے سے میری

Marfat.com

حل ہو گئی جب میں نے نماز ختم کی وہ بھی سلام پھیر کر چلا گیا۔ فرمایا کہ مطاف میں بعض وقت ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ انکے انوار میں طواف کرنا مشکل ہو جاتا ہے یہی دل چاہتا ہے کہ انکے انوار و تجلیات کو دیکھا کیجے اور بعض وقت ایسی ظلمت اعمال شنیعہ طائفین کی ہوتی ہے کہ قلب مکدر ہو جاتا ہے اور طواف میں لذت و حظ نہیں آتا۔ فرمایا کہ جب تیسری مرتبہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا مجھے مثنوی معنوی کا بڑا شوق تھا اور حرم شریف میں چند مواضع میں درس مثنوی شریف ہوتا تھا۔ فرمایا کہ حافظ غلام مرتضےٰ مجذوب مقیم پانی پت سالک مجذوب تھے حالت سلوک میں ان کو جذب ہو گیا تھا ہماری بستی میں اکثر آیا کرتے تھے ایک بار غل ہوا کہ غلام مرتضیٰ پتھر مار رہے ہیں میں ان کے پاس گیا مجھ کو دیکھ کر انہوں نے پتھر مارنا چھوڑ دیے اور مجھے قریب بلایا میرے ہاتھ میں کوئی کتاب عشق کی تھی اس کے ورق کھلواتے گئے جب یہ شعر نظر پڑا اسے

عشق اول عشق آخر عشق کُل عشق شاخ و عشق نخل و عشق گُل

مجھ کو اشارہ کیا اور بشارت غلبۂ توحید کی دی۔ فرمایا کہ جو اسرار توحید میری زبان سے بے ساختہ نکل جاتے ہیں یہ اسی بشارت کا ثمرہ ہے فرمایا ایک دفعہ میری حافظ غلام مرتضیٰ سے ملاقات ہوئی۔ مجھے بشارت دی میں نے عرض کیا کہ میرے حوصلے کے موافق یا آپ کے فرمایا میرے موافق میں بہت خوش ہوا۔ فرمایا کہ ایک دفعہ میں صحرا میں پھر رہا تھا۔ ایک جھاڑی میں کچھ آثار آدمی کے معلوم ہوئے غور کرنے سے معلوم ہوا کہ وہی مجذوب صاحب ہیں مجھ کو دیکھ کر بیٹھ گئے میں بھی بیٹھ گیا مجھ کو توجہ جذب کی دینا شروع کی جب مجھے آثار جذب معلوم ہونے لگے میں نے حضرت پیر و مرشد کا تصور کیا اسی وقت حضرت میرے و ان کے درمیان حائل ہو گئے، مجذوب صاحب تبسم کرنے لگے میں نے عرض کیا کہ تمہاری طرح مجھ کو ننگا پسند نہیں ہے فرمایا ایک بار میں ان مجذوب صاحب کے پاس گیا میرے پاس ایک لنگی تھی فرمانے لگے کہ اسکو بچھا دو مولوی قلندر صاحب مع اپنے معشوق کے آتے ہیں میں نے پوچھا مولوی صاحب کہاں ہیں فرمایا ابھی آتے ہیں تھوڑی دیر میں مولوی قلندر صاحب مع محمد حسین صاحب کے کہ ان سے محبت کرتے تھے آئے مجذوب صاحب نے ان کو میری لنگی پر بٹھانا چاہا مولوی صاحب نے انکار کر کے کہا کہ مجھ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرانا چاہتے ہو مجذوب صاحب مولوی قلندر صاحب کی بڑی تعظیم کرتے تھے حتیٰ کہ اگر ننگے ہوتے تو اسی وقت لنگی اپنی شرمگاہ پر ڈال لیتے اسکا یہ سبب تھا کہ مولانا قلندر صاحب کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت حضوری تھی، فرمایا کہ میں دہلی میں آیا طالب علمی میں ایک سال

Marfat.com

تک ہا بعدہ کبھی کبھی جاتا تھا اور دس پندرہ روز قیام کرتا ایک دفعہ میں دہلی گیا مولوی شاہ عبدالغنی صاحب سے مجھے بے تکلفی تھی اور آمد و رفت رہتی تھی میں شاہ احمد سعید صاحب سے ملنے گیا جب انکے مکان پر پہنچا تو وہ حلقہ مریدین میں بیٹھے تھے مجھے دیکھ کر وہاں سے اٹھ کر ایک علیحدہ مقام پر مصلی بچھا کر بیٹھے جب وہ اور میں اکیلے ہوئے تو میں نے کہا کہ آج نسبت چشتیہ نسبت نقشبندیہ پر غالب ہے آج آپ میں نسبت نقشبندیہ کا پتہ بھی نہیں ہے ان دنوں میں مجھ میں گرمی غالب تھی شاہ صاحب نے فرمایا صحیح ہے آجکل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی مجھ پر عنایت ہے۔ فرمایا کہ شاہ احمد سعید مجھ سے پہلے مدینہ منورہ تشریف لیگئے تھے جب میں وہاں پہنچا تو آپ بہت مریض تھے ترک لوگ قلعہ میں معالجہ کیلئے اٹھالے گئے تھے ترک انکی بہت تعظیم و توقیر کرتے تھے کیونکہ ترک اکثر خالدیہ ہیں اور خالد صاحب نے شاہ غلام علی صاحب دہلوی سے طریقہ نقشبندیہ اخذ کیا تھا اور شاہ احمد سعید صاحب شاہ غلام علی صاحب کے با توسط مرید و خلیفہ بلاواسطہ تھے جب میں ان کو دیکھنے گیا باوجود نقاہت مجھ کو دیکھ کر کہا کہ مجھے بٹھا دو حاجی صاحب آتے ہیں بعد سلام مسنون کے شاہ عبدالغنی صاحب سے کہا کہ جب تک میں مریض ہوں حاجی صاحب کی خدمت تمہارے ذمے ہے بعد صحت کے میں خود دیکھ لونگا (حضرت صاحب نے اس کیفیت کو مجھ سے بھی بیان فرمایا اور شاہ احمد سعید صاحب کو یاد کر کے بہت رنجیدہ اور اشکبار ہوئے) فرمایا کہ ابوالحسن مرید خاص شاہ احمد سعید صاحب نے چاہا کہ میں شاہ صاحب سے کچھ ان کی سفارش کردوں میں نے کہا یا نہیں کہا لیکن وہ جب میرے پاس آئے تو بہت بشاش تھے اور کہا کہ آپ کی عنایت سے شاہ صاحب نے مجھے طریقہ بھی بتلا دیا اور مجاز بھی کر دیا۔ فرمایا کہ اسی سال ایک شخص محمود رافع نام باشندہ طرابلس نے ہمراہی مولوی عبدالوہاب صاحب میرے پاس آکر استدعائے بیعت کی اور بیان کیا کہ میرے والد مفتی عبدالغنی صاحب نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ تم مکہ مکرمہ میں بیٹھے کیا کرتے ہو حاجی امداداللہ صاحب سے بیعت کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا کہ میں حرم میں بیٹھا تھا ایک شخص مسمی عبدالرحمن باشندہ آسام میرے قدموں پر آکر گرا اور کہنے لگا کہ میرے والد اولیا کرام سے تھے مجھ کو آپ کی صورت مقدس دکھا کر حکم دیا ہے کہ آپ سے بیعت کرو اسی حلیہ خواب کو آپ سے موافق پا کر حاضر ہوا ہوں فرمایا کہ خدا جانے لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں اور میں کیا ہوں۔ محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ تباہی میں تھا میں مراقب ہو کر آپ سے ملتجی ہوا آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا۔ مولوی

Marfat.com

غلام حسین صاحب نے مکہ مکرمہ میں خواب دیکھا کہ ایک مجمع میں حضرت صاحب کا ایک مرید کہہ رہا ہے کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حاجی صاحب دیگر اولیاء سے سبقت لے گئے ہیں (راوی ملفوظات) نے کہا کہ مرید کو اپنے پیر سے ایسا ہی اعتقاد رکھنا چاہیے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں اپنا اعتقاد تو بیان نہیں کرتا بلکہ حضرت رسول مقبولؐ کا فرمان بیان کرتا ہوں جب حضرت صاحب سے یہ خواب عرض کیا گیا فرمایا کہ عجب معاملہ ہے کہ تم لوگ کیا کیا دیکھتے ہو اور مجھے کیا کیا اعتقاد کرتے ہو حالانکہ مجھ میں کچھ بھی کمال نہیں ہے حضرت اللہ کی ستاری ہے میرے عیوب چھپا رکھے ہیں امید ہے کہ اسی طرح عاقبت میں بھی اپنے فضل وکرم سے میرے جرائم کسی پر ظاہر نہ کرے اس خواب کا تذکرہ کئی بار حضرت نے فرمایا۔ فرمایا کہ دہلی میں چند مشائخ کامل ہمعصر تھے چشتیہ نظامیہ میں حضرت فخر الدین صاحب اور قادریہ میں حضرت میر درد صاحب نقشبندیہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور صابریہ میں حضرت غلام سادات صاحب فرمایا کہ حضرت غلام سادات کے تھانہ بھون میں اکثر لوگ مرید تھے اس وجہ سے وہ اکثر یہاں تشریف لاتے تھے ایک مرتبہ آپ آئے تو تمام لوگ ملاقات کو گئے مگر حافظ ضامن صاحب کے دادا امیر عبدالغنی حاضر نہ ہوئے آپ نے دریافت کیا کہ میر عبدالغنی کیوں نہیں آئے لوگوں نے عرض کیا کہ انکا ایک حسین وجمیل جوان لڑکا انتقال کر گیا ہے اس وجہ سے وہ مخبوط الحواس ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک بار انہیں میرے پاس لاؤ مگر وہ نہ گئے اتفاقیہ راستے میں حضرت غلام سادات کو مل گئے آپ نے انکا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ؎ عشق بر مردہ نباشد پائیدار ؏

اسی وقت انکا خبط جاتا رہا اور عشق حق غالب ہو گیا مسجد میں بیٹھ رہے اور خدا کی یاد میں راہی ملک بقا ہوئے۔ فرمایا کہ رامپور میں ایک شخص یوسف نام میرے مرید تھے ان کو کسی سے عشق تھا اتفاقاً میرا وہاں جانا ہوا میری طبیعت میں گرمی غالب تھی میں نے ان سے کہا کہ جس صورت پر تم عاشق ہو وہ یہاں بھی تو موجود ہے یہ سنتے ہی اسکا حال بدل گیا اور پہلی محبت محو ہو کر جدید محبت پیدا ہو گئی جب تک میرا قیام رامپور میں رہا مجھے ہر وقت دیکھتے رہتے تھے جب میں مکان چلا آیا تو وہ اکثر وہاں آتے اور تھوڑے دن رہ کر چلے جاتے تھے۔ فرمایا کہ اکثر لوگ ناشکری کی وجہ سے محروم رہتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم ذکر و شغل کرتے ہیں اور کچھ حاصل نہیں ہوتا حالانکہ خدا کی لو میں لگ جانا اس کی یاد میں مشغول ہونا بڑی نعمت ہے اگر خداوند کریم خود جذب نہ فرماتا تو کوئی کیسے اسکی یاد کرتا بندہ کو بندگی کرنی چاہیے خداوندی خدا کے اختیار میں ہے

Marfat.com

اس سے پہلے رات کو حرم شریف میں بعض لوگوں نے شکایتاً آپس میں ذکر کیا تھا کہ حضرت ہمارے حال پر کچھ توجہ نہیں فرماتے صبح کو حضرت نے انہیں مخاطب ہو کر یہ راز فرما دیا۔ فرمایا کہ بدون مجاہدہ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اللہ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سُبُلنا پھر اسی کے موافق فرمایا کہ تمہاری تعلیم کیواسطے کہتا ہوں کہ یہ فقیر عالم شباب میں اکثر راتوں کو نہیں سویا خصوصاً رمضان شریف میں بعد مغرب دو لڑکے نابالغ حافظ یوسف ولد حافظ ضامن صاحبؒ حافظ احمد حسین میرا بھتیجا سوا سوا پارہ عشا تک سناتے تھے بعد عشا دو حافظ اور سناتے تھے ان کے بعد ایک حافظ نصف شب تک اس کے بعد تہجد کی نماز میں دو حافظ اور غرضیکہ تمام رات اسی میں گذر جاتی تھی۔ فرمایا کہ اکثر لوگ توحید وجودی میں غلطی کر کے گمراہ ہو جاتے ہیں تمثیل بیان فرمائی کہ کسی گرو کا چیلہ توحید وجودی میں مستغرق تھا رستے میں ایک فیل مست ملا اس پر فیل بان پکارتا آتا تھا کہ یہ ہاتھی مست ہے میرے قابو میں نہیں ہے اس (چیلہ کو) لوگوں نے بہت منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ وہی تو ہے دو میں بھی وہی ہوں خدا کو خدا سے کیا ڈر آخر ہاتھی نے اسے مار ڈالا جب اسکے گرو نے یہ حال سنا گالی دے کر کہا کہ ہاتھی جو مظہر مضل تھا اس کو تو دیکھا اور فیل بان کو کہ مظہر ہادی تھا نہ دیکھا ہادی و مضل اوپر نیچے جمع تھے ؎ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی۔ مثنوی معنوی کے درس میں جذب کا ذکر تھا حضرت نے جذب کی تعریف کر کے فرمایا کہ خاندان چشتیہ میں آخر کو اکثر جذب غالب ہو جاتا ہے مناسب حال حکایت علاؤالدین علی احمد صابر قدس سرہ کی بیان فرمائی کہ ایک خادم قوال نے حضرت گنج شکر سے اجازت مانگی کہ آپ کے خلفا کی زیارت کو جی چاہتا ہے بعد اجازت کے وہ حضرت مخدوم صابر کی خدمت میں آیا آپ بباعث غلبہ استغراق و کمال جذب کے کسی کے آنے جانے سے واقف و آگاہ نہ ہوتے تھے حضرت شمس الدین ترک نے (جو خدمت میں رہتے تھے) بآواز بلند ہوشیار کیا اور عرض کیا کہ حضرت پیر و مرشد کا خادم آیا ہے اور حضرت کا سلام مسنون لایا ہے آپ نے بعد جواب سلام کے اتنا دریافت کیا کہ میرے شیخ کیسے ہیں اور حضرت شمس الدین کو تاکید فرمائی کہ اسکی توقیر کرو اور گولر (جو آپ تناول فرماتے تھے) آج نمک بھی ڈالنا یہ کہہ کر پھر حالت استغراق میں ہو گئے اس کے بعد وہ قوال حضرت سلطان الاولیاء کے یہاں حاضر ہوا یہاں تو شاہی کارخانے تھے، بہت تعظیم و توقیر اسکی ہوئی اور حضرت نے عمدہ عمدہ کھانے کھلوائے اور بہت کچھ تحفہ و ہدیہ عنایت کیا جب قوال حضرت فریدالدین گنج شکر کے

حضور میں حاضر ہوا آپ نے دونوں صاحبوں کا حال دریافت کیا اس نے حضرت سلطان الاولیا کی بڑی تعریف کی اور مخدوم صاحبؒ کی شان میں عرض کیا کہ وہ تو کسی سے بولتے بھی نہیں نہ وہاں کچھ ہے حضرت نے پوچھا کہ ہمارے حق میں کچھ بولے تھے کہا کچھ بھی نہیں آپ نے مکرر فرمایا کہ آخر کچھ کہا عرض کیا کہ صرف یہ پوچھا تھا کہ میرے شیخ کیسے ہیں آپ چشم پُرآب ہو کر فرمانے لگے کہ آج وہ ایسے درجے میں ہیں کہ وہاں کسی کی گنجائش نہیں یہ انہی کا استقلال اور میرے ساتھ کمال محبت ہے کہ ایسی حالت میں بھی مجھے پوچھا اور یاد کیا۔ منشی عبداللہ خادم حضرت صاحبؒ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت کو بیماری شدید لاحق تھی اس وجہ سے بالاخانے پر تشریف نہ لے جاتے تھے اسی دیوان خانے میں رہتے تھے تین مہینے کامل یہی حالت رہی اکثر ذکر جہر باواز بلند کرتے تھے مولوی اسمٰعیل صاحب کو جب معلوم ہوا انہوں نے عرض کیا کہ ذکر جہر بشدت اس مرض میں مضر ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر نہیں ہے کہ میں نے کیا ذکر کیا اور کس کیفیت سے اسی حالت میں اکثر آپ کو شدت سے ہنسی بھی آتی تھی مگر ہم لوگ بوجہ ادب کے نہ دریافت کر سکتے تھے ایک بار خود حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے اپنے اعمال کی پاداش نظر آجاتی ہے۔ وہ ہنساتی ہے اور نیز عاشق کے رنج و راحت مرض و صحت دونوں یکساں ہیں جو لطف و مزہ یار کے انعام و اکرام میں ہے وہی لطف و چین اس کے قہر و ایذا میں ہے، فرمایا کہ ایک سال یا دو سال ہوئے مصر سے ایک پاشا آیا اس کو مجھ سے ملنے کا بہت شوق تھا رات کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تھا صبح کو کئی بار شیخ الحارہ کے ذریعے سے میرے مکان پر دریافت کرایا کہ شیخ بالاخانے سے اترے یا نہیں میرے نیچے آتے ہی وہ بھی ہمراہی شیخ الحارہ آئے لباس شاہی میں فقیر کامل تھے مجھ سے عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا روم کے خاندان میں بیعت رکھتے تھے۔ چند اشعار مثنوی معنوی کا مطلب مجھ سے دریافت کیا اور بعد دریافت مطلب بہت مسرور ہوئے اور ان کو زیادہ عقیدت ہو گئی۔ فرمایا کہ نماز کا کشف بہت صحیح ہوتا ہے اس لئے کہ نماز معراج المومنین ہے اس میں حضوری حق ہوتی ہے عین دربار خداوندی سے جو کشف ہو گا وہ ضرور موافق نفس الامر کے ہو گا اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تدابیر جوش جہاد کی حالت نماز میں کرتے تھے، لوگ کہتے ہیں کہ خیالات نماز میں کچھ نقصان نہیں دیتے ہیں اور حضرت عمر کے واقعہ کی سند لاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ وہ حضوری تھی خیالات غیریت نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ فیضان باری تھا کہ عین حالت مناجات و حضوری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کشف ہوتا تھا۔

Marfat.com

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر　　گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

آں یکے شیرے کہ مردم مے خورد!　　واں یکے شیرے کہ مردم مے خورد

فرمایا کہ راؤ عبداللہ خاں مغرب کی نماز پڑھتے تھے اپنے بیٹے امیر خاں کو پکارنے لگے امیر علی میرے خداوند نے آج مجھ کو دکھایا ہے کہ حاجی میاں کو مسجد میں بند کرکے قفل لگا دیا ہے اور مولوی رشید احمد کے ہاتھ میں کتاب دیکر درس کو کہہ دیا ہے یہ بات حاجی میاں کو کہہ دو کہ وہ اسکا مطلب سمجھ لیں گے میں نوں (بزبان پنجابی یعنی مجھے) کچھ خبر نہیں ہے اسکا کشف پورا نکلا کہ مجھے تو مکہ مکرمہ میں کہ اشرف المساجد ہے مقید کردیا ہند کا خواب و خیال بھی نہیں آتا اور مولوی رشید احمد صاحب کو کتاب دیکر مدرس بنا دیا ہمیشہ احادیث نبویہ کا درس دیتے ہیں۔ فرمایا کہ راؤ عبداللہ خاں اپنے پیر حاجی عبدالرحیم صاحب کو خداوند سے تعبیر کرتے تھے اور اور زبان پنجابی بولتے تھے۔ فرمایا کہ جب میں مکہ مکرمہ میں ہجرت کرکے آیا تھوڑے دن بعد میرے نکاح کے پیغام آنے شروع ہوئے گو کہ میری جوانی جو نکاح کے واسطے مناسب حالت تھی تجرد میں گذر گئی تھی لیکن بخیال سنت نبوی میں نے قبول کرلیا جہاں میرا پہلا نکاح ہوا تھا انہیں دنوں انہوں نے خواب دیکھا کہ میری گود میں چاند آگیا ہے ان کی والدہ نے مولوی سید حسین صاحب مجذوب سے اس خواب کی تعبیر پوچھی سید صاحب نے فرمایا کہ انکا نکاح ایسے شخص سے ہوگا جو چاند کی طرح شرق و غرب میں مشہور ہوگا جب ان کا نکاح مجھ سے ہو گیا سید صاحب نے کہا کہ جو تعبیر میں نے دی تھی وہی ٹھیک نکلی حاجی صاحب بیشک چاند ہیں کہ انکے نور سے ہزارہا آدمی مستنیر ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہوں گے اور انکی شہرت بھی ہر جگہ ہے تمام علمائے کرام و مشائخ عظام انکو بنظر اکرام دیکھتے ہیں، فرمایا کہ فقر و فاقہ بڑی نعمت ہے مجھ پر یہ حالت اس طرح گذری ہے کہ میرے احباب مجھ کو قرض نہیں دیتے تھے اور ظاہری حالت میری بھی امیرانہ تھی یعنی لباس بھی عمدہ ہوتا تھا اور مسند تکیہ بھی درست اور بھوک کے مارے یہ حالت ہوتی تھی کہ زینے پر چڑھنا دشوار ہوتا تھا۔ بلکہ بار ہا گر بھی پڑتا تھا اس حالت میں عجائب و غرائب واقع پیش آتے تھے کہ جن کا مزہ بھی نہیں بھولتا مگر یہ لطف حالت تجرد میں ہے اہل و عیال والے کو مشکل ہے پھر میری (مولوی احمد حسن صاحب) طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس نے باوجود عیالدار ہونے کے ولولہ عشق میں آکر سب کچھ چھوڑ دیا اور چلا آیا مجھ کو اسکا خیال ہے ع

کہ عشق آساں نمود اول و لے افتاد مشکلہا!

آدمی کو چاہئے کہ ہر وقت خدا سے دعا مانگتا رہے کہ وہ ہم غربا کو اپنے ابتلا و امتحان سے محفوظ رکھے میں نے

Marfat.com

(راوی ملفوظات) عرض کیا کہ اس فقیر حقیر نے تو آپ کا دامن پکڑا ہے اس کی نگرانی و حفاظت آپ کے ذمہ ہے مجھ کو کچھ اختیار نہیں ہے ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

فرمایا کہ تمہاری محبت و عقیدت ہے اللہ کے ساتھ جیسا آدمی ظن رکھتا ہے، اس کے ساتھ خدا ویسا ہی معاملہ کرتا ہے رزق کا کفیل ذمہ دار خدا ہے ہم پر تمام مصائب ہمارے اعتقاد سے ہیں اسماء اللہ میں ہم کو ایک اسم کی بھی معرفت کامل نہیں ہے، جیسے رزاق اگر ہم اس کو رزاق یقیناً جانیں تو پھر روزی کے لئے کیوں حیران و پریشان پھریں۔ دریافت فرمایا کہ چلہ میں کچھ پرہیز بھی کرتے تھے کہا گیا بجز حاجت انسانی کے خلوت سے باہر نہیں نکلتے تھے، فرمایا کہ خورد و نوش کی کیا صورت تھی کہا گیا کہ محض توکل تھا کبھی کھانا میسر ہوتا تھا کبھی نہیں فرمایا کہ صاحب چلہ کو چاہئے کہ اول انتظام اکل و شرب کا کرے تب چلہ اختیار کرے توکل تو عمدہ چیز ہے مگر اس میں امتحانات بہت ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ اہل توکل کو ثابت قدم ہونا ضروری ہے اگر ثابت قدم رہا تو سارے صعوبات آسان ہو جاتے ہیں، فرمایا کہ جب یہ فقیر مکہ مکرمہ میں وارد ہو کر صفا کی رباط میں مقیم ہوا اس زمانے میں ایک فقیر تھا اس کے پاس بہت سی اشرفیاں تھیں انہیں سے اس کا کھانا پینا چلتا تھا مگر رات کو باعث ان کی نگرانی کے اس کو نیند پڑنا دشوار تھی مجبور ہو کر بیچارے نے سب اشرفیاں تقسیم کر دیں اور اپنے حوائج کا خدا پر بھروسہ کیا امتحان باری شروع ہوا پندرہ روز متواتر کھانا نہیں ملا مگر زمزم شریف کہ الزمزم لما شرب لہٗ وارد ہے پی کر بسر کرتے رہے پندرہ دن بعد ان کو کھانا ملا پھر آٹھ روز بعد ملنے لگا پھر چار روز بعد پھر دو روز بعد وہ فقیر ان مصائب میں راضی برضا رہے اور باب صفا کے قریب نشست و برخاست رکھتے تھے جب ان کا امتحان پورا ہوا خدا نے ان کی روزی کا سبب پیدا کر دیا اور ایک تیس کی لڑکا ان کے پاس آ کر لکھنے لگا انہوں نے اس کو قلم بنانا سکھایا اور کسی حرف میں اصلاح دی اس لڑکے کا باپ یہ سب دیکھ رہا تھا فقیر سے عرض کیا کہ آپ اس لڑکے کو کچھ بتلا دیا کیجئے اور جب اسکو معلوم ہوا کہ انکا کوئی سامان خورد و نوش کا نہیں ہے اپنے گھر سے دونوں وقت کا کھانا مقرر کر دیا ایک مدت بعد وہ لڑکا تعلق بھی جاتا رہا مگر غیب سے انکا دو وقت کھانا جاری رہا۔ فرمایا کہ لوہاری میں ایک فقیر وارد ہوا مولوی محمد صادق صاحب نے حسب عادت اہل محلہ سے کہا کہ ایک مہمان آیا ہے اس کے کھانے کا انتظام کرنا چاہئے فقیر بولا کہ میرے کھانے کی آپ فکر نہ کریں میں تو بغیر مرغ پلاؤ کے کھاتا نہیں ہوں مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہاں گاؤں میں مرغ پلاؤ کہاں ہو سکتا ہے اس نے جواب دیا کہ آپ کو فکر کی کیا ضرورت ہے بعد نماز عشاء جب سب

Marfat.com

لوگ سونے کو تیار ہوئے ایک شخص نے مسجد کے کنواڑ کھلوائے اور مولوی صاحب کی خدمت میں مرغ پلاؤ لاکر عرض کیا کہ میرے یہاں ایک مرغ کا بچہ تھا اور میں نے نذر مانی تھی خدا نے پوری کر دی لہذا یہ کھانا لایا ہوں مولوی صاحب نے فرمایا کہ فقیر کو دے دو اسی کا حصہ ہے بہتیر اس شخص نے کہا کہ میں آپ کے واسطے لایا ہوں مگر آپ نے فقیر کو دلادیا اس کے بعد فقیر سے اسکا واقعہ پوچھا اس نے جواب دیا کہ میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر مجھ کو کھانا کھلانا منظور ہے تو مرغ پلاؤ کھلاؤ اور کچھ نہ کھاؤں گا بھوک سے مرجاؤں گا پہلے تو بہت کچھ امتحان ہوا آٹھ آٹھ روز فاقے ہوئے بعدہٗ غیب سے سامان ہو گیا ہمیشہ مرغ پلاؤ ملتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ کا معاملہ ہر کسی سے جدا جدا ہے کسی کو مرغ پلاؤ کھلاتا ہے کسی کو روکھی روٹی دیتا ہے اور کسی کو فاقہ ہوتا ہے۔ لایسئل عما یفعل وھم یسئلون فرمایا کہ میں نے ایک بار چلہ کا ارادہ کیا اور اسکے واسطے آٹھ آنے کے جو خریدے تھے۔ میری بھاوج نے کہا کہ جو کی روٹی کھانی مشکل ہوگی میں نے کہا جس طرح بنے گا کھاؤں گا انہوں نے جو کوٹ چھان کر گیہوں کی طرح بنائے ہر روز مجھے ایک روٹی ملتی تھی وہی کافی ہوتی تھی اس بیان سے یہ غرض ہے کہ چلہ کش کو لابد ہے کہ اول اکل و شرب کا انتظام کرلے ایسا نہ ہو کہ مابین چلہ کے اس فکر میں پڑکر اطمینان جاتا رہے کیونکہ بدون اطمینان کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ایک شخص نے توکل اختیار کرکے ایک جنگل میں سکونت اختیار کی تین روز تک اسکو کھانا نہ ملا حضرت موسیٰ سے اس نے شکایت کی آپ نے خدا سے عرض کیا جواب ملا کہ یہ شخص چاہتا ہے کہ عالم اسباب کہ میرے اسماء صفات کا مظہر ہے اور ہمراسر حکمت ہے مٹ جاوے اس سے کہہ دو کہ بستی میں جاکر قیام کرے یہ بھی ایک سبب ہے سبب کا مرتکب ہونا توکل کے منافی نہیں ہے حدیث شریف میں یہ مضمون وارد ہے ع

برتوکل زانوے اشتر بہ بند

فوائد صحبت میں فرمایا کہ حضرت جنید پر ایک بار حالت طاری تھی ایک کتا سامنے آگیا اس پر ایسا اثر پڑا کہ چیختا ہوا نکلا اور باہر جاکر مراقب ہوکر بیٹھ گیا اور شہر کے کتے اس کے گرد مانند طالب صادق کے بغرض استفادہ جمع ہوئے۔ تعبیر رویا کا بیان فرمایا کہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک آدمی مر گیا اسکا جنازہ حرم شریف میں آیا اور لوگوں کا اسکے گرد مجمع ہے میں نے اسکی تعبیر دی کہ دنیا میں اس جنازے کا بہت کچھ عروج ہوگا چند سال بعد اسکا ایسا عروج ہوا کہ کسی ہندی کا مکہ معظمہ میں ایسا عروج نہ تھا حتی کہ شیخ الہنود ہوا اور شرفائے عرب میں اسکی بہت تعظیم و توقیر ہوئی۔ فرمایا کہ یہی مرنا سالک کے حق میں تعبیر اس کے نفس کا مرنا ہے اور

کامل کے لئے تعبیر اسکی غفلت یاد الٰہی سے ہے اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص کسی کامل کی زیارت کو چلا راستہ میں ایک درخت کے نیچے آرام کیا اس درخت پر جانوروں نے آپس میں کہا کہ افسوس فلاں فقیر جس کی زیارت کو یہ آدمی جارہا ہے فلاں روز مرگیا یہ سنکر اس کو تفکر ہوا مگر عزم فسخ نہیں کیا جب ان بزرگ کے یہاں پہنچا ان کو صحیح و سالم پاکر راستہ کا حال بیان کیکے کہا کہ جانور تک جھوٹ بولنے لگے انہوں نے کہا کہ جانور سچے ہیں اس دن میں ذکر الٰہی سے غافل تھا جو میرے واسطے مرگ سے بدتر ہے۔

فرمایا کہ کسی شخص نے خواب دیکھا کہ وہ تلوں میں تیل ڈال رہا ہے شاہ عبدالعزیز صاحب سے تعبیر پوچھی گئی آپ نے فرمایا کہ اس کے گھر اس کی ماں ہے بعد تحقیق معلوم ہوا کہ فی الواقع اسکی زوجہ اس کی ماں ہے کیفیت یہ تھی کہ وہ عورت اپنا لڑکا و خاوند چھوڑ کر چکلے میں کسب کرنے لگی تھی جب یہ لڑکا جوان ہوا اس عورت سے آشنائی ہوئی پھر وہ عورت اس کے گھر چلی گئی پھر فرمایا کہ یہ تعبیر بدوں کشف و کرامت کے نہیں ہو سکتی شاہ صاحب بہت بڑے عارف تھے اور طریق توسط پر چلتے تھے میرا مسلک بھی انہیں کی انداز پر ہے

اثنائے سبق مثنوی معنوی میں فرمایا کہ مکہ میں ایک فقیر حجاج کا منہ تکتا پھرتا تھا کسی نے پوچھا کہ شاہ صاحب کیا دیکھتے ہو جواب دیا خدا کو دیکھتا ہوں (حضرت صاحب نے) فرمایا کہ حضرت حق صورت و شکل سے پاک ہے اسکی صورت اگر ہے تو یہی انسان کامل ہے پس انسان کامل حق نہیں صورت حق ہے اگر حق کی مجالست و مکالمت منظور ہو اولیائے کرام و عرفائے عظام کی صحبت اختیار کرے ؎

ہر کہ خواہد کہ نشیند با خدا　او نشیند در حضور اولیاء

(راوی ملفوظات) نے ایک خط اپنے دوست کا حضرت کو سنایا مضمون یہ تھا کہ میری لئے حضرت کی خدمت میں استدعائے دعا کرنا کہ مجھے وسواس کہ اظہار انکا موجب کفر ہے کثرت سے آتے ہیں اور روزگار کے واسطے مدت سے پریشان ہوں اس کے لئے بھی دعا فرمائیں اگر کوئی وظیفہ ارشاد ہو تو مجھے اطلاع دینا آپ نے فرمایا کہ وسوسہ انشاء اللہ جاتا رہے گا ان کو کہہ دو کہ پاس انفاس کا خیال رکھیں یا ھو الظاھر ھو الباطن کا مراقبہ کریں اور روزگار کے لئے سورہ واقعہ بعد نماز مغرب ایک بار و سورہ فاتحہ مابین سنت و فرض صبح اکتالیس بار اور یا اللہ یا مغنی گیارہ سو مرتبہ کہ اصل ہے ورنہ ایک سو ایک بار معمول رکھیں فرمایا علمائے ظاہر و ما من دابۃ الا علی اللہ رزقہا ہمیشہ پڑھتے پڑھاتے ہیں مگر اس پر اطمینان کامل نہیں ہے ورنہ روزی کے لئے کیوں ایسے پریشان پھرتے اور اہل دل کی خوشامد

Marfat.com

کرتے، مناسب حال حکایت بیان فرمائی کہ مولانا عبدالقیوم صاحب مقیم بھوپال داماد شاہ محمد اسحق صاحب جب مکہ مکرمہ آئے میرے پاس رباط آغا الماس میں جہاں میں مقیم تھا اکثر آتے کبھی ظہر سے عصر تک اور کبھی عصر سے مغرب تک ایک مرتبہ وہ اور میں عمرہ کو جاتے تھے راستے میں انہوں نے حکایت بیان فرمائی کہ ایک شہر میں ایک امیر اور مفلس عالم رہتے تھے، امیر کانا، لنگڑا اور زانی و شراب خور تھا اور مولوی صاحب حسین صالح و متقی تھے ایک فقیر وہاں آئے تمام اہل شہر انکے پاس جاتے تھے مولوی صاحب بھی گئے اور کہا کہ مجھے ایک شبہ ہے اس کے حل کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ ہمارے شہر میں فلاں شخص میں تمام عیوب ہیں اور وہ امیر ہے اور مجھے سب طرح کے کمالات حاصل ہیں میں نان شبینہ کو محتاج ہوں یہ کیا انصاف ہے مجھے اس میں بڑا خلجان ہے فقیر نے بعد تامل جواب دیا کہ کہو تو تمام عیوب بدل کر تم کو اس امیر کے موافق کردوں اور اس کو تمام محاسن دیکر تم سا فقیر کردوں، مولوی صاحب نے کہا مجھے یہ منظور نہیں ہے کہ عیوب لے کر مالدار ہوں فقیر بولا کہ آپ خود انصاف کیجئے کہ آپ کو اتنے کمالات عنایت ہوئے ہیں اگر ایک فاقہ ملا تو کیا حرج ہے اور اس امیر میں تمام عیوب کے ساتھ ایک امیری ہوئی تو کیا ہوا انصاف یہی ہے جو وقوع میں آیا اور اگر آپ کی خواہش کے مطابق ہوتا تو اس میں گمان ظلم ناانصافی کا بھی ہوتا۔ فرمایا کہ ایک بار ہمارے وطن میں کوئی تقریب تھی حافظ وزیر علی صاحب وغیرہ احباب موجود تھے اتفاقاً قوال حافظ ضامن علی صاحب (جن کا دیوان مشہور رہے) کے آئے اور درخواست کی کہ کچھ قصائد نعتیہ و عشقیہ سن لیجئے میری عادت تھی کہ قوالوں کو کچھ دے کر ٹال دیتا تھا سماع نہیں سنتا تھا اس دن وزیر علی صاحب مصر ہوئے کہ مجرد سماع میں کیا حرج ہے اس کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہے اور یہ قوال بھی صوفی مشرب اکثر ذاکر و شاغل تھے قوالوں نے ایسی غزل شروع کی کہ سب لوگ تڑپ گئے حافظ عبدالرحیم صاحب کو کہ بہت ہی ذاکر و شاغل تھے ایسا قہقہہ شروع ہوا کہ ختم ہی نہ ہوتا تھا محلے کی عورتوں نے جو سنا تو کوٹھے پر آکر سننے لگیں ان میں ایک عورت بیہوش ہوگئی لوگوں کو گمان آسیب کا ہوا میں نے جا کر دیکھا تو ذکر پاس انفاس جاری تھا اسی جوش و خروش میں اسکا انتقال ہوگیا ہر شخص ایک جداگانہ کیفیت میں تھا۔ فرمایا کہ جب میں قصبہ پنجلاسہ میں تھا میرے قلب میں گرمی کا جوش تھا اکثر میں تنہا رہتا تھا ایک بار باہر آکر بیٹھ گیا وہاں ایک آدمی گاؤں کا رہنے والا ذکر و شغل کرتا تھا اس پر جو اثر پڑا تو تڑپنے لگا حتی کہ اس جگہ ایک کمہار کا آوا تھا وہ اس میں جا گرا لوگوں نے شور و غل مچایا لیکن تڑپتے تڑپتے وہ باہر نکل آیا اور کچھ ضرر نہ پہنچا اس واقعہ کا اسں

Marfat.com

نواح میں بڑا شہرہ ہو گیا فرمایا کہ جب یہ فقیر پنجلاسہ میں مقیم تھا میرے چچا پیر عبداللہ خاں کے رشتہ دار امام دین خان کی بچی کو پیر اللہ بخش گنگوہی کا خلل تھا جب جھاڑ پھونک سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو اور کہیں لے جانیکا ارادہ ہوا چچا مانع ہوئے اور فرمایا کہ ان کو حاجی میاں کی مرید کرادو۔ امام دین وغیرہ اکثر میرے حلقے میں بیٹھتے تھے ایک دفعہ وہ بعد حلقے کے گھر میں گئے تو اللہ بخش بولا کہ آج ہم سے بڑا قصور ہوا حاجی میاں پر ہم سے ان کی لاٹھی گر پڑی میں بھی حلقہ توجہ میں شامل تھا آنے لگا تو لاٹھی میرے دھکے سے گر پڑی اس کی مجھے بڑی ندامت ہے امام الدین خاں نے جواب دیا کہ جب تم کو ان کی اتنی رعایت ہے تو ہماری بچی کو جو ان کی خادمہ ہے کیوں ستاتے ہو بولا ہم سے حاجی میاں سے عہد ہے کہ ان کے مریدوں کو نہ ستائیں گے مگر یہ عورت ان کی مرید نہیں ہے اس کے بعد امام الدین خاں مجھے اپنے گھر لے گئے ان کی بچی ہوش میں تھی جھٹ پٹ غسل کر کے مرید ہو گئی جب میں باہر نکلا اسی وقت اس پر غلبہ آسیب کا ہوا اور کہنے لگا کہ ہم نے کیا قصور کیا تھا جو اس کو حاجی میاں کا مرید کرا دیا خیر کچھ خوشبو وغیرہ لاؤ ہم جاتے ہیں اسی وقت چلا گیا پھر کبھی نہیں آیا۔ فرمایا کہ اللہ بخش بڑا عالم تھا جو بہت گنوار جاہل اور الف بے سے واقف نہیں بوقت غلبہ اللہ بخش کے مثنوی معنوی و قرآن مجید خوب اچھی طرح پڑھنے لگتے تھے یہ محض کمال اللہ بخش کا تھا۔ اسی موقعہ کو مولانا روم فرماتے ہیں کہ جب جنات کو یہ دخل ہے کہ اپنے صفات کو دوسرے میں ساری و طاری کر دیتے ہیں پھر اولیائے کرام کا صفات باری سے متصف ہونا کیا بعید ہے۔ فرمایا کہ فضل حق جو اولاد شیخ عبدالحق صاحب سے تھے یہاں مکہ مکرمہ آئے تھے ان کے والد منشی برکت اللہ نے میرٹھ سے ان کو خط لکھا کہ تمہارے بھائی پر اللہ بخش گنگوہی کا اثر ہے حاجی صاحب سے کوئی تعویذ وغیرہ لے کر بھیج دو انہوں نے مجھ سے ذکر کیا میں نے ان کو ایک خط بنام اللہ بخش لکھ دیا اور کہا کہ مریض کو مولوی محمد قاسم صاحب سے جو میرٹھ میں موجود ہیں مرید کرا دو تاکہ وہ ہمارے مریدوں میں داخل ہو جائیں کیونکہ اللہ بخش کا مجھ سے وعدہ ہے کہ میں تمہارے مریدوں کو نہ ستاؤں گا ہمارا خط دیکھتے ہی چلا گیا۔ فرمایا کہ یہ مکان بھی جس میں اب مقیم ہوں جنوں کا مشہور تھا اہل مکہ اس کو ان کا مسکونہ کہتے تھے لہذا کوئی خریدتا نہ تھا اس وجہ سے ہم کو ارزاں مل گیا خدا کے فضل و کرم سے ہم کو کبھی نہیں ستایا البتہ بعض حجاج کو جو یہاں اتارے گئے کبھی کبھی کچھ آثار معلوم ہوئے ہیں اور مجھ کو بھی کبھی وقت تہجد کے ایسا معلوم ہوا ہے کہ میرے پیچھے بہت سے فانوس و شمع رکھے ہیں اور میرے ساتھ وہ اہل شمع شریک نماز ہیں مگر ایذا کبھی نہیں دی۔ فرمایا کہ مجھ کو عمل وغیرہ نہیں آتے محض خوشامد و سلام سے کام نکال لیتا ہوں۔ مولوی محب الدین راوی کئی بار مختصراً حضرت صاحب نے

بیان فرمایا کہ چند سال ہوئے حضرت پیر و مرشد مرحوم حرم شریف میں تشریف رکھتے تھے اور منور علی صاحب اور پیر جی عبداللہ انصاری خدمت میں حاضر تھے مفتی قطبی صاحب آئے اور بغیر کچھ کہے آپکا شانہ مبارک پکڑ کر کہیں لے چلے حضرت بھی اسی طرح ہمراہ ہو گئے اور ہم لوگ بھی ساتھ چلے مفتی صاحب آپ کو داؤدیہ میں جہاں ترکوں کا مجمع تھا اور بڑے بڑے باعزت جمع تھے لیگئے اس وقت مجمع میں ایک شیخ بہت ہی ضعیف تھے انہوں نے حضرت کو بہ اکرام تمام اپنے پاس بٹھایا اور حضرت کی طرف متوجہ ہوئے آپنے بھی توجہ کی اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ بھی فارسی جانتے ہیں ان سے آپ فارسی میں کلام کیجئے انہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو بات چیت کی حاجت نہیں ہے کر دس گیارہ منٹ کے بعد وہ شیخ حضرت کے قدموں پر گر پڑے اور اگلے روز حضرت کے آستانے پر حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے انکا مصطفےٰ آفندی نام تھا اور خدیو مصر کے متعلقین کے پیر و شیخ تھے، عرصے سے حضرت کی ملاقات کے مشتاق تھے اور بعد ملاقات کیفیت عشق کی ہو گئی ۔ فرمایا کہ ہمارے ایک یار نے شکائت کی کہ اب تو روتے روتے میری پسلیاں پھٹنے لگی ہیں اسکا علاج کیجئے جب ان کی وہ حالت بدل گئی پھر شاکی ہوئے کہ میری حالت عنائت کیجئے ہم نے کہا کہ پھر ہڈیاں پسلیاں ٹوٹنے لگیں گی کہا بلا سے جو مزہ اس گریہ وزاری میں تھا دوسری چیز میں نہیں ہے میں نے (راوی) کہا کہ حضرت انکا نام نہ لینے میں کیا اسرار ہے فرمایا کیا ضرورت ہے مجھے (راوی) بعض احباب نے بتلایا کہ یہ واقعہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا ہے ۔ فرمایا کہ عجب معاملہ ہے لوگ مجھے کچھ کا کچھ خیال کرتے ہیں وہی خیال انکا رہبر ہو جاتا ہے ہادی و مقبل حق تعالےٰ ہے، ہمارا ایک بہانہ کر رکھا ہے، رامپور کے ایک رئیس محمد رضا خاں و مفتی عبدالقادر یہاں حج کو آئے اور بیان کیا کہ ہم نے قصد حج زیارت روضہ مطہرہ کا کیا بہت سے لوگ رامپور کے تیار ہوئے مگر زبانی حجاج کے معلوم ہوا کہ حجاز میں قحط سخت لوٹ بہت ہوتی ہے یہ سنکر سب نے قصد ملتوی کر دیا محمد رضا خاں نے کہا کہ جب ارادہ فسخ ہو گیا تو میں نے رات کو خواب دیکھا کہ ایک مجمع میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور مجھ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ حاجی امداد اللہ و باقی باللہ سے کہہ دو کہ رامپور کا قافلہ روانہ کر دیں اور آپ دہاں اسی ہیئت میں جیسا کہ میں اس وقت دیکھتا ہوں موجود ہیں اور ہاتھ میں ایک باریک عصا جو آپکے عصا سے مشابہ ہے لئے ہوئے لوگوں کو گھروں سے نکال رہے ہیں دوسری رات کو پھر بھی خواب دیکھا تب ہم ادھر کو روانہ ہوئے اور بخیر و عافیت حاضر خدمت ہوئے مفتی صاحب نے بھی ایسا ہی بیان کیا پھر دونوں صاحب داخل سلسلہ ہوئے فرمایا کہ وہاں لوگ کیا کیا دیکھ رہے ہیں اور یہاں خبر بھی نہیں ہے میرا نام امداد اللہ ہے شاید امداد الٰہی نے میرے لباس میں اظہار کر کے ان کی اعانت کی ہے

اثنائے درس مثنوی شریف میں فرمایا کہ مولوی امانت علی صاحب امروہی بہت ہی مرد صالح تھے باوجود کمال و کبر سنی کے میری زائد از حد خاطر فرماتے تھے تین مرتبہ میری ملاقات کو تشریف لائے کسی نے کہا کہ مولوی صاحب نے آخر عمر میں سماع ترک کر دیا تھا فرمایا اسکا باعث یہ فقیر ہی تھا۔ فرمایا ایک دفعہ میں حضرت عبدالقدوس کے عرس میں انبیٹہ آیا تھا ختم عرس کے دن میں اور مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہ شریف میں ایک دوست کے مکان میں مقیم ہوئے اس کی صبح کو بعد نماز اشراق مولوی امانت علی صاحب تشریف لائے کسی نے کہا کہ مولوی امانت علی صاحب کہیں جا رہے ہیں میں نے کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ آج ان کی و دیگر مشائخ کی زیارت سے مشرف ہوں گا۔ خیر پھر دیکھا جاویگا اتنے میں مولوی صاحب نے آواز دی کہ کیا فلاں شخص کا یہی مکان ہے لوگوں نے کہا ہاں یہی ہے میں مکان کے بالاخانے پر تھا مولوی صاحب نے مجھ کو دریافت کیا کہ کہاں ہیں میں آواز سن کر نیچے اتر آیا اور ان سے ملا اتنے میں حضرت صاحبزادہ صاحب مسند نشین درگاہ حضرت عبدالقدوس صاحب مجھ سے ملنے آئے اور فرمایا کہ آج تمام مشائخ کی رخصت کا دن ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی آج شریک دعوت ہوں میں نے کہا کہ ہماری تو چار پانچ روز کی دعوت ہو گئی ہے صاحب مکان سے آپ دریافت کر لیں آخر انہوں نے اجازت لے لی کھانے کے وقت سب مشائخ صاحبزادہ صاحب کے یہاں حاضر ہوئے کھانے میں کچھ دیر تھی صاحبزادہ صاحب نے دست بستہ کھڑے ہو کر حاضرین سے کہا کہ میری ایک عرض ہے اگر آپ حضرات اجازت دیں سب نے کہا فرمائیے ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب باوجود چشتی ہونے کے محفل عرس میں کیوں شریک نہیں ہوتے ہیں صرف یہ کہہ کے کہ وہ محفل شیروں کی ہے، مجھ سا ضعیف و ناتوان وہاں حاضری کی مجال نہیں رکھتا خاموش ہو رہا۔ مولوی ضامن علی صاحب جلال آبادی بولے کہ حاجی صاحب آپ کو اس بات کا جواب دینا ہوگا مولوی محمد یعقوب صاحب نے چاہا کہ جواب عالمانہ دیں میں نے ان کو منع کیا کہ یہ محفل بحث و جدال کی نہیں مولوی ظہیر الدین کرانوی کہ مرد صالح تھے کہنے لگے حاجی صاحب یہ محفل تو سنت پیروں کی ہے اس سے کیوں احتراز کرتے ہو مولوی امانت علی صاحب مراقب بیٹھے تھے سر اٹھا کر کہنے لگے کہ مولوی ظہیر الدین صاحب آپ بھی اس بارے میں گفتگو کرتے ہیں حق بجانب حاجی صاحب ہیں سنت پیروں کے موافق یہ محفل کہاں ہے جن شرائط سے مشائخ نے جائز رکھا وہ شرائط کہاں ہیں اب میں بھی آج سے ایسی محفل میں شریک نہ ہونگا مدت سے میرا ارادہ تھا کہ محفل سماع ترک کر دوں فرمایا کہ ایک بار میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی کی قبر پر تین روز تک مقیم رہا حضرت قطب صاحب کے مزار مقدس سے ایک نور کا ستون نکل کر بلند ہوا اور حضرت پیر و مرشد کے

جائے اقامت (لوہاری) پر جاکر چھپ گیا۔ اور ایک دفعہ بایں عنوان فرمایا کہ حضرت پیر و مرشد کے مزار مقدس پر جاکر مستغرق ہو گیا پھر فرمایا کہ حضرت پیر و مرشد تو زندہ تھے اور اول عنوان فرمایا۔ پھر حضرت قطب صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارا مقصود دلی تم کو تمہارے پیر و مرشد سے ملے گا اور چند باتیں کہیں فرمایا کہ اس ستون کے نکل کر جانے اور حضرت قطب صاحب کے ان کلمات کے کہنے سے چند مسائل حل ہوئے اور فرمایا کہ پیر پرستی یہاں سے بخوبی واضح ہوئی۔ فرمایا کہ ایک بار مشائخ رامپور جن میں شاہ رکن عالم بھی تھے میرے وطن تھانہ بھون میری ملاقات کو تشریف لائے اور میرے احباب کی کیفیت دیکھ کر بہت خوش ہوئے شاہ رکن عالم فرمانے لگے کہ آپ کے بعض احباب تو آپ کو مشائخ قدما پر ترجیح دیتے اور کہتے ہیں کہ اگر اس وقت حضرت شبلی و جنید بھی موجود ہوں تو ہم اپنے شیخ کو چھوڑ کر ان کی طرف ہرگز رجوع نہ کریں۔ میں نے کہا کہ یہ ثمرہ عقیدت و محبت ہے ورنہ یہاں تو کچھ کمال و ہنر نہیں ہے، نفاع بدوی کا قصہ بیان فرمایا کہ اس کو مجھ سے عقیدت و محبت تھی جب مدینہ منورہ کو قافلہ جاتا تھا اول وہ میرے احباب کو لیتا تھا بعدہ دوسرے مسافروں کا متلاشی ہوتا تھا اور صاحب ذوق و شوق تھا ایک مرتبہ مجھ کو مدینہ منورہ لئے جاتا تھا اس نے ایک حدی شروع کی کہ جس سے مجھ کو حقیقت حدی کی معلوم ہوئی اور مجھ کو خوب مست کر دیا اور خود بھی مست ہو گیا نفاع کے باہم بدویوں میں ایک بار لڑائی ہوئی اس کے پاؤں میں گولی لگ کر اندر رہ گئی باوجود دوا علاج کے کئی مہینے تک اچھا نہ ہوا میرے پاس دعا کو کہلا بھیجا۔ تھوڑے دن بعد وہ آیا اور میرا بہت اعزاز و اکرام کرنے لگا۔ کبھی دست بوسی کرتا اور کبھی پابوسی میں نے اس سے اس کی بیماری کا حال پوچھا جواب دیا کہ جب مجھ کو حالت یاس کی ہوئی تو آپ کی طرف ملتجی ہوا دیکھا کہ آپ نے میرا پیر پکڑ کر دبایا اور گولی کو باہر پھینک دیا صبح کو گولی خود بخود نکل گئی۔ میں نے (راوی) عرض کیا کہ آپ کی خادمہ پیرانی صاحبہ سے نقل کرتی ہیں کہ ایک بار میرے بھتیجے حج کو آئے تھے آگبوٹ تباہی میں آگیا حالت مایوسی میں انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک طرف حاجی صاحب اور دوسری طرف حافظ جیو صاحب آگبوٹ کو شانہ دیئے ہوئے تباہی سے نکال لیے ہیں صبح کو معلوم ہوا کہ آگبوٹ دو دن کا راستہ طے کر کے صحیح و سالم کنارے پر لگ گیا۔ فرمایا کہ مجھ کو کیا معلوم فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو دوسروں کے لباس میں اکثر مشکل آسان کر دیتا ہے اور نام ہمارا تمہارا ہوتا ہے (ہنگام واپسی از عرب یہ معلوم ہوئے کہ پھر ہند میں بہت جوش ہے مجھ کو آگبوٹ میں اکثر انتشار رہتا تھا مگر اسی حالت میں یہ معلوم

Marfat.com

ہوتا تھا کہ اگبوٹ کے داہنے بائیں حضرت صاحب قبلہ اور حضرت شیخ مولانا محمد ادریس صاحب انگرامی مدظلہ چلے آ
رہے ہیں اور اگبوٹ کو سنبھالے ہوئے ہیں الحمد للہ کہ ۵ صفر ۱۳۱۴ھ کو بخیر و عافیت کراچی بندر پہنچ گئے
اور کسی دن غثیان تک نہیں ہوا۔ ایسے ہی اور اکثر واقعات و حالات حضرت صاحب کے ہیں جو خود زبان
مبارک سے بھی ارشاد فرمائے اور یوں بھی ظاہر ہوئے لیکن ان کو لکھ کر اس کتاب کو طول دینا ہے لہذا اپنی
طرف سے اس حوالے میں خاموشی اختیار کی جاتی ہے ۱۲ منہ) فرمایا کہ آج ہمارے گھر میں ذکر تھا کہ ہمارے
وطن میں ایک گھر میں افلاس تھا انہوں نے آپ سے تعویذ مانگا آپ نے انکو تعویذ عنایت کیا اسکی برکت سے
چند روز میں ان کی حالت مبدل بہ غنا ہو گئی ان سے کسی دوسرے گھر والوں نے شکایت کی ان لوگوں
نے اپنا تعویذ دے کر کہا کہ اس کو چند روز اپنے یہاں رکھو انکو بھی خدا نے فراغت دی اسی طرح وہ تعویذ کئی جگہ
گیا فرمایا کہ مجھ کو اس کی خبر بھی نہیں ہے انکا اعتقاد یہ کام کرتا ہے ورنہ مجھ میں تو کچھ کمال نہیں ہے مولوی
منظور احمد صاحب کا خط مدینہ طیبہ سے آیا تھا اس میں انہوں نے اپنی علالت کا حال لکھا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ
مجھے موت سے بالکل گھبراہٹ نہیں ہے بلکہ موت کی ہر وقت تمنا و آرزو ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب
بیشک ولی ہیں ولی کی نشانیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ موت کو دوست رکھے اور اسکا مشتاق رہے جیسا کہ
قرآن مجید میں ہے ان زعمتم انکم اولیاء للہ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین اسکا خلاصہ
یہ ہے کہ دعویٰ ولایت باری عز اسمہ بدون تمنائے موت صحیح نہیں۔ ایک بار مولوی منظور احمد صاحب
حضرت کی خدمت میں قدم بوسی کو حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ جس نے زندہ ولی روئے زمین پر نہ دیکھا ہو
اور دیکھنا منظور ہو تو مولوی منظور کو دیکھ لے یہ بیشک ولی اللہ ہیں۔ فرمایا کہ نماز اشراق کے اول دوگانہ
آیۃ الکرسی و امن الرسول الی آخر السورۃ اور دوسرے دوگانہ میں اللہ نور السموٰت والارض
آخر رکوع تک و ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب آخر سورۃ تک اور تیسرے میں
قل یا ایھا الکافرون و قل ھو اللہ احد پڑھتا ہوں و صلوٰۃ الاوابین کے اول دوگانہ میں سورۂ
واقعہ اور دوسرے میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور تیسرے میں قل اعوذ
برب الفلق و قل اعوذ برب الناس کا ورد کرتا ہوں اور نماز تہجد کی آٹھ رکعتیں آٹھ کر
بسبب کاہلی کے سورۂ یٰس اور دو رکعت میں الم نشرح اور الم ترکیف اور دو میں سورۂ
اخلاص تین تین بار اور اصل نماز تہجد میں یہ ہے کہ کثرت سے قرآن شریف کی تلاوت کرے فرمایا

Marfat.com

کہ واسطے غنائے قلب کے سورہ واقعہ وسورہ مزمل وسورہ فاتحہ کا ورد رکھ کر فرمایا کہ ہم دوسروں کو وہی ورد وغیرہ بتلاتے ہیں جو خود کرتے ہیں لہذا اکثر لوگوں کا شکریہ آتا ہے جس کام کو آدمی خود نہیں کرتا اسکے بتلانے میں چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔ حافظ محمد یوسف ولد حافظ محمد ضامن صاحب نے ایک عریضہ ارسال کیا اس میں اپنی پریشانی و نقر و فاقہ کا حال لکھا تھا آپ نے فرمایا کہ (راوی) اسکا جواب لکھ دو اور لکھو کہ سورہ واقعہ بعد نماز عشا و سورہ مزمل گیارہ بار ہر روز خواہ بعد نماز فرض کے دو دفعہ اور بعد عشا کے تین دفعہ ورد رکھا جائے اور ہر روز یا اللہ یا مغنی گیارہ سو مرتبہ چار ضرب سے یعنی اول داہنے پھر بائیں طرف اس کے بعد سامنے پھر دل میں اس کے ضرب لگائی جائے یہ تینوں ورد واسطے دفع فقر و فاقہ کے کافی و شافی ہیں اگر تمام کئے جاویں تو بہتر و افضل ہے ورنہ ایک ایک بھی کفایت کرتا ہے مگر دوام شرط ہے اور تیسرا ورد بالخصوص مفید ہے۔ فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک شیخ الائمہ سید الجمل نام تھے انکا خرچ بہت تھا اور آمدنی کم مجھ سے شکایت کی میں نے کچھ ورد بتایا میرے بہت شکر گزار ہوئے اور چند قصائد میری شان میں بزبان عربی کہے ہیں (راوی نے عرض کیا کہ یہی وظائف تھے یا اور فرمایا کہ یہ بھی تھے اور دوسرے بھی فرمایا کہ اکثر عرب لوگ میری طرف رجوع ہوئے عبدالرحمن سراج وغیرہ مرید بھی ہوئے مگر میں نے خود اس میں اپنا نقصان دیکھ کر خود منع کر دیا۔ امام مہدی آخر الزمان کا ذکر تھا فرمایا کہ اکثر لوگ مہدویت کا دعویٰ کرتے ہیں اور پہلے زمانے میں بھی کیا ہے بعض لوگ تو بالکل جھوٹے ہوتے ہیں اور بعض مجبور و معذور ہوتے ہیں سیر اسماء میں یہ غلطی واقع ہوتی ہے۔ خاندان چشتیہ میں سیر اسماء سے ممانعت کی جاتی ہے بلکہ شیخ کامل اپنے مرید کو سیر اسماء سے نکال دیتا ہے اس خاندان میں صرف تین سیریں ہیں۔ سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و سیر من اللہ اور دوسرے خاندانوں میں سیر اسماء کے مراتبے تعلیم کیے جاتے ہیں سیر اسم ہادی میں اکثر یہ غلطی واقع ہوتی ہے چونکہ سالک پر سیر اسم ہادی میں تجلیات اسم ہادی کی واقع ہوتے ہیں سالک اپنے آپ کو گمان کرتا ہے کہ مہدی آخر الزماں میں ہی ہوں فرمایا کہ ظہور امام مہدی آخر الزماں کے ہم سب لوگ مشائق ہیں۔ مگر وہ زمانہ امتحان کا ہے اول اول ان کی بیعت اہل باطن اور ابدال شام بقدر تین سو تیرہ اشخاص کے کریں گے اور اکثر لوگ منکر ہو جائیں گے اللہ سے ہر وقت یہ دعا مانگنا چاہیے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔ فرمایا کہ ایک شامی جن کا نام غالبؒ

Marfat.com

سید احمد تھا یہاں مکہ مکرمہ میں بہ انتظار امام مہدی آخر الزمان کہ ان کے مرشد نے ان کو قرب زمانہ امام مہدی کی خبر دی تھی مقیم تھے اور اب ان کے پیر بھائی سید محمد اسی غرض سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں اور مجھ سے اکثر اوقات ملتے تھے اور امام مہدی کے ظہور کے آثار و اخبار سناتے ہیں سید احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں انصرنی انصرک اور مجھ سے ارشاد کرتے ہیں کہ حاجی امداداللہ صاحب مہاجر ہندی کے پاس ایک تلوار ہندی ہے تم ان سے تلوار ہندی لے کر امام مہدی علیہ السلام کے معین و ناصر ہو۔ جب انہوں نے یہ خواب بیان کیا میرے پاس دو عمدہ تلواریں تھیں حاجی عبدالحق کہ ہمارے عزیزوں سے تھے اور انگریزی سرکار میں ان کا بڑا اعزاز و اکرام تھا ان کے پاس عمدہ عمدہ تلواریں تھیں انہوں نے دو یا ایک تلوار عمدہ ہم کو ہدیۃً دی تھی میں نے بموجب خواب سید احمد کے بذریعہ مولوی منور علی صاحب تلوار دینا چاہا بلکہ مولوی صاحب میرے پاس سے وہ تلوار اپنے حجرے میں سید احمد کو دینے کے لئے لے گئے مگر چونکہ اس زمانے میں کچھ شور و شر ہو گیا تھا اور وہی باعث سید احمد صاحب شامی کے خروج کا ہوا لہٰذا وہ تلوار ان کو نہیں دی گئی۔ فرمایا کہ مکہ میں بہت سے بزرگ ہیں کہ انکو دعوٰی ہے کہ ہم مہدی آخر الزمان ہوں گے اور بعض ظہور امام کے منتظر ہیں منجملہ منتظرین کے سید علی بغدادی ہیں وہ اکثر ہمارے پاس آمد و رفت رکھتے تھے ان کی کشف و کرامت اہل مکہ میں مشہور ہے ان کے حساب سے امام مہدی کے ظہور میں ایک یا دو سال باقی ہیں انہوں نے امام مہدی کو رکن یمانی کے پاس نماز پڑھتے بھی دیکھا ہے اور ان سے مصافحہ بھی کیا ہے اس وقت امام صاحب کی عمر تقریب چالیس سال کے معلوم ہوتی تھی سید علی صاحب کہتے ہیں کہ میں بموجب ارشاد جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ انتظار امام مہدی مقیم ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اثنائے درس مثنوی معنوی میں فرمایا کہ علمائے ظاہر وان من شیئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم کی شرح میں یہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ذی روح انسان جب کسی شئے عجیب کا ملاحظہ کرتا ہے تو بے ساختہ اسکی زبان سے سبحان اللہ جاری ہوتا ہے تو گویا اس شئے نے سبحان اللہ کہا جیسے سبب بنائے بیت کو بانی اور کالہ قطع کو قاطع کہتے ہیں یہ ان کی بے سمجھے کی دلیل ہے تمام اشیاء تسبیح حقیقی کہتے ہیں نہ تسبیح مجازی البتہ اس تسبیح حقیقی کے سننے کو ان کانوں ظاہری کے سوا باطنی کان

درکار ہیں اور وہ کان اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کو عنایت فرمائے ہیں۔ احادیث صحیحہ میں حجر و شجر کی تسبیح کے مسموع ہونیکا اکثر بیان وارد ہے۔ ایک مرتبہ جنگل کی سیر میں ایک ہمارے یار نے فرمایا کہ مجھے ان حرکات سبزہ زار سے آواز لا الہ الا اللہ مسموع ہوتی ہے فرمایا کہ عذاب اخروی اس عالم میں بعض اشخاص کو معلوم ہو جاتا ہے جلال آباد میں (جو ہمارے قصبے کے قریب ایک بستی ہے) ایک شخص رئیس نے بطمع دنیوی ہنود کو اپنی زمین بت خانہ بنانے کو دے دی۔ جب انکا وقت اخیر آیا حکیم غلام حسن انکے معالج نبض دیکھ رہے تھے مریض نے پکار کر کہا کہ حکیم جیو مجھے اس پنجرہ آہنی آتشین سے بچاؤ مجھے اس پنجرہ میں ڈالے دیتے ہیں لوگ متعجب تھے اور کچھ تدارک نہیں کر سکتے تھے آخر اسی فریاد و زاری میں روح اسکی پرواز کر گئی۔ فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ صفت ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت حق کو آپکی شکل و ہیئت میں دیکھا ہے۔ اثنائے درس مثنوی معنوی میں فوائد خدمت شیخ کا بیان فرمایا کہ حضرت شاہ بھیکھ صاحب نے بہت ہی اپنے پیر کی خدمت کی ہے تمام گھر کا کاروبار ان کے ذمہ تھا حضرت شاہ ابوالمعالی انکے پیر کے یہاں بوجہ کثرت اولاد فقر و فاقہ بہت رہتا تھا اکثر لوگ شہر سہارنپور کے شاہ ابوالمعالی کے مرید تھے جب وہ لوگ حضرت کی دعوت کرکے انکو سہارنپور لے جاتے تو شاہ بھیکھ اپنے پیر سے چھپا کر میزبان سے کہتے کہ دعوت میں تم کو دس آدمیوں کا کھانا تیار کروانا ہوگا یہ مناسب نہیں ہے کہ حضرت کی دعوت کی جائے اور لڑکے آپکے بھوکے پڑے رہیں بعد نماز عشاء فراغ طعام حضرت کے لڑکوں کیواسطے کھانا لیکر حضرت شاہ بھیکھ گھر پہنچتے قصبہ انبہٹہ میں جو سہارنپور سے دس کوس ہے پہنچاتے اور پھر سہارنپور واپس آجاتے تھے تب پیر کو تہجد کے واسطے جگاتے تھے جبتک حضرت ابوالمعالی سہارنپور میں رہتے روزانہ یہی قصہ ہوتا حضرت جب مکان پر آتے تو عذر کرتے کہ ہم نے تو کئی دن تک خوب پیٹ بھر کر کھایا مگر افسوس تم لوگ بدستور بھوکے پیاسے رہے بچے عرض کرتے نہیں اباجی ہمارے بھائی بھیکھ میاں ہم کو روز کھانا دے جاتے تھے حضرت یہ سنکر بہت خوش ہوتے شاہ بھیکھ نے پندرہ بیس برس تک ایسی خدمت پیر کی کی تھی مگر بظاہر ان کو کچھ فائدہ حاصل نہ تھا البتہ خدمت پیر و رضامندی باطن میں انکا مطلب پورا کر رہی تھی میں نے عرض کیا کہ مولانا روم نے اولیائے کرام کی بہت صفت بیان کی ہے میرے خیال ناقص میں اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مولانا تمام عمر علوم رسمی میں مشغول رہے آخر عمر میں بدولت مولانا شمس تبریز کے دفعۃً علوم باطنیہ سے لبریز ہو گئے اور چونکہ اپنے محسن کا ذکر کرنا مناسب ہے اس وجہ سے بار بار اولیا کا ذکر کیا ہے، فرمایا کہ مولانا روم مادرزاد ولی تھے ایک بار عالم طفلی میں لڑکوں کیساتھ کھیلتے تھے لڑکوں نے کہا کہ آؤ آج اس مکان سے دوسرے مکان پر جست لگائیں آپ نے فرمایا کہ یہ کھیل تو بندروں کتوں بلیوں کا ہے انسان کو چاہیئے کہ زمین سے آسمان پر جست لگائے یہ کہہ کر غائب ہوگئے لڑکوں میں

شور وغل پیدا ہوا اور انکے والدین کو بھی اضطراب ہوا تھوڑی دیر بعد آپ ظاہر ہوئے اور بیان کیا کہ جیسے ہی میں نے وہ کلمہ کہا مجھے دو فرشتے چہارم آسمان پر لے گئے، مجھے وہاں کے عجائب غرائب دیکھنے سے گریہ طاری ہوا میری حالت دیکھ کر پھر زمین پر چھوڑ گئے۔ فرمایا کہ مولانا رومؒ کے والد اپنے وطن بلخ سے بقصد حج وزیارت مدینہ طیبہ مع مولانا کے روانہ ہوئے نیشاپور میں مولانا فریدالدین عطار کی زیارت سے مشرف ہوئے مولانا عطار نے ان سے پوچھا کہ کہاں کا عزم ہے انہوں نے جواب دیا کہ حرمین شریفین کا عطار نے فرمایا کہ تمہارے لڑکے کے سینہ بے کینہ میں دریائے معرفت جوش زن ہے اس کی بہت حفاظت رکھو اور اس سفر میں اسکو ہمراہ نہ لیجاؤ اور اپنی تصنیف الٰہی نامہ مولانا رومؒ کو دے کر فرمایا کہ اسکو دیکھا کرو تمہارے دیکھنے سے اسکو شرف ہوگا، مولانا کے والد نے عزم حج فسخ کر کے ملک روم میں شہر قونیہ میں اقامت اختیار کی بخیال تبرک مولانا الٰہی نامہ کو ورد میں رکھتے تھے اسی طرز پر مثنوی تصنیف فرمائی اور مولانا عطار کی تعریف میں ؎

ہفت شہر عشق را عطار　الخ کہا

فرمایا کہ جو نعمت مولانا روم کو حاصل تھی اگر تمام عمر کی جانفشانی سے بھی حاصل ہو اسکا شکریہ قیامت تک ادا ہونا دشوار ہے پھر اگر مولانا رومؒ نے اپنی مثنوی میں بار بار مشائخ عظام کا تذکرہ کیا تو کیا عجب ہے، فرمایا کہ مولانا رومؒ کہیں تشریف لئے جاتے تھے اور جماعت طلبہ ہمرکاب تھی مولانا شمس تبریزؒ نے آپکی سواری کی باگ پکڑ کر پوچھا کہ حضرت بایزید بسطامی تو ما اعظم شانی کا دم بھرتے ہیں اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ کا ورد فرماتے ہیں پس افضل کون ہے مولانا نے جواب دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حوصلہ عالی رکھتے تھے لہٰذا باوجود کمال معرفت کے ما عرفناک حق معرفتک فرماتے تھے اور حضرت بایزید بسطامی بباعث پست حوصلگی و نقصان ہمت کے نعرہ ما اعظم شانی کا مارتے ہیں پس افضل وہی ہے کہ ہمت عالی و حوصلہ بلند رکھتا ہے یہ سن کر حضرت شمس تبریز نے شادان و فرحاں ہو کر ایک چیخ ماری اس چیخ نے مولانا روم کا مطلب پورا کر دیا اور مولانا شمس تبریز کا عاشق بنا دیا اس کے بعد حضرت شمس تبریز غائب ہو گئے مولانا کو آپکے عشق کا غلبہ ہو چکا تھا لہٰذا بہت پریشان ہو کر آپکے متلاشی ہوئے چونکہ حضرت شمس تبریز طریقہ ملامتیہ رکھتے تھے اسوجہ سے گانیوالوں کے ساتھ رہا کرتے تھے مولانا روم کو ایک جگہ پتہ ملا کہ مولانا شمس تبریز ایک جگہ نے بجا رہے ہیں یہ سن کر وہاں پہونچے اور حضرت سے لپٹ گئے حضرت شمس صاحب اس وقت اپنے گانے بجانے میں مست تھے جب ہوش آیا تو دیکھا کہ مولانا روم حاضر ہیں اسی وقت ان کے کان میں نے رکھ کر بجا دیا اور خود پھر غائب ہو گئے مولانا رومؒ نے اول مثنوی میں اسی نے کا حال بیان کیا ؎

بشنو از نے چوں حکایت میکند　　وز جدائی ہا شکایت میکند

Marfat.com

شارحین نے کئی طرح اسکا مطلب بیان فرمایا ہے۔ فرمایا کہ مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری جب حافظ عبدالکریم تاجر میرٹھ کے ملازم تھے یہاں مع حافظ عبدالکریم کے زیارت حرمین شریفین کو آئے میں نے کہا کہ مولانا مملوک علی صاحب نے میرا سبق گلستاں آپکے سپرد کیا ہے اس وجہ سے آپ میرے استادوں میں ہیں میں ایک بات عرض کرونگا اگر ناگوار نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہوں جو فرمایئے بسر و چشم منظور ہے میں نے کہا کہ آپکا یہ منصب نہیں ہے کہ حافظ عبدالکریم وغیرہ آپکو کام کا حکم دیں بلکہ ان کو آپکا محکوم ہونا چاہئے لیکن نوکری میں بجز محکومی کے چارہ نہیں اب آپ اپنے مکان پر درس احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا کریں تاکہ خلق کو فیض ہو مولانا نے قبول کر کے فرمایا کہ آپ حرم محترم میں میرے لئے دعا کریں چنانچہ یہاں سے جاکر ترک تعلق کر کے درس حدیث کا شغل اختیار کیا اور صدہا طلبا کو محدث بنادیا اور حافظ عبدالکریم نے میرے سامنے بہت کچھ معذرت کی کہ مولانا کو ہم لوگ اپنا مخدوم جانتے ہیں میں نے کہا کہ سچ ہے مگر نوکر درحقیقت خادم ہی ہوتا ہے چاہے اسکا آقا اپنا مخدوم بھی تصور فرمائے اور لفظ خادمی کا زبان پر نہ لائے فرمایا کہ مولانا احمد علی صاحب نے دربارہ مولوی محمد قاسم صاحب فرمایا کہ انہوں نے علم کی بالکل بے قدری کر دی آپنے ان کو ایسا پست بنادیا کہ گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں ہیں میں نے جواب دیا کہ میرے نزدیک اس پستی نے علم کو خوب بڑھایا مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہر کجا پستی است آب آنجا رود!

مولوی بہاؤالدین صاحب طائف سے چلہ کر کے حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے اور بذریعہ فقیر حقیر (راوی) عرض کیا کہ میں ہر روز قریب دو لاکھ کے اسم ذات کا ورد رکھتا تھا مگر چنداں ثمرہ مرتب نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی کچھ رنجش ہے ورنہ ضرور معتد بہ فائدہ ہوتا فرمایا کہ میں اللہ اللہ کہنے والوں سے کیسے ناراض ہوتا اگر ہماری عنایت نہ ہوتی قریب دو لاکھ کے اسم ذات کا ورد کیسے کرتے گھبرا کر چھوڑ دیتے مثنوی کا قصہ تم کو یاد نہیں ہے کہ ایک شخص کو شیطان نے بہکایا کہ تم جو یا اللہ کہتے ہو کبھی اللہ کی طرف سے لبیک کی آواز بھی سنی معلوم ہوتا ہے کہ ذکر تمہارا مقبول نہیں ہے اس نے ذکر الٰہی چھوڑ دیا حضرت حق نے بواسطہ حضرت خضر کے اس سے دریافت فرمایا کہ تم نے ہمارا ذکر کیوں ترک کر دیا اس نے وہی جواب دیا کہ اس طرف لبیک کی آواز نہیں آتی حضرت حق نے فرمایا کہ تمہارا ذکر کرنا ہی ہماری لبیک ہے اگر ہم تم کو توفیق ذکر نہ دیتے تم کیونکر ہمارا ذکر کرتے بالا خانہ سے لفافہ لاکر مجھے (راوی کو حضرت نے) دیا اور فرمایا کہ پڑھو میں نے عرض کیا کہ عبدالفتاح بن سید مصطفٰے نے شہر لاذقیہ سے دو شجرے ایک نقشبندیہ آفاقیہ نصیریہ امدادیہ کا اور دوسرا چشتیہ صابریہ امدادیہ کا عربی میں نظم کر کے بھیجے ہیں اور لکھا ہے کہ مجھے ہاتف

Marfat.com

غیب سے ندا دی ہے کہ لبیک لبیک باجابة الماحول اور اس قدر مجھے فتوح فیوض ان ناموں کی برکت سے حاصل ہوئے ہیں کہ اس سے پہلے کبھی حاصل نہیں ہوئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ عبد الفتاح کی مجھ سے بیعت عثمانی ہے انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہے بذریعہ خطوط کے اجازت جمیع سلاسل کی حاصل ہے خصوصاً چشتیہ صابریہ و نقشبندیہ نصیریہ کی خدا کی شان ان کو اس قدر فیض و برکت حاصل ہے کہ حاضرین کو غبطہ ہوتا ہے انکے والد بھی مجھ سے بیعت کر کے اجازت جمیع سلاسل کی اور ضیاء القلوب وغیرہ کی لے گئے ہیں پھر میں نے (راوی) نے عرض کیا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ان شجروں کی آپ طباعت کرادیں اور خدام کو اجازت ورد کی دیجئے اور کچھ شجرے مطبوعہ مجھے بھیج دیجئے تاکہ میں اس طرف شائع کردوں فرمایا کہ اگر کوئی ہمارا احوال لکھے تو وہ اس کو بھی چھپوا سکتا ہے اور بایں عنوان شائع کر سکتا ہے کہ خدا نے حضرت مخدوم علی احمد صابر کو یہ عروج عنایت فرمایا ہے کہ انکا سلسلہ اکثر بلاد میں بالخصوص بلاد عرب و حرمین شریفین و شام و روم و مغرب میں شائع ہوا ہے اور اس کی تائید میں ان شجروں کو پیش کرے فرمایا کہ جب میں ہجرت کر کے مکہ معظمہ آیا تو یہاں منجملہ علمائے کرام کے شیخ جمال بہت بڑے محدث و شیخ تھے۔ بعد ملاقات و تعارف کے میری بہت ہی توقیر و تعظیم کرتے تھے میں ان دنوں حنفی مصلے کے پیچھے بیٹھتا تھا شیخ جمال صاحب بعد نماز صبح اکثر طواف کرتے تھے اور چونکہ حنفی تھے دوگانہ طواف ہر طواف کے بعد نہیں پڑھتے تھے بلکہ جمع کر کے بعد طلوع آفتاب کے پڑھتے تھے اور جب اپنے مکان کو جانے لگتے میری طرف آکر مسکرا کے ملتے اور اپنے مکان کو لوٹ جاتے میں ان کے راستہ میں نہیں ہوتا تھا بلکہ قصداً میرے پاس آتے تھے ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ آپ اس قدر میرے حال پر عنایت فرماتے ہیں اور عرب لوگ ہندیوں کو بہت کراہت سے یاد کرتے ہیں فرمایا کہ یہ قول سفہاء کا ہے ہمارے نزدیک جس قدر قدر و منزلت اہل ہند کی ہے دوسرے ملک والوں کی نہیں ہے ہند کے علماء بھی جید اور فقراء بھی بے مثل اور اہل حرفہ بھی لاثانی اور طبیب بھی بے نظیر مشائخ مکہ میں شیخ فاسی اور احمد دہان و ابراہیم رشیدی وغیرہ تھے جمیع مشائخ و علماء اس فقیر کی خاطر و تعظیم کرتے تھے اور شیخ احمد دہان کو تو ہندیوں سے بہت ہی عقیدت تھی یہاں تک کہ اپنی اولاد کو تاکید کرتے تھے کہ علوم و فنون اہل ہند سے حاصل کرو چنانچہ ان لوگوں نے مولوی رحمت اللہ صاحب کے مدرسے میں فراغ حاصل کیا ہے، فرمایا کہ عبد اللہ سراج (جنکی جگہ پر شیخ جمال درس دیتے تھے اور شیخ جمال انکے شاگرد تھے) حنبلی مصلے کی جگہ پر کہ خالی تھی اور حنبلی مصلے قریب چاہ زمزم کے تھا درس دیتے تھے اور شاہ محمد اسحٰق صاحب ان کے درس میں [illegible] سے لگ کر کھڑے رہتے تھے بعد فراغ درس کے عبد اللہ سراج صاحب شاہ صاحب کی طرف تشریف لاتے تھے شاہ صاحب آگے

بڑھ کر ملتے تھے عبداللہ سراج آپکا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے مخاطب ہوتے اور کہتے تھے کہ یہ ہند کے بڑے عالم ہیں اور بڑی تعریفیں کرتے تھے فرمایا کہ ایک بار شاہ محمد اسحٰق صاحب سے میں نے یا مولوی رحمت اللہ صاحب نے پوچھا کہ عبداللہ سراج صاحب بڑے عالم ہیں یا شاہ عبدالعزیز صاحب آپ نے جواب دیا کہ دینیات میں تو عبداللہ سراج صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب کے پاس بیٹھنے کے ہیں ہاں دوسرے علوم میں بیشک شاہ صاحب نمایاں تر ہیں دوسرے فنون کا اس ملک میں رواج و چرچا کم ہے ان لوگوں کو دیگر فنوں کی طرف میلان نہیں پھر یہ لوگ اس میں کیسے کمال حاصل کر سکتے ہیں میں (راوی) نے عرض کیا کہ اگر شیخ کسی کو وظیفہ بتلاوے تو دوسرے سامعین کو بھی اجازت ہے، فرمایا کہ اگر شائق ہو تو کیا مضائقہ ہے میں نے (راوی) حضرت سے دریافت کیا کہ حضرت پیر و مرشد کا اول ہاتھ کس نے پکڑا ہے اس سے یہ مطلب تھا کہ پہلے کون مرید ہوا یعنی کہ آپ پہلے کس کے مرید ہوئے آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں اول بیعت میری طریقہ نقشبندیہ میں حضرت نصیر الدین صاحب دہلوی خلیفہ شاہ محمد آفاق صاحب سے ہوئی اور باطن بلا واسطہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ حضور ایک بلند جگہ پر رونق افروز ہیں اور حضرت سید احمد شہید کا ہاتھ آپ کے دست مبارک میں ہے اور میں بھی اسی مکان میں بوجہ ادب کے دور کھڑا ہوں حضرت سید صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضور کے ہاتھ میں دیدیا خدا نے مجھ کو کچھ اور بھی دکھایا ہے اگر ظاہر کروں تم لوگ کچھ کا کچھ کہو گے (پھر وہ کیفیت مجھ سے خفیہ بیان فرمائی) فرمایا کہ بیعت باطنی پہلے ہے اور ظاہری اسی روز ہے یا ایک دو روز بعد فرمایا کہ پیر و مرشد حضرت نصیر الدین اکثر اوقات تلاوت کلام مجید فرماتے تھے اور بہت روتے تھے چہرہ مبارک پر کثرت گریہ سے سیاہ نشان پڑ گئے تھے فرمایا کہ میں حضرت نصیر الدین صاحب کی خدمت میں بہت کم رہا میرے والد بیمار ہو گئے تھے دہلی سے مجھ کو اپنی تیمارداری کیلئے طلب کیا میں حضرت سے رخصت لینے گیا حضرت مجھے رخصت کرنے مدرسہ حضرت شاہ مولانا محمد اسحاق صاحب میرے مکان قیام سے کچھ دور تھا میرے ہمراہ تشریف لائے ہر چند میں نے عذر کیا مسموع نہ فرمایا جب حضرت واپس جانے لگے میں پاس ادب حضرت کے ہمراہ مدرسہ تک گیا پھر جب میں واپس آنے لگا حضرت میرے مکان تک رخصت کرنے تشریف لائے پھر جب مراجعت فرمائی میں بدستور مدرسہ تک گیا جب تیسری دفعہ میں مدرسے سے چلنے لگا اور حضرت نے پھر قصد تشریف آوری کیا مجبور ہو کر میں حضرت کے قدموں پر گر پڑا حضرت مجھے سینہ مبارک سے لگا کر بہت دعا دی اور طریقہ نقشبندیہ کی اجازت عطا فرمائی میرے والد با جد کئی مہینے مریض رہے بہت علاج ہوئے کچھ مفید نہ ہوا اور دنیا سے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون اسی وجہ سے میں

اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکا اور اسی درمیان میں حضرت بغرض جہاد افغانستان کو چلے گئے میرا ارادہ تھا کہ میں بھی حاضر حضور ہونگا مگر اس اثنا میں شہر غزنی سے حضرت کی رحلت فرمانے کی خبر آئی انا للہ وانا الیہ راجعون میں ان کی خدمت شریف میں بہت قلیل مدت حاضر رہا کچھ لطائف جاری ہو گئے تھے فرمایا کہ میں چوبیس ہزار مرتبہ کہ درجہ اوسط ہے ہر روز اسم ذات پڑھتا تھا اور نفی اثبات حبس دم میں ڈھائی سو تک کیا ہے۔

حضرات ناظرین: حضرت صاحب کے مناقب و اوصاف و حالات جیسے کچھ ہیں محتاج بیان نہیں بلکہ کالشمس اظہر ہیں ہر خادم کو کچھ نہ کچھ فیض زبانی، باطنی، و ظاہری ضرور حاصل ہوا ہے اگر تھوڑا تھوڑا بیان کیا جاوے دفتر عظیم ہو جاوے، مختصراً اسی قدر واسطے بہرہ اندوزی سعادت کے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ واقع ہوا ہے کافی و وافی ہے اور زیادہ حوصلہ کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے لہذا عنان قلم کو روک کر یہ مضمون عالی ختم کرتا ہوں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۞

تمت

خاتمۃ الکتاب

ازافاضات حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی حنفی چشتی قدس اسرارہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ و نحمد اللہ العظیم و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد اس احقر الخلائق اشرف عفی عنہ ادنیٰ ترین خدام درگاہ فیض پائیگاہ سیدی و سندی و مولائی و مرشدی الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب ضوعفت برکاتہم نے اس رسالے کو حسب اجازت حضور محتشم الیہم جو بواسطہ مکرمی جناب مترجم صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ کے مجھ تک پہونچا اول سے آخر تک حرفاً حرفاً دیکھا باوجود اپنی نااہلیت کے محض بجرات اجازت کہیں کہیں بطور حاشیہ کے کچھ لکھ بھی دیا ہیں نے کسی زمانے میں اس ترجمہ کی اصل بھی اجمالاً دیکھی ہے اور کسی قدر خیال میں بھی ہے اور رسالہ وحدۃ الوجود تو اس وقت میرے پیش نظر ہے بلاشک اصل اور ترجمے کے انطباق سے جناب

مترجم صاحب کی خوش فہمی اور قوت تحریر و مراعات شرط ترجمہ کی داد دی جاسکتی ہے یہ سب برکت اخلاص و محبت حضرت شیخ کی ہے اللہ تعالی اور زیادہ برکت فرمائے اور اس رسالہ کو غافلین کیلئے موجب تذکیر ذاکرین کے لئے سبب تکثیر شوق کیجئے تبرکا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں شجرہ طیبہ چشتیہ امدادیہ مختصرہ منظومہ بنظر حفظ خادمین اور ایک قصیدہ مدحیہ امدادیہ بغرض تہیج شوق مہجورین لکھا جائے۔ والسلام خیر ختام لکل کلام غرہ ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ مقام کانپور

شجرہ!

رحم کن یارب بقطب وقت امداد الٰہ	برکت نور محمد شمع انوار جلی!
حاجی عبدالرحیم وعبد باری مرد حق	عبد ہادی عضد دیں شاہ محمد متقی
شہ محمدی ومحب اللہ وشاہ بوسعید	شہ نظام الدین جلال الدین کہ شد تھانیسری
قطب عالم عبد قدوس و محمد دیں پناہ	حضرت عارف جناب عبد حق کامل ولی
شہ جلال الدین وشمس الدین وصابر کلیری	شہ فرید الدین وقطب الدین اوشی مہندی
شہ معین الدین وعثمان خواجہ حاجی شریف	خواجہ مودود یوسف امامی سیدی
بومحمد شاہ بواحمد ابواسحاق شام	خواجہ علو دہبیرہ شہ حذیفہ مرعشی
شاہ ابراہیم ادہم شہ فضیل و ابن زید	آں حسن بصری وحید رواں نجی ہاشمی
رحم کن بر ما دبر بیدل کہ این منظوم از دست	کن بفضل خویش فائز بو مرادات دلی

قصیدہ!

قال مولانا ذوالفقار علی صاحب من رؤساء دارالعلوم دیوبند وفضلائھا دام مجدہم مادحا لسیدنا وسندنا ومرشدنا ووسیلۃ یومنا وغدانا الحاج الشاہ امداد اللہ قدس اللہ اسرارہم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مہلا و داعک فؤادی	رفقا بصب متلف یا حادی

لاتعجلن وقف قليلا وانتئد ... فكانني منكم على ميعاد
فلعلني منكم افوز بنظرة ... تكون في هذى الحشاشة زادى
من لم يذبه العشق لاجدى وله ... في نسكه ذا غير خرط قتاد
من لم يذق في الحب ذائقة الفنا ... هو عند ارباب الهوى كجماد
في القلب نار والدموع سواكب ... كيف الحيوة منيت بالاضداد
يا قاتل الله الصبابة انها ... جارت على شفقت الاكباد
اوما تفطنت الصبابة انني ... عبد من هو مفخر الاوتاد
مولائي امداد الله القطب الولى ... الاريحي الكامل الارشاد
شيخي ومستندى واقصى مطلبي ... قدما وغاية مقصدى ومرادى
رب المعارف والمحامد والعلى ... وفضائل جلت عن التعداد
يا مرشدى يا مولى يا مفزعى ... يا ملجائي في مبدئ ومعادي
ارحم على يا غياث فليس لي ... كهفي سوى حبيكم من زاد
اصبر عليكم اذ بنوح مطوق ... واميل وجدا اذ ترنم شادي
وابكي اشتياقا اذا ارعد يشكو ... من جاءني من حاضرا وبادي
وهو اكرم ديني وجل طريقتي ... شغفي بكم ولذكركم اورادي
وحللتم خير البلاد وطبتم ... واهيم في واد عقيب الواد
ونيوضكم في عمرنا عم الورى ... وبفضله تبغي على الآباد
فار الانام بكم واني هائم ... فانظر الى برحمة يا هادى
يا سيدى لله شيئا انه ... انتم لي السجدى واني جادي
ثم السلام على النبي المصطفى ... خير الانام واله الامجاد

کتاب ہذا احقر محمد حسین الرشید عفی عنہ نے "نامی" پریس انارکلی لاہور سے طبع کروا کر اپنے کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ سے شائع کی ۱۹۹۶

Marfat.com

امداد المشتاق

حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رح

کے

ملفوظات، مکتوبات اور کرامات کا گرانقدر مجموعہ ——— جو

عرصہ سے نایاب تھا اور حال ہی میں طبع ہوا ہے۔

۔ ٹائٹل دیدہ زیب ۔ کاغذ عمدہ ۔ ہدیہ صرف پانچ روپے

کلید مثنوی

حصہ اول
دفتر اول

مصنفہ

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رح

یہ مثنوی مولانا روم قدس سرہ کی مکمل اردو زبان میں لاجواب شرح ہے درحقیقت اس سے زائد شریعت و طریقت کا پاس ادب رکھ کر مضامین کو حل کرنے والی کوئی شرح دنیا بھر میں نہیں لکھی گئی ——— ۔ سرورق دیدہ زیب ۔ قیمت ۲/۹۰

ملنے کا پتہ :- کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ "مغربی پاکستان"

Marfat.com

31

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

شمائم امدادیہ

اردو ترجمہ

نفحات مکیہ من مآثر امدادیہ

یعنی

حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ حنفی چشتی قادری نقشبندی سہروردی

کے حالاتِ مبارکہ، ملفوظات اور تصوف سے سرشار مضامین کا مجموعہ

ناشران

کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ "مغربی پاکستان"

تاجرانِ کتب

قیمت:- ۲ روپے

Marfat.com